



انتساب

Qiran - Sadain

یہ سلسلہ نہایت فخر و مباہات کے ساتھ حسب

11977

اجازت عالیہ حضرت بزرگانِ عالی متعالیٰ ہزار اللہ
ہزار آصف جاہ منظر الممالک نظام الممالک نظام الدولہ

نواب میر سر عثمان علی خان بہادر

فتح جنگ جی سی ایس آئی جی سی بی خلدیہ

وسلطان وادام اقبالہ کے نام نامی اسم سامی

کے ساتھ منسوب معنون کیا جاتا ہے



891 551

Khal

(397)

Adram - ul - seader
of Amir Khano

o.l.g.

~~W. W. W. W. W.~~

Allypore, Mysore
Allypore
C. 1927





ثنوی

قرآن السعید

مختصر فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	پہچان
	تمہید	
۱	یاد رفتگان، اعتراف و شکر	۱
۶	خسرو کی طبع آزمائیوں بالخصوص قرآن السعید کی خصوصیات	۶
۳۰	ان السعیدین میں دہلی قدیم کے متعلق معلومات	۳۰
۵۱	قرآن السعید کا سلسلہ تواریخ، شہر و سنین	۵۱
۵۶	قرآن السعید میں مسیحی کے موجود نہ ہونے کی وجہ	۵۶
	ہندوستان کا خسرو پر اور خسرو کا ہندوستان پر اثر اور ثنوی قرآن السعید	۶
۵۷	کا احسن لاتی نتیجہ	۵۷
	مقدمہ	
۱	تقریب نظم و وجہ تسمیہ	۱

CENTRAL ARCHAEOLOGICAL
LIBRARY, NEW DELHI.

14
Acc. No. 11977
Date 23.12.62
Call No. 891.551
Khu.



متمم

مثنوی قرآن السعیدین خسرو

نوشته

شیخ حسن بربنی بی لے

ایں سخن چند کہ بخواست است

شاعری نیست ہمہ است

(از مثنوی قرآن السعیدین)

صفحہ	مضمون
	(۱) پہلی خصوصیت "تاریخی اہمیت"
۸	خسرو کی مشنویوں سے تاریخ ہند کے چھ ماہ متبر حالات دستیاب ہوتے ہیں
۹	قرآن السعیدین کے تمام واقعات خسرو کے چشم دید ہیں
۱۰	ان واقعات کے مین شاہد کے مطلق خسرو کے بیانات
۱۰	(۱) خط از خرقہ الکمال مشتبہ حالات نظامی و رسیدن بادودہ و کیفیت ہجرت و مفارقت
۱۳	(۲) خط از ہجرت خسرو مشتبہ حالات و قاتل کی قبا و باہر خود و نکات خسرو و اس
	دیور و شیر و قن خسرو بادودہ
۳۰	مقتدر حالات شمس دیور و اثر الدین
	(ب) دوسری خصوصیت "واقیعت"
۲۲	واقیعت کے معنی اور اس کے دو پہلو، انتخاب جزئیات اور تفصیل کو الٹ
۲۳	قرآن السعیدین میں واقیعت کا کمال
۲۳	وصف نگاری کا واقعہ نگاری سے تعلق
۲۴	انتخاب جزئیات اور تفصیل کو الٹ کی مثال قرآن السعیدین سے
۲۴	منظر فطرت کی مصوری اسی خصوصیت کے تحت میں داخل ہے
۲۵	مثنوی قرآن السعیدین میں مناظر فطرت کا بیان
	(ج) تیسری خصوصیت "ادراک نفسانیاں و حفظ و تفریق شخصیات"
۲۵	تاریخی مشنویوں میں اس خصوصیت کو پورا کرنے کی آسانی اور وقت
۲۶	"وصف نگاری" اور ادراک نفسانیاں "درہل واقیعت کے خارجی اور داخلی پہلو
۲۶	داخلی پہلو کو پورا کرنے کی دشواری اور خسرو کو اس کا احساس
۲۶	قرآن السعیدین کے اشخاص قصہ

فہرست مضامین

مہتمم

قرآن السعیدین

صفحہ	مضمون
۵-۱	(۱) یادِ رنگاں، اعتراف و شکریہ
۱	یادِ رنگاں بلسلہ خسروی
۲	مولانا اسماعیل مرحوم کی خدمات متعلق بلسلہ خسروی
۲	مولانا کی ادبی خدمات
۳	مولانا کے مختصر حالات
۴	مولانا کی تعلیمی خدمات
۵	اعتراف و شکریہ بلسلہ ترتیبِ کلیات خسرو
۵	راستہ کی مولانا سے ملاقات بلسلہ مذکورہ
۵	قرآن السعیدین کی تنقید مولانا کی اخیر تصنیف ہے
۵-۶	(۲) خسرو کی طبعِ آزادِ مثنویوں بالخصوص مستران السعیدین کی خصوصیات
۶	مثنویات خسرو کی دو قسمیں "اتباعی" اور "طبعِ آزاد"
۵	"اتباع" کے صحیح معنی
۶	طبعِ آزادِ مثنویوں میں قرآن السعیدین پہلی مثنوی ہے اور اپنا جواب نہیں دیتی

صفحہ	مضمون
۳۸	قرآن السعدین کے بعض نحو میں اس شہزادی کا نام شہزادی درصفت دہلی کیوں لکھا گیا ہے
۳۹	دہلی کے مطلق مملو مات
۴۰	اس کا لقب قبۃ الاسلام تھا
۴۱	شہر بہاری پر آباد تھا
۴۲	دہلی کے تین حصار تھے
۴۳	قصر مغزی واقع کیلو گھڑی
۴۴	”شہر نو“ کیلو گھڑی کی بنیاد کی بناء سے بہت پہلے بڑھی تھی
۴۵	دہلی کی عمارات
۴۶	مسجد جامع میں دو گنبد تھے اور دونوں کا سلسلہ غیر مستقیم تھا
۴۷	سنان ماڈرن اور اس کے اوپر کے درجے کی کیفیت
۴۸	حوض سلطان
۴۹	مضافات دہلی
۵۰	سیری اس وقت میرزا دار تھا
۵۱	اندپت
۵۲	نہت
۵۳	بہا پور
۵۴	آٹھان پور
۵۵	دہلی اور مضافات دہلی کا نقشہ
۵۶-۵۷	دوم قرآن السعدین کا سلسلہ تواریخ و شہر و زمین
۵۸	قرآن السعدین میں کن تواریخ کا صراحت سے ذکر پایا جاتا ہے

مضمون

صفحہ

۲۵

کیقباد

۰

خسر کی شواہد اس حد تک تاریخ کا آئینہ ہیں

۰

قرآن السعدین کی غزلیات تیسری خصوصیت کے تحت میں داخل ہیں

۲۸

یہ غزلیات مجروحیات کے لباس میں تمام قصہ کو بیان کر دیتی ہیں

۳۰

عزل پر لفظ شاعری کا سب سے زیادہ اطلاق ہو سکتا ہے

۰

شاعری کو معیار پر قرآن السعدین کی غزلیات پوری اترتی ہیں

۰

خسر کی عزل سرائی خاص رنگ لگتی ہے

۳۱

قرآن السعدین کی غزلیات اس مشنوی میں ایک پر طفت تنوع پیدا کر دیتی ہیں

(د) چوتھی خصوصیت "جذبت"

خسر کی طبیعت جذبت پسند اور طرذ آفرین تھی اور تقلید میں بھی خیریت ذہنی کو برقرار

۳۱

رکھا گیا ہے

۳۲

مشنوی قرآن السعدین جذبت کا نمونہ ہے

۳۳

جذبت شاعری کا تعلق تخیل سے اور تخیل کی اہمیت

۰

خسر کے تخیل کی کیفیت

۰

تخیل کی مثال مصلوں کی چوہ سے

(ه) پانچویں خصوصیت "تناسب"

۳۸

فنون لطیفہ میں تناسب کے معنی

۳۹

مشنوی میں تناسب کا ہم رنگی کی دشواری

۰

قرآن السعدین اور تناسب

۵۱-۴۱

(۴) قرآن السعدین میں دہلی قدیم کے متعلق تاریخی معلومات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ اللہ آج سے چار برس پہلے جب کلیات امیر خسرو کی اشاعت کا خیال پیدا ہوا تو ملک میں ابھی تک وہ بزرگ موجود تھے جو ماضی کو سمجھتے اور اُسے حال و مستقبل سے شناس کر سکتے تھے۔ حالی، شبلی اور امینیل اسی کاروانِ قدیم کے سالارِ راہ تھے۔ لیکن یہ قافلہ مرحلہ پائی کر چکا تھا، اور اُن کے نقوش قدم بہت جلد اُس منزل تک پہنچنے والے تھے جس سے اُن کے گم شدگان عدم کا سراغ نہیں لگتا۔ اُس زمانے میں مولانا حالی پرانہ سالی سے معذور اور پابرجا رہتے۔ مولانا شبلی کا قلم ابھی تک اُتار سے نہ چھوٹا تھا، لیکن نیاتِ اجل کیوں لگائے بیٹھا تھا۔ مولانا امینیل ہی اپنے دوسرے معاصرین کی طرح آفتابِ لبِ بام تھے۔ لیکن کمرِ حقیقتِ باندھ کر منزلِ مقصود کی رو پائی کے لیے آمادہ ہو گئے۔ گردشِ ارضی کے دو تین دور وہ اس وادی میں مرحلہ پچا ہے۔ جب کہ منزلِ مقصود کے فاصلہ نشان

واقعات کا سلسلہ قایم کرنے سے قرآن السعدین کے اصل مفہوم یعنی ملاقات کی تاریخ

۵۳

اتر جاویں امانوں ششہ قرار پائی ہے

۶

ہوئے کیقتار کی تاریخ اور مل ششہ قرار پائی ہے

خسر کے قیام اور وہ کی صحیح مدت کیا ہے اور بظاہر جو اختلاف خسر کے بیانات میں پایا

۵۴

ہو وہ کس طرح رفع ہوتا ہے

۵۵-۵۶

۵۵ قرآن السعدین میں مرح شیخ کے موجد و نمونے کی وجہ

۵۶

مرح شیخ کا تہذیب و تمدن کی مشنوں میں

۵۷

قرآن السعدین اور خسر سے پہلے کی دوسری فتویٰ مرح شیخ کا نہ پایا جانا عدم تصدیق و تھام کر

۵۸

(۱) خود خسر کے ابتدائی دیوانوں میں مرح شیخ موجود ہے

۵۹

(۲) معتبر ترین تاریخ نویں ہفتہ میں کہ شیخ کے ساتھ خسر کا خلق عنقریب شباب

۶۰

سے پیدا ہو گیا تھا

۶۱

اس فروگزاشت کی وجہ

۶۲

(۶) ہندوستان کا خسر و مراد خسر کا ہندوستان پر اثر اور فتویٰ قرآن السعدین کا اخلاقی نتیجہ

۶۳

فتویٰ قرآن السعدین کی ایک قطعہ طلب شعریں ایک ہندی لفظ سے لطیفہ پیدا کیا ہے

۶۴

ہندی لفظ کا خسر کے بیان لڑوانہ استقامت

۶۵

خسر کی شاعری کی اہم اور سبق آموز خصوصیت "ہندوستانی"

۶۶

خسر و ہندوستان کی تاریخ میں نمایاں حیثیت رکھتے ہیں

۶۷

خسر و اس عہد کے صحیح نمائندہ ہیں

۶۸

خسر کا ہندوستان کی تاریخ پر گہرا اثر پڑا ہے

۶۹

خسر کا ملک کی شہر تہذیب کی ترقی میں خاص حصہ ہے

۷۰

قرآن السعدین کا خلاقی نتیجہ

مولانا کی زندگی ملک کے سامنے ایک قابلِ قدر نمونہ پیش کرتی ہے۔ وہ ۱۲ نومبر ۱۸۴۴ء کو میرٹھ کے ایک گاؤں میں جس کا "لاڈ" نام تھا پیدا ہوئے تھے۔ ۱۶ برس کی عمر میں ہی فکرِ معاش و امنگیر ہو گئی۔ سترہ تعلیم میں نہایت قلیل تنخواہ پر کام اختیار کیا۔ لیکن خدا داد قابلیت نے اپنے لیے راستہ نکال لیا۔ اور ۱۸۶۹ء میں جب انھوں نے پیش لی تو وہ مارل اسکول آگرہ میں ہیڈ مولوی تھے اپنے قلم کی بدولت انھوں نے دنیا کی ثروت اور عزت حاصل کی۔ ان کی کتب ریسہ جو اردو و ارس میں عرصہ تک اعلیٰ نصاب میں لاکھوں کی تعداد میں نکلیں اور اب تک رائج ہیں۔ مختصر میں ان کے تعلیمی خدمات کے اعتراف میں "خان صاحب" کا خطاب دیا جس سے زیادہ مناسب ان کے لیے شمس العبد کا خطاب ہو سکتا تھا۔

وہ تعلیم کے خاص طور پر دلدادہ تھے اور قلم و قریب سے ہر طرح اپنی زندگی علم اور امانتِ تعلیم کے لیے وقف کر دی تھی۔ ان کی یہ تعلیمی خدمت بھی خاص طور پر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مسلمانانِ میرٹھ میں وہاں انھوں نے سکونت اختیار کر لی تھی تعلیم و تہذیب کی انھیں کی ساری جہلیہ سے ترقی حاصل کی ۱۹۱۱ء میں ان کی تحریک سے مدد انھیں اعلیٰ مقامات پر پہنچائی گئی انھوں نے اپنے فتنے لی، اور ایضاً نہایت تندرستی سے اعلیٰ انجام دیتے رہے۔ علاوہ ازیں وہ ہر قسم کی مفید عام تحریکوں میں حصہ لینے کی کوشش کرتے تھے۔

والہنگانِ سلسلہ خیر دی پر ان کا بہت بڑا احسان ہے، اور ان کی خدمات

دکھائی دینے لگے تھے اور آئندہ کی شاعریوں کو گوشے کے گوشے کو منور کر رہی تھیں
 یکایک اعلیٰ اہل فن و ادیب ہوا اور مولانا البیک لکھنے پانے ساتھیوں سے اب جو کسی قدر
 پہلے روانہ ہو چکے تھے، جا ملے ۵

مجلسِ یارانِ پریشانِ شہزادہ سندھو ۶ برگِ یزدی گوئی اندر گلستانِ پتھر
 سلسلہ خسروی میں "حیات" کا قلم مولانا کے، مڈا لایا تھا، بعد میں ثنوی
 قرآن الثعین بھی ان کے سپرد ہوئی۔ ان کی عمر کو آخری دہائی برس اسی علمی شغل
 میں گزے۔ اس وقت میں قرآن الثعین پر مکمل تنقید لکھی "حیات خسروی" کے لیے
 بہت ساموا جمع کیا اور سوانح عمری کے چند اجزاء ترتیب دے لیے جن میں اللہ
 کی قیادت کے اخیر محمد (علیہ السلام) تک خسرو کے حالات درج ہیں۔ افسوس قضا نے
 اتنی مہلت نہ دی کہ یہ عظیم الشان علمی منصوبہ مولانا کے ہاتھوں سرانجام پا جاتا۔
 یکم نومبر ۱۹۱۱ء کو سہ پہر کے وقت پچھتر برس کی عمر میں چند روز و علالت کے بعد
 ان کا انتقال ہو گیا۔

مولانا آصفیہ جہاں لہر پھر کے ان معدودے چند مریوں میں سے ہیں جن کا
 نام شہرتِ عام حاصل کر چکا ہو اور کسی تعارف کا محتاج نہیں ہو۔ وہ شہر و قلم دونوں کا
 ملک کے چند بہترین اہل قلم میں شمار ہوتے تھے۔ بچوں کے لیے ان کا تصنیف کیا
 ہوا درسیات کا سلسلہ آج تک بے مثل مانا جاتا ہے اور ان کی اخلاقی اور نیک نیتیوں
 قبولیتِ عامہ حاصل کر چکی ہیں اور گھر گھر پھیلی ہوئی ہیں۔

خاص تعریف کی۔ مرثیہ کا ایک بیت بہت پسند تھا جسے کئی کئی دفعہ پڑھ کر سنایا ہے
 "کشتگانِ اُردو در اعرافِ صحرا ز سحرِ اوجِ سحر بچھو صورتِ ہما کہ در دیباےِ اختر بقصد"
 ایک مرتبہ فرماتے تھے کہ "امیر کے کلام میں صنایع بدایع بہت ہیں۔ اس میں شبہ نہیں
 کہ ان تکلفات سے دوسروں کی شاعری پر بڑا اثر پڑ جاتا ہے، لیکن خسرو کے یہاں اکثر
 اس قدر سبب تکلف اور باغزہ ہیں کہ ان کی وجہ سے لطیف شاعری بڑھ جاتا ہے" مثال کے
 طور پر قرآن الشعیدین سے یہ شعر پڑھا اور کئی دفعہ دہرایا ہے

آبِ ذرا زمان و بقاء و کسر تا بکر تا بہ گھو تا بہ سر (منوہ)
 قرآن الشعیدین کی تنقید جو مثنوی مذکور کے ساتھ اس وقت ناظرین کی خدمت میں
 پیش ہو مولانا اسماعیل مرحوم کی اخیر مکمل تصنیف ہے۔ اس کے لکھنے میں مولانا نے پوری
 جانچا ہی سے کام لیا ہے۔ ان کی تحریر سلیس اور خالص اور دکا بہترین نمونہ ہوتی ہے۔
 زبان شستہ اور خیالات سلیجے ہوئے جوتے ہیں۔ طول کلام سے وہ ہمیشہ بچتے ہیں
 لیکن اختصار کے ساتھ کہنے کے قابل ضمنی باتیں ہوتی ہیں وہ سب بیان کر رہے ہیں
 یہ سب خوبیاں اس تنقید میں موجود ہیں جو ناظرین کے سامنے ہے۔

اس تنقید کے بعد قرآن الشعیدین پر کسی مزید تبصرہ کی گنجائش نہیں ہے۔ البتہ
 اس مثنوی کے متعلق محض ضمنی چند متفرق امور بیان کیے جاسکتے ہیں جن سے یا تو
 تنقید کے بعض ضروری نکات کی توضیح و تفسیر متعوض ہو یا اس مثنوی کے بعض تاریخی
 پہلوؤں پر روشنی ڈالنا ممکن ہو۔

پوسے طور پر اعتراف خاص اور اعلیٰ شکر یہ کی مستحق ہیں۔ انہوں نے ابتداً یہ علمی کام فخر تکامت اور شیدائے علم و فن نواب حاجی محمد اسحق خاں صاحب باور انری کی زیر دیرستہ اہتمام کی فرمائش سے مخاصمانہ تعلقات کی بنا پر قبول فرمایا تھا۔ آغاز کار کے بعد مولنا کو اس مشغلہ سے ایسا عشق پیدا ہو گیا تھا کہ اخیر تک وہ اسی میں منہمک ہو۔

اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ فریادیں کام خواہ اس کی کوئی نوعیت ہو، لوگوں پر بار ہوتا ہے لیکن مولنا کی حالت اس کے بالکل برعکس تھی۔ ان کے شغف کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اکثر اہم علالت میں بھی وہ بستر پر لیٹے لیٹے کچھ نہ کچھ ضرور کام کرتے رہتے تھے۔ سلسلہ خسروی میں انہوں نے اپنا تمام قیمتی وقت بغیر کسی قسم کا معاوضہ قبول کیے صرف کیا۔ اور جب یہ خیال کیا جاتا ہے کہ دنیا میں بہت کم لوگ ایسا استغناء دیکھ سکتے ہیں تو مولنا کا ایسا رخاں طور پر ہائے دل میں ان کی وقت پیدا کر دیتا ہے۔

راقم آئم کو کئی دفعہ "خسرو" کے سلسلہ میں مولنا مرحوم کی خدمت میں حاضر ہونے کا اتفاق ہوا۔ ان سے ملکر کئی روحانی خوشی ہوتی تھی اور ان کے بزرگانہ اخلاق و علم و فضل کا دل پر گہرا اثر پڑتا تھا۔ خسرو کے ساتھ تعلق خاطر بہت بڑھ گیا تھا۔ خسرو کا کلام نہایت فوق و شوق کے ساتھ سناتے تھے۔ ایک مرتبہ فرماتے تھے "خسرو عجیب و غریب شخص تھے۔ صحیح یہ ہے کہ اس سے پہلے ہم انہیں اتنا بڑا نہ جانتے تھے۔ لیکن اب جو تفصیل کے ساتھ ان کے کلام کو دیکھنے کا موقع ملا تو معلوم ہوا کہ وہ کیا تھے۔ ایک دفعہ وسط الحیوۃ سے "خان شہید" کے مرثیہ کے کچھ بند سنائے اور اس سے مثل ترجیح بندی کی

فی الحقیقت محض اس قسم کا اقبال ہی جو تقدیر کے مقابل میں متاخرین پر تاریکی نہیں ہے
 ہمیشہ یاد کیا جاتا ہے۔

اس بحث کو زیادہ پھیلانے کا مقصد نہیں ہے۔ قرآن الشہیدین جو بڑی شہنیوں میں سب سے پہلی طبع آزمائی ہے اور جو ختم سے دس بارہ برس پہلے لکھی گئی تھی، اس وقت ہمارے سامنے موجود ہے۔ یہ شہنی فارسی لٹریچر میں اپنا جواب نہیں دیتی اور دنیا رنگ میں بالکل انوکھی کتاب ہے۔ اس شہنی کے لیے خسرو کے سامنے کوئی فائدہ موجود نہ تھا، اور ہمارے علم میں خسرو کے بعد اس کا جواب نہیں لکھا گیا۔ اگر لکھی گئی ہو تو وہ لاپتہ ہے کوئی نہیں جانتا۔

عقبت میں ایک چوٹی کی تنہا دھنک بکالہ لگی جو جس میں صفت بخاری کا الزام کہ جو جو بدشعور کا اتباع ہو۔
لیکن تنہا قرآن العبدین کے جواب میں نہیں کہی ہو، اور نہ بجز صفت بخاری کے خسر کی تنہا کے ساتھ اس میں کوئی
مشابہت پائی جاتی ہو۔ مثلاً کشتی کی ترین میں مینے نے بھی پنداشناس کے ہیں جو برف پر پسی، زمین کی تازی کیوں تھیں
بکشتی بل کان دل نشینے، باہر گشتہ دروچہ گشتہ، تمام تر اوچوں کی گشتہ کار، کہنے کی کشتی کس پادہ نہ سوار
کشتی غم و احوال کی مانند، یہ فلاح اور ذلالت کا نشہ، اگر سر پہ باندھ کر سب سے زیادہ اس کاں تھنا کشیدہ
نہانت اس کے تھنا اس کاں، دلی ہرگز شدت نہ تو، اگر اندیشہ امن، امن بہت، کہ طوفان پاشنی کی مانند
وہ چنگے کہ آب جالش، زنجیر و دھار نہ تو، گزین چنگے با گشتہ شمال کہ کشت برکت نہ ہر دم جو قال
از اس اند بک بک نقد پرواز نہ کہ بندہ و دانش برسانہ، شیدا و ہزار جنگ جوینہ، لیکن اہل بندہ نہ کہ گویند
جو دیر کمن سافیش کی مانند، زور آب جالش کی مانند، حاس از فطرت شش پید، ہر دم میر و ہم پرانست مشیدا
بروں آوردیش و پسندی، بخند گشتہ از در تنہا، کذب و بکرانگ آشوب، فراتہ دست و پا و خورش از چوب
میادہ سرانگ آشت، تند ہر دم، یاد شش، گزشتہ سو آب و خداد، مذہب و دست با و داد
حداوم علم دریا کردہ تکرار، صلح نمہ اوشتہ صبرا، پرستش پریم جنیسیہ، پزد ہر خطہ سودا کے ہر ریسہ
خدا مچہ جاویش دیدند، کہ کشت از شکم ہر گشتہ، بود او را سبک قاری تکرار و درہ ہزاراں پائے چوب
سبک پائیت برابر اگر گشتہ، دلی پائش مبتلا گشتہ، از اس یاد کردہ گشتہ، کو ریا را گشتہ در تہ چوب

(۲)

خسر نے جس قدر مثنویاں لکھی ہیں ان کی دو جہاں تقسیم قرار دی جاسکتی ہیں
 اول وہ مثنویاں جو، تباہا کلمی گئی ہیں۔ دوم وہ مثنویاں جو طبع زرا دیں۔ پہلی قسم میں
 خمسہ کی پانچوں مثنویاں ہیں جن میں خسر نظامی کا متبع کیا ہے۔ دوسری قسم میں متعدد
 چھوٹی چھوٹی مثنویاں اور قرآن العیدین، عشیقہ، شہسوار، اور قلعہ نامہ داخل ہیں۔

مثنوی نگاری میں خسر نے جایا اپنے آپ کو نظامی کا متبع بتایا ہے۔ اس اتباع
 کی دو حیثیتیں ہیں جن میں منسرق کرنا ضروری ہے۔ ایک اتباع وہ ہے جو غصے میں کیا ہے۔
 یعنی نظامی کی پانچوں مثنویوں کے جواب لکھے ہیں۔ دوسرا اتباع اس سے بالکل علیا
 ہے جو محض زانیہ حیثیت سے اُن پر عائد ہوتا ہے۔ ارتقا کے تمدن کے دوسرے شعبوں
 کی طرح لٹریچر کی تاریخ میں ہر سچے آنے والا پہلے آنے والوں کا پیرو ہوتا ہے۔ اس
 لحاظ سے مثنوی میں خسر نظامی کے ایسے ہی متبع ہیں جیسے نظامی فردوسی کے یا فردوسی
 دقیقی کے متبع تھے۔ اس اتباع سے خسر کی شخصیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ مثنوی
 نگاری میں اُن کی ذاتی خصوصیات کافی طور پر نمایاں ہیں اور غور کرنے سے صاف نظر
 آجاتی ہیں اور ان کی شاعری کو نظامی (یا کسی دوسرے مثنوی نگار) سے اسی طرح جتن
 طور پر متمايز کر دیتی ہیں جس طرح نظامی کی خصوصیات اُن کی شاعری کو فردوسی یا سعدی
 سے جدا کرتی ہیں۔ یہ خصوصیات خسر کی طبع زرا مثنویوں میں بدرجہ غایت غالب
 ہیں۔ اسی وجہ سے طبع زرا مثنویوں کے متعلق یہ کہنا بجا نہ ہوگا کہ یہاں پر ان کا اتباع

سلطان محمد سلطان شہید کے غزوات درج ہیں۔ غزوة الکمال میں جلال الدین خلجی کی فتوحات کی تاریخ ہے۔

چھوٹی مثنویوں کو بھی اگر شمار کیا جائے تو عہد مبینی سے لے کر خانہ ان تعلق کے آغاز تک تقریباً پچاس برس کی ہندوستان کی مسلسل تاریخ امیر خسرو کی مثنویوں سے مرتب ہو سکتی ہے جو سند اور اعتبار کے لحاظ سے اس عہد کے مطلق قطب ہیں مثلاً:۔
یہ مثنویں انیس ایام میں تصنیف ہوئی ہیں جب کہ دو واقعات پیش آئے جو ان مثنویوں میں درج ہیں اور بیشتر واقعات خود خسرو کی چشم دید ہیں جن کے دربار دہلی سے ذوالی اور خانہ انی تعلقات ابتدا ہی سے استدر گہرے تھے۔

قرآن النعیدین میں جو واقعات درج ہیں وہ تا مگر خسرو کے چشم دید ہیں جس وقت کیتباد کا لشکر دہلی سے چلے ہر خسرو بھی اُس کے ہمراہ تھے اور باپ اور بیٹے کی ملاقات وقت بھی وہ موجود تھے۔

مولانا سمیع مہر نے بدایونی کی طرح خسرو کے ایک قصیدے سے کیتباد اور ناصر الدین کی ملاقات کے وقت خسرو کی موجودگی کا قیاس کیا ہے۔ یہ قیاس بالکل صحیح ہے، اور اس کے متعلق خسرو کے دوسرے بیانات صراحت کے ساتھ موجود ہیں۔

دیوان غزوة الکمال میں اپنے بھائی تاج الدین کے نام ایک خط ہے جس میں انھوں نے لشکر شاہی کے ساتھ دہلی سے روانہ ہونے اور اپنے آؤدھ پہنچنے کے مفصل حالات بیان کیے ہیں۔ اعجاز خسروی میں ایک اور خط ہے جس میں کیتباد اور ناصر الدین محسود کی

ہم یہاں مختصر طور پر خسرو کی طبع آزمائیوں کی خصوصیات بیان کرنا چاہتے ہیں اور اسی بحث کے ضمن میں قرآن الشدید پر بے تخصیص نظر ڈالینگے۔ اس کو پڑھتے وقت یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ان خصوصیات میں سے بعض جدا جدا دوسرے شاعروں کے یہاں بھی پائی جاتی ہیں، لیکن ان کا اجتماع جس طرح خسرو کے یہاں ہوا ہے دوسرے جگہ نہیں ہے۔

سب سے پہلی خصوصیت خسرو کی طبع آزمائیوں کی یہ ہے کہ تقریباً تمام تاریخی ثنویاں ہیں۔ ان ثنویوں کی بنیاد واقعات پر ہے۔ محض شاعرانہ خیال آفرینی پر نہیں ہے۔ عشق و عیش کی ایک سچی اور دردناک داستان ہے جس میں عہد علانی اور بعد کے مستند تاریخی حالات درج ہیں۔ نہ پہر میں علامہ الدین کے رنگیے جانشین قطب الدین بکشا کی تخت نشینی کو بعد کے مفصل واقعات ہیں جو اس عہد کی کسی دوسری تاریخ میں نہیں مل سکتے۔ تعلق نامہ میں غلیوں کی بربادی اور غفلتوں کی سریر آرائی کی پوری داستان ہے۔ وسط الحیوہ میں ملین کے عہد کی ثنویاں ہیں جن میں مغل پر فوج کشی اور ملین کے بڑے بڑے

ابتداء (تذکرہ) بتاتے دوسرے اوصیاء

نشتہ چوں دوسرے شہر مہل

قرآن الشدید میں مصنف گشتی کے اشعار صفحہ ۱۲ تا صفحہ ۱۴ کو ان اشعار سے مقابلہ کر کے دیکھو زمین آسمان کا فصدق نظر آئے گا۔ ہندوستان میں گشتی سال کی گزری سے بنائی جاتی ہے اس کو خسرو نے کس فی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اولیٰ سال میں سے از سال گشت کیے، او بدہ سال است۔ اس کے مقابلہ کے شعر یہ ہے: بودیر کھن مالیش نیاست، ہر شوق آب جانش، نکبیاست۔ اس شعر میں مصرع اولیٰ اور مصرع ثانی میں کوئی خاص ربط نظر نہیں آتا، علاوہ ازیں سال کا لفظ بالکل جبرقی معلوم ہوتا ہے اور لطافت و موزونیت کما حقہ خسرو کے شعر میں اس لفظ سے پیدا ہو گئی ہے جس کے لفظ نے جاسی کو مہینہ سرگروں کا لفظ اس کا ذکر کرتے ہوئے

آخریں۔ دفتر آق کا، نظر را در عزیزوں دستوں در دولت و ملت کی دیواری۔

ایک از غم دوریت چنانم کز تن بب آہست با غم

شبہا من دل بنم نوازی بید تو در خیال بازی

دل سخت چون چوب آگ گشت صدایے در و نہ داغ گشت

در شک و ہزار آوج است ز آہ و ہزار تیر دل روز

دل فتنہ و تن بیک ماندہ جاں بر شرف پاک ماندہ

بار کہ ازین لایت خوش یاد سے دوسرا اند نگر و کش

از حالت من آرازدیت عاشق شد و چچ من بہریت

با من بچہ انت شب درو دل سوختہ راقعت آموز

نے قصہ تو رسد بسویم نے باد رسا نہ از تو بوم

کو کس بونا ہم نشستن دل رطب و تشا طبعین

گردا دین نہ نظم چون نوش از دیرج دہن بگلہ کو

محبے بیدار دل آویز سقتن گری بنامہ تیر

محبے غزلہ جواب گفتن محبے سخن شراب گفتن

کہ ہم نشا ط نوش کردن گز خمر تر بگوشش کچن

گر گردن گشت بے بتار محبے بطون حوض شکار

ہر شب منم دے و درے غم را بد چشم آب خورش

ملاقات اور اس موقع کے متعلق اپنے ذاتی حالات لکھے ہیں۔ چونکہ ان دنوں خطوں کا قمران الشعدین سے براہ راست تعلق ہے اور بعض جزئیات پر ن سے روشنی پڑتی ہے اس لیے ان دنوں خطوں سے ضروری مقامات نقل کیے جاتے ہیں۔

تلج الدین زاہد کے نام

(از غزوة الکمال)

خواندہ زمین خراب سینہ خسرو کہ بندہ کمینہ
 نی گوید می نہ شبنم ک چوں قطره اشک سے بنک
 کار و زر کہ شتم از برت دور ق محروم شدم چو سایہ از نور
 بر غم سفر غماں کشا دم خوابہ ز دید گاہ کثام
 باشکر کشہ کو قن بر کوچ در گریہ می شدم بہر کوچ
 تا بعد دودہ از رہ دور آمد با دودہ سپ چہ تنقو
 سلطان قعرے با بخت بخت و اقطاع و دودہ بخت و داد
 شد شہر از دودہ حوالہ خاں شد و ہر ابد نوالہ جان
 باں کہ نہ شتم بصوری افتادہ سکونتم ضروری
 اس کے بعد شہر آردہ کی تعریف اور ملک امتیاز الدین علی بن ایک
 و حاتم بن کی توجہات کا ذکر ہے۔
 ہر دم قعرے بہر بیت نو از چشم کرم بجا ضروری

چوں نگ پندیر شد مقامت صفت بود آن زجربالت
یک بیت ز گفتم نظامی تفصیل کنم اندرین تہامی
کارایش کردنی ز حدیش رخسارہ نقہ را کند ریش

یہ خط سہ شنبہ ۱۶ رجب ۸۸۵ھ کا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لشکر شاہی وہ
میں سے سفر کے بعد آؤدھ پہنچا۔ جس وقت بادشاہ اپنے باپ سے مل کر دہلی کو واپس
ہوا ہے۔ برسات کا موسم تھا۔ آؤدھ پہنچنے پر، غلبا اپنے بھائی کے نام ان کا یہ
پہا خط ہے۔ خسرو و محبت و الفت کا مجسمہ ہے قدرت نے انہیں درود سوز کی غیر معمولی
مقدار عطا فرمائی تھی۔ عزیزوں اور وطن کی محبت نے انہیں یہ وہ دن آؤدھ میں
سنبھلے دیا اور اس خط کے لکھنے سے تین چار مہینے بعد ہی وہ آؤدھ سے روانہ ہو کر
ذوالقعدہ ۸۸۵ھ میں دہلی پہنچ گئے۔ اس کی تفصیل آگے آئیگی۔

بنام ”خداوند و برادرم..... نجم الملک والدین“

(از امجا خسروی رسالہ)

دوستداری کا خسرو سلطانی..... برائے انور.....
مستوری گردانہ کہ... خداوند ملک ملک الشرق و قطب ارکان الملک
انتخاب الحق الدین... علی ایک سلطانی... از اوج ارتقاء بہتیم سعادت
ورکار بندہ ناخست لیکن دل بندہ کہ از تا نکلی آفتاب فراق رہوئے

شب روز کنم ز آه جانم ز
 زین گونه بود شب مرا در
 یکشب من دل چرخ پوشید
 جاسی هزار داغ در پیش
 بودیم هم گفت گویت
 محرم نسک جز آرزویت
 گفتم که ازین اسیرید
 یاد آیت نیاید یاد
 تا حال بدانیم که چو نم
 وز دید و بگوز غرق خونم
 روشن کند ز بان خامه
 حال من ازین فراق نام
 ماه رجب شب سه شنبه
 یک هفته حساب فته بر نه
 تیر از هجرت کنم یاد
 بر ششصد و هفتاد و شش
 فدا ریشبه ز ابر تاریک
 بارنده بقطر لاله باریک
 مین بشکال وقت باری
 نیمه زده ابر را سوال
 بکشد و مینا لاله عدرا کام
 بزرده دلی خروشن بام
 می گفت ترا ز ابر مرست
 بود آب برقص برق جیست
 باری هوا بقطره سازی
 قطره برین بکافت بازی
 گریه زمین دزد برهم یاد
 بیزن و درون خانه نم یاد
 ناوقت سحر قلم در انگشت
 و تاریکی جی زده و شست
 چون نیست تکلف بر دم
 در نامه تکلف نکردم
 صحت سخن مکرده آغاز
 تا نقشه نما از غرض باز

وصات می گشتند۔

نگاہ ذات منور شمس الدین پیر نور ہدای یوم الدین چو آفتاب
قیامت بر سر این زہ آمد طلعت اشمس کشمس الطلعه از گرمی آن مہر بر خود
بسوختم و خورم از حرارت برونی بیرون جوشیدم از استراق طاقب آن ششم
کہ سونے و توانم دیدم مع ذہ چشم بجوشش تیز کردم۔ آب چشم من گشت۔
آب چشم فرو چو منی نوشیدم خامہ خورشید گشتن آب چشم

دیدم کہ از عنایت ہولے بندستان آب چشم بر آب خود نمازہ بود، بگو آفتاب
مرا دید و از جاسے خود برفت۔ بجیلہ بیاری جالیش آوردم۔ لخت زبک
از دوران دزدکار در میان آورد کہ شیوہ آب می علوی و امہات سفلی است
کہ انبیسے منس اخوان الشمس، اچوں بات النش از ہدیہ متفرق و متغوب
می دارد۔ قدرے از قدر اقدار خویش زبان حال را لبان المعانی بلای
ہر تپہ پوشیدہ تر گشت می کرد کہ در چہ از آنچه بود عالی شدہ بود و از ہر آید
و دولت خویش الشمس لا یحیی فی کل مکان گشتہ رضعہ اللہ فی
مشارق الارض و مغاربھا۔ ہر یک از اصحاب را یا و کرے علی العموم
می کرد، علی الخصوص س نجم ثاقب ا۔

بگریہ گفت کہ آمد بے ستارہ بچشم
ستارہ کہ مرا باید آن بچشم نیامد

دو شان روز و ششده است - نه در آسمان مست نه در زمین -

..... مقروء آن خمیز تنبیهی گرداند که اندر آنچه سلطان مشرق ناصر الدین
والد دنیا . . . از مقام محمود چون نیز اعظم بر نعم کشور کشالی تیغ زنا را با قطع
کرد و با قطع آوده در رسید بول را پیش در آب سرو چون از ابن سهراب
رویت نمود . . . و ازین جانب سایه غایت پروردگار جهانگیر مشرق مندیاب
مغزالدین والدین کیباد . . . چتر خورشید تاب فل آلهی را هم بر لب آب
مذکور چون آفتاب در خانه ای مستقیم گردانید -

آس چه لشکر بود که تنبیه نش ^{فت} زلزله در چارارگان رخ
لرزه بیریق زبند نیز ^{فت} گونی آتش در میستان رخ
پایه در چرخ اند خیل آسمان ^{فت} گردگان در چرخ گردان رخ

روز اول این و سحر آخر بود توجیه اگر چه آینه آب در میان بود و مایه نمودند -
مرج البحر یطیقین بینهما برنخ لا یفیان - روز دیگر قرآن اسعدین اجتماع
نیزین گردش در آن ازلانی داشتند و بر آن جمیع الشمس القمر یلین
میرین و بین گردانیدند شبیه نیست که بود مطه بامیت بینما دید اریقتی متفا
بود و قیامت این بود که رویت آخرت هم بقیه اول در حساب آمد - مگر یوم نشو
بود که آن آسمان نفت آیت اذ الکو کب انتشرت با تمام جاریه شرکاب
صفحات و جنات می گناشتند و جمهور خلایق بدین باغچه در آن منتشر شرکاء و در آن

چو تره آبشی که در رخت سرشکب فلک می ساینند بر میدو پرسید تا کشتی
 را بر لب آب بر کنار آید آفتابان بایستد تا آفتاب بر رفته آب می آید
 که آفتاب آفتاب گزشت بر آب خویش باز آورد و بیشتر بر اندن کشتی بزرگ
 آن نجم علا بود چون مانی بر آمد و بعد از آنکه چو تار در مقصود بر نیامد
 می گفت

چگونه را غم کشتی تار و پیدایت

مگر ساره نهان شد را بر دیده من

از هنگام طلوع آفتاب تا زوال ندارد بر کرانه نهر من مردم دیده

را چشم می داشت و از کواکب مراد می گفتم در آب نمی دید

آفتاب تو را ساره دیدن روزی

بر رخت من بر تار مهر با رخت تمام روشن می کرد و در صایه این مرد و زن می گفت

من که ششم جدم از سر بود

ذوق آن دست نهان نماند چو سارا در

بعد از انتظار بسیار بند را دور کرد و آیت العوذیه بخواند و

دیوان خاص که غمش از تره و شعر سخن میگوید و گاه بکتاب پیرو و خود

بمقدور است رساند و درین آب عزیز را بر تقدیر نیست طعم جوار کرد

و لشمس تجری المستقر لصادق لثقل العزیز العلیم بنده و غلبه

آن روز بوقت غروب بتمام خویش باز گشت۔

روز دیگر بولے اشیر الدین محمد احمد آثارہ از بس کہ اشیر وقت در باطن
 میں سوختہ ظاہر شدہ و بودنوشتن اور آب زردم دگنہ غم گزارا کر دم
 مائے کراہی خاکے از آب گدشت سر اسید وار و بولے اشیر معلق بدین
 السماء و الاارضی رفت با شیر رسید چون براں محیط آتش طبیعت
 گرم بشکام ناز خفتن نبود، بقلب می گفت ۵

ایں توئی یا بخواب می بینم
 کہ شب آفتاب می بینم

شمار روزے بدیدار آن عزیز شب را بر روز و روز را شب آورده شد ۵
 نخبه روزے کا یہ شب بوی عزیز

پس از ہزار شب سہ ہزار روز جہنم

الفرس و رسوم ہم از بداد ملک آفاق شمس الدین غمیت کشتی گردو
 بندہ خسرو کہ قایم مقام تیر ستراں کشتی بالامت بندگی راست بایت دہ

گرد بچشم نیال یا من کشتی راں
 آفتابے بود کلاں پر شے می گزشت

شک نیست کہ آن آب جیوں موج از بحر بار تر بود، بلکہ از بحری گشت و بحر
 کہ خرن گد رجوداوست از وجوداوغیر بحاصل می آمد۔ فی الفاصل نزدیک

موسم بهار بود چشمه خورشید با سلطان بهشتانی در آمد و سلطان منتظر آبی
گشته در مسین باریان و باران مین چون آب سر و بخت آب و دهان کرده
ابری به در دمن می شوم این بهار چو کرم دل بختی وقت و دل را به
ابر باران من یار تا دود و باران به من اگر به کنان بر بیدار بیدار

باران آیت قرآن که من السماء و ماء و بیا بگ بند می خواند و باد و اضمحلت
عین جباریه بر حیف آب مسلسل و ان نقش می کرد و سبز به خط تر تفسیر
لنخرج به جبار و بیا نا بر تخت خاک ثبت می فرمود و آب پیر این خود مسلسل سبز
جدول بخیر می من بخیرها الا هار می کشید با چند آب رسو و بستان
تر گشت خط سبز و سله پاک نشد

مردم چشم از شمع فراق و ستان شمع شیر اوید و ابر چو هوا خواها
می گریست پاس مگر کم در آب چشم می غریه و برق چو سحر گلای می خندید
چگونه برق خندد که زله سنگ انداز
جباب همیشه گری را کشاده کرده ها

تأمل فقرات از عبارت من عبارتی می نمود و بارقه برق از احتراق من جانی
آبریز طریق این خراب از معموره آوده آمد تا این قصه فتنه را به این جباب
رفع کرد فی العزة من شعور و جباب المرجب عظم الله تعجیب مسنده
سمیع و ثانیین و ستمانه انتخاب فقره از ان و اثر و دوات آن که قلم شتاب
سینه

وقلب بے سکون از اس میثاق بظان آمد . . .

تامت روز دریں تیزی بودم که یارب اگر مجلس شمسِ آن نجمِ مدیستم
آمدی نوراً علی نور بودی .

روز دیگر بر منیر مملکت از خلیفہ مشرق باوج ارتقا رجعت افتاد

و با اعلامِ اعلیٰ بحیثیتِ اراننگِ جلال منزل بمنزل بر طریقهٔ سیرت السیر
گشت که در هیچ منزل با آن نجمِ مقابلۂ سعادت نیست گشت که نہ مکی شمسِ اثر دیر
بر دے آب آورده است .

سوزے کہ بسینۂ ارمِ آخر روز

در مذمتِ تو برے آب آرد چشم

ہم در اثنایِ راہِ مخدوم بندۂ منیرتِ افعیٰ آلودۂ شرفِ دستِ بوی

یافت بندۂ کہ چون عطار در شمعِ آن آفتاب ست توانست کہ بجائۂ خویش

راج شود ضرورتِ باستقامتِ آن طرفِ مفاد او ملک بے مثال بطلبِ مثال

و لایتِ بر موانعتِ رکابِ فرقد سائے اعلیٰ منقطعۂ جوازِ بر میانِ بیت و دہلی

طیلسِ ہائے ہایونِ چتر کہ نہ طائرِ سایۂ نشینِ اوست طیارِ نمود و بندۂ

کہ میں حدیقۂ مدحیتِ باز گردانید باشارتِ رائۓ مختارِ اقیاسے از وصال

کو کہ اصحابِ لشکرِ نقلِ ضروری اقیاسۓ مفاد و بہ ظمتِ ہندوستانِ کہ تعلیم

زعلتِ پیہوا کردہ شد .

شہزادہ سلطان محمد (سلطان شہید) کے دیار سے تعلق ہو گیا اور اس کے ہمراہ
 پانچ برس تک تان ہے۔ شہزادہ مذکور کی شہادت کے بعد کوئی دو سال گوشہ نشینی
 میں گزارے اب اس موقع پر جب دہلی اور لکنؤ کے لشکر آؤدھ میں سے تو ہر سو کے
 بچھڑے ہوئے دوست آپس میں ٹھیکر ہوئے۔ اس دوران میں شمس الدین بیر کا تقرب
 سلطان محمود کے یہاں بہت کچھ بڑھ گیا تھا کچھ سلطان محمود نے جس وقت باریک کر
 پاس (جوشکر) قیاد کے ہراول کا سپہ سالار تھا) پیغام بھیجا تو شمس الدین بیر کو ان
 متین کیا تھا۔

قرآن السدین میں اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا ہے۔

تغ زن مشرق از آفتاب تیغ بر زن آفتاب چوں آفتاب

جست سوسے کہ گزار دپیام بر جہ گویند گویند مام

گر سخن از صلح بود یا نبرد کم کند چسب ز نیرے مرد

دید کہ کس نیست ز بنا و پیر و ز خورایں کار چوں شمس دیر

یہ امر یاد رکھنا چاہیے کہ خسرو کے معاصرین میں شمس دیر کا مشہور ادا اور شعرا میں

ہوتا تھا۔ چنانچہ اس موقع پر دوست کے وقت شمس دیر نے اپنے عزیز و دست کو اپنا دیوان

بطور یادگار دیا جو دیوانی (منتخب التواریخ) میں شمس دیر کا کچھ کلام غونہ درج کیا ہے۔

(دیکھو صفحہ ۲۶ منتخب التواریخ مطبوعہ لکھنؤ)

دوسری خصوصیت خسرو کی طبع آزمائیوں کی یہ ہے کہ ان میں اقصیت

میزبایدی احوال باری دارد و انبیا و متواترند که موجب تمام نفس است
چون کتابی که در بالا آید فرو فرستد و از در پی محبت دقیقه فرو نگذارد و هیچ
ارتقاء بقینه علیا در هیچ باد - آمین -

یہ خط قرآن السعید کے اصل اقدس تعلق رکھتا ہے۔ مضمون سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کعبہ اور محمود کی ملاقات کے موقع پر مکتوب الیہ کے آنے کی توقع تھی لیکن کسی وجہ سے وہاں نہیں پہنچ سکا۔ یہ خطایم جب شہداء اور بچے خطا پذیر ہو روزیٹے کا لکھا ہوا ہے جس میں خسرو نے خاص طور پر اپنے دوستوں شمس الدین ویر اور قاضی شیر الدین سے ملاقات کے واقعات بیان کیے ہیں۔

نانا کے مرنے کے بعد جس وقت خسرو کا ملک چھو کے یہاں تعلق ہوا یہاں دونوں
سے اسی زمانے میں وہ ساری تعلقات پیدا ہوئے تھے شمس الدین اور اشیر الدین سلطان
ناصر الدین (بغرا خاں) کے معاصرتھے اور اگر اس کے ہمراہ ملک چھو کے یہاں
جو سلطان مذکور کا چچا زاد بھائی تھا تھے اور شعر و سخن میں خسرو کے حریف مجلس بستے
تھے۔ اس کے بعد جب خسرو نے سلطان ناصر الدین کی ملامت اختیار کی تو وہ ان
سے تعلقات اور زیادہ ہو گئے جس وقت مہم طغرل کے بعد سلطان بلبن نے بغرا خاں
کو لکھنؤ (مجنال) کا حکمراں مقرر کیا تو خسرو اور اشیر الدین اور شمس الدین شاہزادہ مذکور
کے ہمراہ تھے۔ وطن اور عزیزوں کی محبت میں خسرو تو دہلی چلے آئے، لیکن ان کے
دونوں دوست شاہزادہ مذکور کے ساتھ لکھنؤ رہ گئے۔ خسرو کا دہلی پہنچنے کے بعد

ہیں کے انتقال اور اپنے بیٹے کی قید و کشتن کی خبر پر اور اپنے آپ کو تخت دہلی کا دار الحکومت سمجھ کر ہندوستان پر لشکر کشی کرتا جو۔ باپ کی لشکر کشی کی خبر سن کر مٹیابی اپنی فوج لیکر دہلی سے بڑھتا ہوا شہر آؤدھ کے قریب سرحدی کے کناروں پر دونوں لشکر صف آرا ہوتے ہیں لیکن باہم نامہ و پیام کے بعد صلح ہو جاتی ہے اور باپ بیٹے آکر ملتا اور سٹے اپنے ہاتھ سے تخت پر بٹھا دیتا ہے یہ بظاہر کوئی اہم یا متم با نشان واقعہ نہیں ہے لیکن شاعر کی سحر کاری دیکھو، مواد کی کمی اور واقعہ کی قلیل التماہی کو "وصف مخاری" کے پرستے میں اس طرح چھپایا ہے کہ قفسے کی بے بائگی کا احساس تک نہیں ہوتا۔

جس چیز کو خسرو نے "وصف مخاری" کے لفظ سے تعبیر کیا ہے وہ حقیقت میں واقعہ مخاری ہے جس کی طرف ہم نے اوپر اشارہ کیا ہے۔ انتخاب جزئیات اور تفصیل کو انہی یہ دونوں اجزاء وصف مخاری کی جان ہیں اور فارسی میں اس شہنشاہ سے بڑھ کر شاہ ایکس موجود ہوں۔

جس وقت ناصر الدین کی فوج کشی کی اطلاع دہلی پہنچی ہے، سردی کا موسم ہے، کیتبہ در السلطنت سے شکار کے لیے باہر آتا اور فوج کا معائنہ کرتا ہوا قصر کلوکھری پہنچ جاتا ہے اور وہاں جشن شاہی مناتا ہے یہ سب اس کے ابتدائی واقعات تھے، لیکن پہنچتے ہوئے شہنشاہ کی طرف سے والد دار السلطنت کی سیر کر چکا ہے اسے موسم کی پوری کیفیت معلوم ہو چکی ہے، بادشاہ کے جلوس اور شکار گاہ کا نظارہ دیکھ چکا ہے اور رینگنے بادشاہ کی محض نشا کا پورا سین اس کی آنکھوں میں پھر گیا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ دہلی جتنا کہ قریب

کا سرشت کمال اقیانوس کے ساتھ برقرار رکھا گیا ہے۔ امیر دستان کو اس طریقیہ کرتے ہیں کہ شاعری کے ساغر میں حقیقت ہمیشہ غریباں نظر آتی ہے اس خصوصیت کا خود انہیں بھی پورا احساس تھا اور اس کی طرف انہوں نے غرض کے طور پر جایجا اشارہ کیا ہے۔

اس خصوصیت کے دو پہلو ہیں اؤل یہ کہ واقعات صحت کے ساتھ بیان کیے جائیں اور دوسری یہ کہ بیانیہ واقعات میں انتخاب جزئیات و تفصیل کو انصاف پر عمل و سنگاہ ہو۔ خسرو کی مثنوی نگاری میں یہ دونوں پہلو برابر سہم پائے جاتے ہیں۔ ان کی معلومات عامہ غیر معمولی ہیں اور ان معلومات سے شاعرانہ مصوری میں پوری طور سے کام لیتا آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک طرف تو شاعرانہ سحر کاری کے باوجود ان کا کلام حقیقت سے متجاوز نہیں ہوتا اور دوسری طرف اس میں تمام جزئیات موجود ہوتے ہیں جو شاعرانہ مصوری میں تصویر کشی کے خلیہ اور رنگ آمیزی کے قایم مقام ہوتے ہیں۔

پہلی خصوصیت اور دوسری خصوصیت کے اجتماع کی وجہ سے خسرو کی مثنوی نگاری کو تاریخی نقاشی سے تعبیر کرنا بے جا نہ ہوگا۔

واقعت کی خوبی ان دنوں کا طے قرن السعدین میں کامل طور پر پائی جاتی ہے۔ کئی قصے کی کائنات صرف اس قدر ہے کہ مبین کے انتقال کے بعد اس کا پوتا کیتباد تخت دہلی پر متمکن ہوتا ہے کیتباد کا باپ ناصر الدین محمود لکھنؤ میں حکمراں ہے۔ وہ اپنے باپ

میں جس کمال کا اظہار کیا ہو وہ محتاج بیان نہیں۔

تیسری خصوصیت جو خسرو کی شاعری کا بہ ان تینوں پر اور جو ثمنوی بخاری کی جان
ہو وہ نفسانیات کا صحیح ادراک ہے۔ جس طرح ایک رانچا ریا نادل نویس کے لیے ضرورت
ہو کہ وہ اشخاص قصہ کی شخصیتیں قائم کرے، جس شروع سے آخر تک برقرار رکھے اور
حالات و واقعات سے ہر موقع پر ان کی داخلی کیفیات ترشح ہوتی اور ان کو ایک
دوسرے سے متماثر کرتی ہوں، اسی طرح ثمنوی بخاری میں جہاں موقع پیش آئے یہ نقطہ و تفریق
اشخاص لاپرواہی کے بغیر ثمنوی میں روح پیدا نہیں ہو سکتی فارسی لٹریچر میں بہت کم ثمنویا
ہیں جو اس معیار پر پوری اترتی ہیں۔

خسرو کو تاریخی ثمنویوں میں اس خصوصیت کے پورا کرنے کے لیے یہ موقع حاصل تھا
کہ اشخاص قصہ ان کے پیش نظر تھے اور وہ ان کو نہایت اچھی طرح جانتے تھے، لیکن اس سے
اگرچہ یہ فائدہ ہوا کہ انہیں تخیل کی مدد سے اشخاص قصہ کو پیدا کرنا نہیں پڑا جیسا کہ افسانہ
میں کرنا پڑتا ہے، لیکن تحفظ شخصیت کوئی سہل کام نہیں ہے، اور جب تک ادراک نفسانیات
کے ساتھ شعور کی قوت معنورہ نہایت تیز نہ ہو یہ میدان بے سپر نہیں ہو سکتا۔

دوسری اور تیسری خصوصیت ”رہل“ و ”واقعیت“ کے دو پہلو ہیں خارجی اور
داخلی۔ خارجی حالات کا احساس اور ادراک بہ نسبت نفس انسان کے پیچیدہ اور مخفی کھنڈوں
کے بہت زیادہ سہل ہے، لیکن جس طرح کسی شخص کی صورت کو لینا اس کو واقعی طور پر جاننے
کے لیے کافی نہیں ہے اسی طرح کسی قصہ یا داستان میں محض بہرہ کی اور ادراک پر ہی چیزیں اشخاص

واقعہ جو اُس میں تین حصہ ہیں ہاں پر مسجد جامع، منارہ، ماوند اور حوض شمس
 دلچسپ مقامات ہیں اور شہر نہایت آباد اور پُر رونق ہے۔ سردی کے زمانے میں جو خاص
 تبدیلیاں پیش آتی ہیں وہ سب اُس کے سامنے ہیں اور اس طرح کہ وہ گویا موسم کی کیفیت
 کو محسوس کرنے لگتا ہے۔ ٹہنی راتیں چھوٹے دن برف باری اور آگ کی گرم باری
 گرم اور موٹے کپڑوں کا استعمال منہ سے جا پکھن وغیرہ سب وہ کیفیات ہیں جن کا
 خیال آتے ہی جائے کا موسم محسوس ہونے لگتا ہے۔ غرض اسی طرح پر ایک ایک واقعہ
 بیان کیا گیا ہے۔ اس مثنوی کا پڑھنے والا کسی ملک کا رہنے والا کیوں نہ ہو وہ واقعات
 کے ساتھ حالاتِ محول اور مناظر کا پورا سال اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہوا جاتا ہے۔ اس واقعہ
 نگاری کی بدولت اُس عہد کے تمدن کی جزئیات پر ایسی روشنی پڑتی ہے جو دوسری جگہ
 نظر نہیں آتی۔ دربار، جلوس، مجلس، شہابی اور فوجی نظام کی گویا چلتی پھرتی تصویریں دکھائی
 دیتے لگتی ہیں۔

مناظرِ فطرت کی مصوری بھی (اگرچہ ایک خاص جگہ نہ خصوصیت قرار دی جاسکتی ہے)
 اسی خصوصیت کے جس سے ہم بحث کر رہے ہیں تحت میں داخل ہے۔ اس میں خسرو کو تیار
 خاص حاصل ہے اور اس لحاظ سے میرے خیال میں دنیا کے بہت سے شاعر اُن کے
 پیلوں پہلو ہیں۔ یہ بحث بہت زیادہ تفصیل کی محتاج ہے لیکن یہاں محض اس کی طرف اشارہ
 کر دینا کافی ہے۔

مثنوی قرآنِ شہیدین میں تمام موسموں کی کیفیات اور مختلف اشیاء کے اوصاف

جسک نظر آئے گنتی ہے۔

اس مثنوی میں مرکزی شخصیت کی قباہ ہے۔ تاریخ باقی ہے کہ وہ ایک نوجوان بادشاہ تھا جو تہا مقرر عیش و عشرت کا دلدادہ تھا۔ خسرو نے اگرچہ ایک موزن کی طرح عیب جانی کے نقطہ نظر سے یہ نہیں کہا کہ بادشاہ ہوا اور ہوس میں گرفتار اور دنیا و مافیہا سے بے خبر تھا۔ لیکن ساری مثنوی عشرت کے رنگ میں ڈوبی ہوئی اور سراپا مرقع مین بنی ہوئی ہے۔ جیسا کہ مولانا ہمنیل نے لکھا ہے ”حضرت خسرو کو مدوح بھی خوش قسمتی سے ایسا بدلتا ہے کہ ساتی و مثنی و شاہ و بادشاہ و ساغر کا ذکر محتاج تکلف نہیں بلکہ اس کی بزم عیش کا ایک معمولی ہنگامہ ہے۔“

حقیقت حال یہ ہے کہ خسرو کی تمام تصانیف بالخصوص مثنویوں کو اس عہد کا آئینہ کہا جاسکتا ہے جس میں وہ نگہی گئی ہیں۔ ایک سچے شاعر کا قلب کیفیات اثرہ اور حالات و حوال سے بہ نسبت دوسروں کے زیادہ متاثر ہوتا ہے۔ اس کے جذبات جلد مشتعل ہوتے اور معرض انظار میں آجاتے ہیں۔ عہد علانی کی مثنویوں میں اس عظیم الشان عہد کی ہر جگہ پر جسک پڑتی ہے۔ اسی طرح نہ سپہر میں علاء الدین کے عیش و پرست جاتین قطب الدین بکشاہ کی تفریح صید افگنی اور بزم آرائیوں کا نوٹوں سے آجاتا ہے جو خلیجوں کی بربادی کی اسی طرح پیشینگوئی کرتا ہے جس طرح کیتباہ کی عیاشیاں سلاطین غلامان کے خاندان کی تباہی کا پتہ دیتی ہیں۔

اسی خصوصیت کے تحت میں جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں وہ غزلیات داخل ہیں

سے حقیقی واقفیت کے لیے کافی نہیں۔

قصہ کا پڑھنے والا کتاب ختم کرنے کے بعد قدرتناہ خیال کرتا ہے کہ اشخاص قصہ کس حد تک اس کے ذہن میں مرتسم ہیں اور وہ ان کے باطنی حالات، انطوق و عادات اور رجحانات اور خیالات سے کس حد تک گام جوڑے معنور اور شاعریت ایک بڑا فرق ہے کہ اول الذکر متر خارجی اور محسوس منظر سے باطنی کیفیات کی جب تک دکھاتا جو بڑبڑا اس کے شاعر بیشتر داخلی پہلو کو لے کر چلتی پھرتی اور جتنی جاگتی بستیاں ملے سانسے پیش کرتا ہے۔

واقفیت کے دونوں پہلو کو ٹھونکا رکھنا اور ان کو کامیابی کے ساتھ شاعرانہ نقاشی میں کاہل لانا چنداں آسان نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خسرو شاعری کی اس شواری سے خوب واقف تھے۔

ایک جگہ قرآن السعدین میں لکھتے ہیں۔

ایں سخن چہ کہ بخیر است مست شاعری نیست کہ ہم راست مست
گرچہ نہیں راست نہایت منفعت راست بے بہت کی سونش گفت

اگرچہ قرآن السعدین میں اشخاص قصہ کی تعداد نہایت ہی قلیل ہے، کیقباد، محمود اور چند دیگر اشخاص لیکن خطہ شخصیات کا س میں پورا التزام ہے۔ ان کا پورا لطف اس موقع پر آتا ہے جہاں باپ اور بیٹے کے مابین نامہ و پیام ہوتے ہیں اور اس کے بعد صلح ہو کر خلوت میں ملاقاتیں ہوتی ہیں۔ یہاں گویا ڈرامہ کی (جس میں شخصیت کا کامل التزام ہے)

باپ بیٹے میں صلح ہو کر ملاقات کی سلسلہ خرابی ہوتی ہے۔

بیاغ سایہ بیدست آفتاب در سایہ
(صفحہ ۱۳۶) ازیر پس من جان خواب در سایہ

باپ بیٹے میں ملاقات ہوتی ہے۔

خزم آں لفظ کہ مشتاق بیایے بد
(صفحہ ۱۵۲) آرزو مند بخت سے بہ بختار سے بد

وقت دواغ ہے باپ اور بیٹا جدا ہوتے ہیں۔

آرام جاں می رود۔ دل را مضوی چو بوی خوش
(صفحہ ۱۶۱) مفارقت کے بعد کی بقیہ رسی اور یاد۔

سخت شوارست تنہا ندن از دلہ انجوش
(صفحہ ۲۲۸) بالک گویم دل تنہا ندن دشوار خویش
بادشاہ عازیم دار السلطنت ہوتا ہے۔

بازدیر تیرہ زہر سے سر بری کند الخ
(صفحہ ۲۲۸) بادشاہ دار السلطنت پہنچتا ہے۔

عمر زگشت مرا باز کہ جاں باز آد الخ
(صفحہ ۲۳۲) کتاب ختم ہو گئی بادشاہ کی خدمت میں شرف قبول کی درخواست ہے۔

نہ تمام گشت بجاں کہ می برد
پیغام کا لبد ہوسے جاں کہ می برد (صفحہ ۲۵۵)

جو قرآن الشہیدین میں مختلف مقامات پر تفسیر کی گئی ہیں۔ ان غزلوں کی خاص خوبی یہ
ہی کہ سب سہل ہیں۔ جس داستان کے بعد آتی ہیں انہی حیثیت سے پچھلے واقعات
کا عائدہ کرتی اور اگلی داستان کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

مثلاً موسم سرہا کی قیام و لشکر کی تیاری کا حکم دیتا ہے:-

شد بنوا سر دکنوں آتش فرمہ بکاست (صفحہ ۴۷)

مقطع میں اگلی داستان ”جیش شاہ ز دہلی زبے کہین پرتہ کی طرف ایک لطیف اشارہ
ہی جس کا معنی اولی ساری داستان کا خلاصہ ہے:-

عزم مج در دشت روئے آتو بہ عشق
توشہ ایک نیم دل بارگشاہ بکاست (صفحہ ۴۸)
یاد شاہ دار السلطنت سے روانہ ہو کر عازم شہر ہوا ہے۔

”سوار چاکب من باز عزم لشکر دار“ (صفحہ ۴۹)
موسم بار آتا ہے بادشاہ گل و بلبل کے ساتھ داد و طلب گسری دیتا ہے
آہ باروش چمن لالہ زار خوش الخ (صفحہ ۵۰)
گل احمد ناخبر شب مست غارت الخ (صفحہ ۵۱)
دوش ناگہ بر دل شد آن بہرید الخ (صفحہ ۵۲)
لشکر شہی فتح مند واپس آتا اور مغل قیدی پیل مال ہوتے ہیں۔

تینا برگیر تا ز سر بر مسم
تیر بخت کز لفظہ بر مسم (صفحہ ۵۳)

تخیل و اقیقت، میرز قتل اور قصہ پایا جاتا ہے وہ ہمیں کہیں نہیں ملتا۔ قرآن السعدین کی غزلیات
وسط الحیوۃ کے اخیر زمانہ اور غزوة الکمال کے بعدانی ایام سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان کے
انبساط اور جوش کا زمانہ ہی قرآن السعدین کی غزلیات کے متعلق خود خسرو نے لکھ لیا ہے
تحریر کی ہے۔

ہر غزلے ہمیشہ عشق کش صفحہ ۱۷۳۶

جیسا کہ مولانا سمیع نے تفصیل کے ساتھ لکھ دیے غزلیں حالیہ ہیں۔ علاوہ انہیں
ثنوی کی بحر ظاہری کہ شروع سے اخیر تک ایک ہی پنج میں مختلف بحر کی غزلیات
شامل ہو جانے سے ایک خاص قسم کا تنوع پیدا ہو گیا ہے جس سے تازہ بہ تازہ نوبت کی
لذت حاصل ہوتی ہے۔

خسرو کی ثنوی نگاری کی چوتھی خصوصیت جنت اختراع اور طرفہ آفرین ہر آن کی
طبیعت کا سب سے زیادہ میلان ایجاد کی طرف تھا۔ ہر صنف میں اس کے شواہد موجود ہیں
جیسا کہ انہوں نے خود بیان کیا ہے ان کی نثر تا متر ان کی جدت آفرینی کا نتیجہ ہے۔ رباعیات
و قطعات میں کسی کے متعلق نہیں۔ قصائد، ثنوی اور غزل میں وہ اپنے آپ کو دوسروں
کا پیروں بتاتے ہیں، لیکن اس تقلید میں بھی انہوں نے اپنی حریت ذہنی اور اختراعات
کے لیے پورا ایمان پیدا کر لیا ہے۔ صناع اور بدایع میں ان کی جدت پسند طبیعت نے
ایجادات کے انبار لگا دیے ہیں۔

لے دیکھو عجاظ خسروی لے دیکھو دیباچہ غزوة الکمال لے دیکھو عجاظ خسروی دیا چر تھہ الفسردیا چر و صد لہو
اور دیباچہ مستزاد الکمال وغیرہ

الغرض مسلسل تمام داستان کی کیفیات جو واقعات کے لحاظ سے شاعر کے قلب پر وار ہو سکتی ہیں، ان غزلیات کے ذریعہ بیان کر دی گئی ہیں۔ گویا شاعر نے مجر و جذبات کے لباس میں تمام قصہ ہی کو بیان کر دیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جس چیز پر لفظ شاعری کا سب سے زیادہ اطلاق ہو سکتا ہے وہ صنف غزل ہے۔ بل نے کیا خوب کہا ہے کہ شاعر کے بیان کا ماہر امتیاز یہ ہے کہ وہ جذبات میں سرشار دنیا و دہشت سے بے خبر ہو کر نواسنج ہوتا ہے اور اس کا بیان و مسرور کی طرف تھکا نہیں ہوتا، وہ غم و غصہ شوق و مسرت سے متباب ہو کر ترنم کرتا ہے جس طعن و بل اپنے چھپوں میں خج و منہک اور صحن باغ کے بل اور وارفتہ سامعین سے بے خبر ہوتی ہے اسی طرح شاعر اپنے جذبات اور دار و ارات قلبی کا اس طرح اظہار کرتا ہے کہ گویا وہ سامعین سے بے نیاز اور بے خبر ہے۔

اس معیار کو پیش نظر رکھو، و قرآن الشعدین کی غزلیات کو جانچو۔ یہ غزلیات جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں نہ سب موقع لکھی گئی ہیں گویا خارجی واقعات کو مجر و جذبات کا جامہ پہنایا گیا ہے۔

شاعری کی صنف غزل میں خسرو کو جو امتیازِ خاص اور قبولِ خاطر حاصل ہے مقلد بیان نہیں۔ وہ غزل سراہی میں سعدی کے تبع میں لیکن ان کا غزلیت میں ایک خاص رنگ پڑ جاتا ہے۔ سعدی کے سامنے رکھتے معلوم ہو گا کہ کلام کی سلاست اور شیرینی اور جذبات کی پاکیزگی دونوں کے یہاں موجود ہیں۔ لیکن خسرو کی غزلیات میں جو طرنگی،

وہاں کہ بتلید نشست اندریں شنو مہار خود گندم آفریں (صفحہ ۱۰۰)
 حقیقت یہ ہے کہ یوں تو انسان کی تمام ذہنی قوتیں وہی ہوتی ہیں اور گوشش سے
 ان میں صرف محدود ترقی ہو سکتی ہے۔ لیکن غالباً تو سوماغی میں سب سے زیادہ غیر اکتفا
 وہ قوت ہے جسے تخیل کہتے ہیں اور جو شاعری کے لیے خاص طور پر ممتاز لہجہ روح دردا
 ہے۔ شاعر اسے ماں کے پیٹ سے لے کر آتا اور اسی طرح اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔ دوسرے
 لحاظ سے ممکن ہے کہ اس کے کلام میں دزبردز ترقی ہوتی جائے۔ مثلاً اس کا الفاظ
 زیادہ شستہ اور بندشیں زیادہ چست ہو جائیں لیکن تخیل کی مقدار تقریباً ہمیشہ معتدل
 رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک بڑے شاعر کے کلام میں عمدہ طقویت میں پیرائے نچنگی اور
 عمدہ پیری میں طغیانہ تازگی پائی جاتی ہے۔

خسر کے کلام پر ایک غائر تاریخی نقطہ نظر سے اس خیال کی تصدیق ہوتی ہے
 خوش قسمتی سے اُن کا تمام کلام ہر فرد اور کجا کجا محفوز ہے۔ بڑی مثنویوں میں قرآن
 پہلی مثنوی ہے لیکن چند چھوٹی مثنویاں بھی جو انہوں نے، اس سے پہلے لکھی تھیں محفوظ ہیں۔
 ذیل میں ہم اُن کی دو ابتدائی مثنویوں سے ایک ہی مضمون کے متعلق استنباط پیش
 کر کے قرآن السعدین سے متباد کرتے ہیں جس سے معلوم ہو گا کہ ابتدا ہی سے خسر
 تخیل کی کیا حالت تھی۔

مضمون مضمون کی جوب ہے جس میں خسر نے قرآن السعدین میں بڑا زور قلم
 دکھایا ہے (دیکھو صفحہ ۱۰۱) یہ مثنوی اُن کے مرثیہ سلطان محمد کی شہادت اور خود امیر کے

مثنوی قرآن السعیدین میں جو خود جنت کا نمونہ ہے وہ فرماتے ہیں۔

چند گم بود بدل این خیال تازه کنم ہر صفت را جمال

بود در اندیش من چند گاہ کز دل دانندہ عکت پناہ

چند صفت گویم و آبش و ہم بمع اوصاف خطا بش و ہم

طرز سخن را در دشِ نومس سکے این ملک بخسر و دم

نوکسم اذان رسم کن پس روی پیش روان کن ^{منقذہ ۳۳}

آنچه ز سر جویش دل نقش بند معنی نو بود و خیال بلند

موی بپوش بہ ہنر حبیتم پنچہ دسجیدہ در و ریحتم

وصف نہ زان گوشت شاد دل کاں دیگرے را بدل آید کہ چو

ہر صفت را کہ بر انگیزم شبہ تازہ در و ریحتم

نیت ز کس ولوے لالاسن ثروت یہ میں رتہ دریا سے من

نکتہ من گو صبر کان من ست زان کے نیت از ان من ست

وزد نیم حنا نہ بر دیگرے خانہ کشادہ ز در دیگرے

مایہ ہر وزد کہ در عالم ست گرچہ فزون ست بقیت کم ست ^{منقذہ ۳۴}

آن کہ شناسندہ این گوہر است گرچہ نفیر کندم در خور است

پوتیں پوشیدہ و بے پوش

در گریز از غایبان دوست

گشتیے گوہر بر باغک فی ناز ناخوشش ہی در داشتہ گویاں سخن بگ بانی

ہچو زماں فوج کس پڑی پی مست آواز سے برداشتہ لافش بزرگ استخوانی

زیریلہ گردان نافر خندہ پی

جاں یلہ کردہ باؤاڑی سے

سر تراشیدہ زہب سے قلم بستہ پر یوم را با لائے سر از سنگ پیش خراش خوردہ

زں قلم انگینہ خد لاں رقم سر تراشیدہ چو بقیہ بر سر ہم از سر خود تراش کر دہ

مستے پر یوم کردہ و سر

بسیار از بوم شوم روتہ

رخندہ شدہ مشت مس از چنگ چشم شش در شے ناپید شدہ چون شیشہ و چشم از رن تنگ

دیدہ در انداختہ در رخندہ ہر کہ دیدہ رے شاں شید شدہ در سختی با گرفت کنہ سنگ

دیدہ دہائے در شدہ اندر شاں

گوئی نشستہ ہست اندر گردہ باک

از رخ تا رخ شدہ مبینی بین مینی پست و خیش از دعو دوا

در مکتا تا کلب الیاب دہن ہچو خوکے بر سر آبلہ رداں

بینی پر رنہ چو گوہر حشر اب

یا چو تونے کہ ز طوفان آب

منظوم کے ہاتھوں میں گرفتار ہو جانے کے کوئی چار پانچ برس بعد کی ہے۔ اس کے
لکھتے وقت ان کا غم و غصہ جس قدر جوش میں ہو گا ظاہر ہے۔ دوسری مثنوی ۹۸۲ء
یعنی قرآن السعیدین سے کوئی چھ برس پہلے اور حوادث مذکورہ بالا سے ایک سال
قبل کی تصنیف ہے۔ تیسری مثنوی سلطان محمد کی ملازمت اختیار کرتے وقت غالباً
دوسری مثنوی سے تین چار برس پہلے کی ہے۔

قرآن السعیدین	مثنوی	مثنوی
(۹۸۲ء)	(۱۱۱۲ رمضان ۹۸۲ء)	(جو غالباً سلطان محمد کی ملازمت اختیار کرتے وقت لکھی تھی)
کافرتا بردوں از ہزار	در تھکا پوچوں سگ تھمہ ربا	قوس ہمد گرد چشم سگار
کردہ در گونہ با شتر سوار	آفت نام و بلائے شوربا	چوں گرگ درندہ آدمی خوا
سخت سر لے بوناخت کجوش	بہر نہ مگر ہمہ باشند سیر	ہمہ بوزنہ وار نادقا جوسے
ہر ہمہ پولاد تن و پنبہ پوش	سزنگوں افتد از بالا بزیر	ہم پوست سگے کشید و بے نیے
اصل ز سگ یک نیک بگل سچا		چوں سگ ہمہ رد و ال ماندہ
گر نہ سخی شدہ برد خے اں		چوں بوزنہ در جوال ماندہ
		تا چند رہ سگی سپردن
		یا بوزنہ را گشت بردن
	دو گھوڑے ایک بر پشت تھیں	مشتے دھلاں دو گھوڑاں
	گندگی را بے کردہ در بھل	قربو قزو زناں و جوشاں

سلطنت عثمانیہ میں لکھی ہوئی

خوردہ سگ خوک بندانہ : دوترش چوں سرکہ تلخ سب

ہر جہم دندان خرد بے خرد : دوترش خونی ہستہ تاج سرد

(صفحہ ۹۸-۹۵) موش خوارانہ دندہ موش دا

گشتہ صحرایر زشتے موش خا

ماندہ شاں از خویش زشتے ہر کبایشاں معاذ اللہ زشت گندہ دہنان و گندہ کی دوت

داں کہ میند قیش آید بے پے ستے گندہ دریا سے بھر دیرت خوک و سگی کشیدہ در پوت

تینون گچہ ایک ہی قوم کی جو جو۔ شاعرانہ تخیل نے ایک نفرت انگیز تصویر کے خط و خال

ہر جگہ کیساں طور پر کھینچے ہیں۔ جس طرح ایک ظریف مصور کسی شخص کی مضحکہ انگیز تصویر

بناتے وقت اس شخص کی مشابہت قائم رکھتا ہے، اسی طرح ایک بالکمال شاعر محبت

و نفرت کے جذبات سے متاثر ہو کر جو تصویر پیش کرتا ہے وہ اصلیت سے متاثر نہیں ہوتی۔

البتہ اس کے واردات قلبی کے لحاظ سے یہ تصویر کبھی دلکش اور کبھی نفرت انگیز ہوتی ہے۔

خسرو نے مغلوں کی تصویر جس طرح کھینچی ہے اس سے شاعر کی انتہائی دل نفرت

کا اظہار ہوتا ہے۔ لیکن دیکھنے کے قابل یہ بات ہے کہ ان کی جن جن چیزوں کو استرا کر لیے

منتخب کیا ہے وہ واقعی میں محض قیاسی نہیں ہیں اور ان جزئیات کو مار کر جو اس غرض کے

لیے انتخاب کی گئی ہیں ہمارے ذہن میں مغلوں کی ایک ایسی تصویر پیدا ہو جاتی ہے جو حقیقت

کا حجاب اٹھا دینے کے بعد بھی مغلوں کی واقعی ہیئت سے مشابہت قائم رکھتی ہے جو چوتھی

چھوٹی نیلی آنکھیں چپٹی ناک۔ پیٹے ستھے چوڑا منہ، چہرہ ڈاڑھی کے دو پار بال

موئے زبانی شد و برب زراز ریش ز درختی شاخ گل زرخ
 سبب شاخ گشته بنیاد زراز آید و هر زدن از کوه و شخ
 ریش ز پیر امین چپ و زرخ گزنا و سبقت کند و را
 سبز و کباب و از روسی زرخ و ام دو ریش ابل خندا
 کوز رخ شاخ ز عاصم کند

ابل زرخ را بحاسن چه کار
 سبب چو سیخ چو تاج رسد
 رشته بس نعمت شاخ در محوس

زشت تر از زنگ شده بود شاخ
 پست تر از پست شده بود شاخ
 چهره شاخ دین غم زفته
 بانه بکا کجنگ و غم زفته

روسته چو آتش و سر چو آتش آتش ز ششم چو آتش
 آتش سوزا شده به چشم خوش آتش از مردار خواران دهک

آتش دیاں سرد چو آب
 سوزان دجاں چو گرم شتاب
 و دسوی و حدیث زشت و کام
 چو طست که آن بقید از بام

ادب کے شعبے سے لطیفہ میں مصنف اپنی کتاب کے ہر ہر لفظ اور ہر ہر خیال کو تولتا اور کتاب کے تمام اجزاء میں توازن و تناسب پیدا کرتا ہے۔ کتاب کا حسن اسی تناسب کا نتیجہ ہے اور اسی تناسب میں فرق آجانے سے کتاب کے حسن میں بھی فرق آجاتا ہے۔

ثنوی میں اس حسن کا قایم رکھنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ شاعری کے جملہ اصناف میں ہی صنف ایسی ہے جس میں ضخیم سے ضخیم کتابیں لکھی جاسکتی ہیں۔ لیکن جب قدر اس کا میدان وسیع ہے اسی قدر اس کی مصلحت پائی دشوار ہے۔ ہر قسم کے خیالات جذبیت اور واقعات پر تسلیم اٹھنا پڑتا ہے اور شاعر کی تمام خصوصیات اور محاسن اس کی تکمیل اور آرائش میں صرف کرنے پڑتے ہیں۔ شاعری کا جو کمال ہو مراد شکسیر کے یہاں نظر آتا ہے اس کا عکس ہماری شاعری میں سب سے زیادہ اسی صنف یعنی ثنوی میں ہو سکتا ہے۔ لیکن فرافورہ کر دو کہ بے شمار ثنوی نگاروں میں کتنے ہیں جو اس میں پرپوستے آتے اور فردوسی، نظامی اور خسرو کے پہلو پہلے بیٹھنے کا استحقاق رکھتے ہیں۔

اگرچہ ہمارے ایک کسی دوسرے کے لیے برہان نہیں ہو سکتا کہ خسرو کی طبع آزمائی مناسب کے معیار پر پوری اترتی اور ہمارے ذہن میں حسن کا تصور پیدا کرتی ہے، لیکن یہ یقین ہے کہ مذاق سلیم اور وجدان صحیح اس کتاب کے پڑھنے والوں کو خود اس نتیجہ کی طرف راہبری کریگا۔ ناظرین اس ثنوی کے پڑھتے وقت ان خیالات کو پیش نظر رکھیں اور خود اندازہ کریں کہ شاعر نے مختلف داستانوں کے باہمی ربط اور مختلف اجزاء کے باہمی ربط میں کس حد تک کامیابی حاصل کی ہے۔ جو عمارت اس نے ایک ایک لفظ چٹکرنائی جو نقش و نگار

ٹوڑی سے لٹکے ہوئے، لمبی لمبی جھپیں، گٹھ سرگٹھ پنہم سر پر رگوں، پر بوم بطور کلنی
 لکھائے، دھگکھ پینے، نے بجاتے اور تاناری زبان میں نعرے لگاتے۔ غرض یہ ساری
 باتیں واقعی ہیں البتہ شاعر نے ان سب کو اس طرح بیان کیا ہے کہ پڑھکر ان کی ریشہ کو
 لیے خواہ مخواہ ہر ایک کی طبیعت چاہتی ہے۔

سب سے اخیر میں ہم جس خصوصیت کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں وہ "تناسب" ہے
 فنون لطیفہ میں (جس کے اندر شاعری بھی داخل ہے) "حسن" سب سے زیادہ تناسب کا
 نتیجہ ہوتا ہے۔ جس طرح "کنج" یا "الجر" کی دلکشی کا اندازہ محض ان کی پیمائشیں سے
 سے نہیں ہو سکتا بلکہ ان کے حسن کا تصور نظائے کے ایک مجموعی اثر کا حاصل ہوتا ہے،
 اسی طرح کسی کتاب کے تناسب کا خیال کتاب کے مجموعی اثر پر موقوف ہے۔ یہ تناسب
 ایک طرف الفاظ کی موزونیت سے شروع ہوتا اور دوسری طرف خیالات کی مناسبت
 اور تمام اجزائے کتاب کی انفرادی اور اجتماعی خابجی اور داخلی موزونیت پر ختم ہوتا ہے۔
 مصور اور نقاش تصویر یا نقوش بناتے وقت ایک طرف ہر ہر خط اور ہر ہر جزو کی موزونیت
 اور دوسری طرف اجزاء کو باہمی تناسب کا خیال رکھتا ہے۔ بت تراش مجسمہ تیار کرتے وقت
 چوٹی سے اٹھری تک پتھر کے ہر ہر مقام پر نظر رکھتا اور تمام حصوں میں توازن و تناسب قائم
 کرتا ہے۔ معماریت کی ہر ہر انیٹ موزونیت کے ساتھ رکھتا اور تمام عمارت کے حصوں
 میں ایک مجموعی مناسبت قائم کرتا ہے۔ موسیقی کا ہر ایک ایک نر کو تول کر نکالتا اور نغمے
 کے مختلف اجزائیں پسٹی و بندی قائم کر کے ایک مجموعی موزونیت پیدا کرتا ہے۔ اسی طرح

تاجد ذنگ ہیر منس
روضہ باغ وچین گلشنش
(صفحہ ۱۳۳)

تا فلک از خون بدودادہ آب

دجلہ رواں برد بنداد آب (صفحہ ۱۳۴)

دہلی میں اس زمانہ میں تین حصار تھے، دو پرانے، ایک نیا۔

از سہ حصارش، جہاں یک ستام

دزد و جہاں یک نقش وہ سلام (صفحہ ۱۳۸)

(۱) حصن بر ونیش ز عالم بردن عالم بر ونیش کعبن اندرون

(۲) حصن در ونیش تو گوئی مگر چنن بریرست دھار شش زبر

(۳) گفت حصار تو اور اسپر کاس فلک نو بکن دار مسر

ملک زور و اندوہ مستح پای سیزدہ درد، زور و قہر مستح پای

بر دم ازاں قلعہ مینو شرت قلعہ غیر وز شدہ خشت نشت (صفحہ ۱۳۹-۱۴۰)

پہلے دو حصار میں ایک جو بہر کی طرف تھا غالباً قدیم دہلی کی شہر نیاہی اور حصار اندر

شہر کا شاہی قلعہ حصار نوست غالباً حصار شہر نو واقع کیلو کھری مراد ہے کیلو کھری کا محل

دقوع دہلی کہنے سے تقریباً تین میل کے فاصلے پشمال شرق کی جانب جہان کے غریب کھار

پر ہے۔ یہیں پر کیا دسے ایک قصر تعمیر کیا تھا جس کی مفصل کیفیت قرآن السعدین میں

ہیں عنوان لکھی ہے۔

اس نے ایک ایک خیال لیکر کھینچے اور جو راگ اس نے ایک ایک حرف جوڑ کر پیدا کیا
جو ان سے کہاں تک خسرو فنون لطیفہ کے بڑے استادوں کی صفت میں جگہ پانے کا
مستحق قرار پاتا ہے۔

(۳)

قرآن السعیدین کے بعض نسخوں پر اس مثنوی کا نام مثنوی در صفتِ دہلی لکھا
جو پایا گیا جو اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ مثنوی مذکور میں خسرو نے جہاں مختلف اشعار
کے "صفات" لکھے ہیں، وہیں اراشدت اور اس کی مشہور عمارات وغیرہ کی توصیف
بھی کی ہے۔

قرآن السعیدین سے تحقیق ثناء قدیمہ کو کیسے دے کے عہد میں دہلی کے متعلق بعض
مستند حالات معلوم ہو سکتے ہیں جو ذیل میں سن گئے جاتے ہیں۔
دہلی کو اس عہد میں قبتہ الاسلام کے لقب سے نامزد کیا جاتا تھا۔

"قبتہ اسلام شدہ در جہاں"

(صفحہ ۲۹)

بتہ اوقبتہ ہفت اُسد

شہر پڑی پر آباد تھا اس کے گرد و دہلی تک بلوغت تھے اور دریائے جہناں اس کے قریب
آبیاری کرتا تھا۔

شہر زبیل بحیرہ عجائب
بحر سے گفت بکوه آشن

زادں بدل کوہ گرفتہ قرار
تا کند استلیم مدد سنگسار (سخن ۲۰)

ان اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ شہر نوجمناس کے قریب واقع تھا اور قصر نو دریا کے
 صین کناسے پر تعمیر کیا گیا تھا۔ اور اس کا عکس دریا میں پڑتا تھا۔ نیچے کا حصہ اینٹوں سے
 بنا تھا جس پر چونہ اور سفیدی ہو رہی تھی۔ اوپر کے حصہ میں سنگ سفید لگا تھا اس قصر
 کے ایک طرف جنتا تھی، اور دوسری طرف باغ تھا، جو بارگاہ سے اس قدر قریب تھا
 کہ درختوں کی شاخیں بارگاہ کے اندر داخل ہوتی تھیں۔

جاگہ بار شدہ بارگاہ

اس مصرعہ میں لفظ باریں لطیف پیام ہے۔ معنی مقصود یہ ہے کہ بارگاہ قریب باغ
 کے باعث شاخوں کے داخل ہونے کی وجہ سے پھلوں کے رکھنے کی جگہ ہو گئی ہے۔
 معنی قریب جن کی طرف پہلی نظر میں ذہن مشتعل ہوتا ہے۔ یہ ہیں کہ "بارگاہ" دربار کی جگہ ہے۔
 غزۃ الکمال میں بھی قصر معزی کی تعریف میں ایک چھوٹی سی شاعری ہے جس کے چند اشعار
 درج ذیل کیے جاتے ہیں۔

زبہ فرزندہ قصر آسماں ساس	کہ ہست از رفتش بہاں طے
برے آب فردوس جہاں تاب	کجا فردوس رخ و باد بریں آب
باپ جون؟ ادا و منت؟ لون	نہیں پوشیدہ پیش لہجہ
خیال قصر کاغذ آب زرد تاب	فلک اسرنگوں انگذ و آب
نہیں این چنین قصر و محاسن	مگر در آب بینی و اں خیال است
زمینش مہ بندی آسماں گیر	مبارک باد بر شاہ جہاں گیر

صفت قصر نو شهر نو اندلب آب

که بود عصاره رفعت چو ربان یول (صفحه ۵۰)

ضروری اشعار ذیل میں درج کیے جاتے ہیں ۵

رفت بکوکری دوداد چون از دود دست چو دلیہ چون

قصر شد از فرشته ارجمند چون فلک از منزلت خود بند

قصر گویم کہ بشتہ فراخ روقہ طوبی در ادا و اشباح

بام سفیدش فلک سودا کرد بخورشید سفیدی ابر

آئینہ گشتہ نیکی صاف گشت دیدار او صورت خود را آیت

نخل ستونش بتمام ستاد قصر ارم را شدہ ذات العباد

طرز عروست شدہ آراستہ آئینہ از آب روان خواستہ

چون کز گوشت جالبے میا قصر نو داد تو آب مداں

بچو دو آئینہ مقابل تمام آب رد و عکس نما او در آب

عاقبت بلندش فلک گشت جفت مایل او شد فلک از رفعت

کنگر عاشق تر بیان در اندام پیش فلک گفت سخنان راز

سنگ سفیدش کہ شدہ سپر آمو از مهر و شدہ ہم مہر

یک طرفش آب و دگر سوختن بانہ دل بے زرد و سوختن لطف

شلیخ بہرہ گر کرن راہ جاگو بار شدہ بار گاہ

(صفحه ۵۱-۵۰)

مترشح ہے۔ ”صفت قصر نو شہر نو اندر لب آب“ میں انہوں نے صرف قصر کی تعریف کی
 ہے اور اسی کو کیتباد کی طرف منسوب کیا ہے۔ شہر نو کے متعلق کچھ نہیں لکھا حالانکہ یہ امر
 بین ہر کہ اگر شہر نو میں قصر کے علاوہ کوئی حصہ معزالدین کا تعمیر کیا ہوا ہوتا تو اس کا ذکر
 وہ ضرور کرتے۔ عدوہ ازیں کیتباد مستقیم میں تخت پر بیٹھا اور اگر یہ مان لیا جائے کہ
 اس کا بیس اوّل سال میں وقوع میں آیا (اور قرآن کا یہی تقاضا ہے) تو ذرا عجیب
 تک جبکہ بادشاہ دارالسلطنت سے روانہ ہو کر کینو کمری قصر معزی کو گیا ہے کسی طرح
 نیا شہر بسنا قیاس میں نہیں آسکتا۔ اس قدر قلیل مدت صرف ایک عالی شان محل کی تعمیر کے
 لیے کافی ہے۔

قصر کی تعمیر کے بعد کیتباد کا اس کو اپنا دارالسلطنت قرار دینے لیتا خود ظاہر
 کرتا ہے کہ شہر نو اس کے زمانے میں بقدر آباد تھا کہ فوراً دارالسلطنت بنالینے میں کوئی
 دقت نہیں ہوئی چنانچہ جب کیتباد کے بعد جلال الدین خلجی تخت پر بیٹھا تو اس نے اس
 مقام کو اپنا دارالسلطنت منتخب کر لینے میں کوئی دقت نہیں دیکھی۔ البتہ اس کے
 زمانے میں اس شہر کو ترقی حاصل ہوئی۔

دہلی کی عمارات اور آثار میں اس زمانے میں تین چیزیں امتیاز خاص رکھتی ہیں
 مسجد جامع، منارہ ماذنہ، اور حوض سلطانی۔ خسرو نے اور بھی جہاں کیں دارالسلطنت
 کیا دی کی جو انیس تین چیزوں کو خصوصیت کے ساتھ شمار کیا ہے۔

۱۔ شہر۔ ۲۔ کونو شہر۔ ۳۔ حوض سلطانی۔ ۴۔ منارہ ماذنہ۔ ۵۔ جامع الدین۔ ۶۔ بازار آودہ۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ منارہ مذکور تھا۔

بعض محققین آثار کو جن کی نظر سے غالباً یہ اشعار نہیں گزرتے، اس سے انکار ہے۔ لیکن خسرو کا بیان سند قطعی ہے۔ اور اس میں کوئی شبہ کی گنجائش نہیں۔ فیروز شاہ تغلق کے زمانے میں منارہ مذکور میں بجلی گرنے سے خراب ہو گیا تھا اور اس نے اوپر کے حصہ میں بہت کچھ اٹا سنا۔ اور ترمیم کی، لیکن خسرو کے زمانے میں یہ منارہ اصل حالت میں موجود تھا۔ اور ابن بطوطہ نے بھی ترمیم مذکور سے کچھ ہی دن پہلے محمد تغلق کے عہد میں اس منارہ کو دیکھا تھا۔ خسرو کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ منارہ مذکور کے اوپر چتر یا قبتہ بنا ہوا تھا جس کا اوپر کا حصہ سونے کا تھا۔ ابن بطوطہ کی اس مینار اور چتر کے متعلق سبب ذیل عبارت ہے:

”یہ مینار شرف چتر کا بنا ہوا ہے۔ حالانکہ مسجد سفید چتر کی ہے۔ مینار کے چتروں پر نقش کندہ ہیں اور ان کا اوپر کا چتر خالص مرمر کا ہے اور لٹو ذر خالص کے ہیں۔“

خسرو اور ابن بطوطہ کے بیانات پر غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ منارہ مذکور بحالت اصلی محض شرف چتر کا تھا جس کے اوپر ایک سنگ مرمر کا چتر تھا اور چتر کے لٹو ذر (گلن غائب) سونے کے تھے۔ انہی پر کہ جہاں تک ہمیں معلوم ہے خسرو نے کیسے اس کے متعلق کتبہ بھی ذکر نہیں کیا کہ اس نے اس میں مینار مذکور کے کتے ذر بے تھے۔

حضرت سلطان کے متعلق ۵

مسجد جامع کے متعلق حسب ذیل اشعار قابل غور ہیں ۵

غفلت بیع گنبد دروں رفتہ ز گنبد و الہ بدوں

گنبد و اسلسلہ پیوند راز اسلسلہ چوں کجہ شدہ طلقہ ساز

دریہ ستفش ز ساداتا ز میں نصب شدہ بجا ستون ہائے دیں (صفحہ ۲۱)

ان اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں مسجد نہ کو رہی تھی نہ گنبد تھے مسجد

کی حجت کے نیچے بجا ستون قائم تھے ۵

دریہ ستفش ز ساداتا ز میں نصب شدہ بجا ستون ہائے دیں

یہ وہی ستون تھے جو مسجد نہ کو رہ کی تعمیر سے پہلے اسے چھوڑا گئے مندر میں لگے ہوئے

تھے ان میں سے کچھ ستون اس وقت بھی موجود ہیں اور مسجد نہ کو رہ کے محل وقوع بتاتے ہیں

منارہ کے متعلق ۵

شکل منارہ چوتھوں ز سنگ از پستق فلک شیشہ رنگ

اُن کے زرد بر سرش افسر شدہ سنگ ز تزدیکی خور ز رشده است

سنگ کے از بس کہ بخور شیدہ بود زرد ز خورشید عیار سے نمود

نہر نیل کے ستون سپہر آمدہ از مہر شدہ ہم عصر

از پستق بر منبتن بنت آسماں کرد زیں فلک ز دیان

گرد سرش کرد موزن چو گشت قاتلش از مسجد ہے گذشت

موزن نشاں با کہ اقامت کشید قامت موزن تو اندر رسیدہ (صفحہ ۲۲)

التمش کا پتہ موجود تھا۔

اس ثنوی میں خسرو نے علاوہ دہلی کے نام اس کے مصنفات و حوالی کا بھی ذکر کیا ہے۔

کیسا دلپے لشکر کا تہ دار السلطنت سے روانہ ہو کر سیری میں خیمہ زن ہوا

گو کینہ زین نعل انجم شمار رفت بدوں بے شمار

نصب شد اعلام بجا کمال کرد سر پر وہ بستی ز نزل

بارگشاہ در اس بوتہ رستے ظفر داشت ہندوستان مضمون

یا جو خاص بستی رسید سبزہ تر بسیر سبزی رسید

دائرہ خیمہ بستی قطار ابر فرد آسمان درم غرار

بس کہ در ان گاشن میونشا شاہ شد از ابر کرم دارشاہ

ہر کہ دریں سبزہ نظر در گرفت نظر طلب کرد و گھر گرفت (مضمون ۵)

ان اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نامے میں "سیری" سبزہ زار تھا۔ کوئی تیرہ

یا چودہ برس بعد علاء الدین نے حملہ فعل کے وقت دہلی سے نکل کر اسی میدان میں جنگ

کی تھی اور فتح مند ہونے پر بطور فال نیک اپنے دار السلطنت کے لیے اس موقع کو انتخاب

کیا تھا۔ اس کے جانشین کی قباوٹے حصار و عمارات سیری کی تکمیل کی۔ اور اس کا

نام "دار الحسن" رکھا۔ یہ حالات مفصل طور پر امیر خسرو نے ثنوی نہ پسر میں لکھ دیے

حوالی شہر میں قیٹ، اندپٹ اور افغان پور کا بھی ذکر کیا ہے۔

در کمرنگ میان دو کوہ آب گھر صفت و دریا شکوہ

سانحہ سلطان مکند صفات در سب کوہ آئینہ از آب حیات

شہر گراز سے بنو آب کش کس نخورد در ہر شہر آب خوش

در تہ آبش ز مغار یک فرود کوہ تو اندر بل شب شہر

سیل سے آہنگ یکسا کرد کوہ بر دامن اقرار کرد

چوں دو جزیرش ز شیبہ افرا ز آب ز کوہ آمدہ و رفتہ باز

چو ترہ و قصر بندش در آب گشت از اں ساغر صافی جیل

رو دہشت زوشد و تا آب چون چوں زپے آب از دہشتہ عو

گرد سے ازاہل تماش کردہ دامن خمیسہ شدہ دامن کوہ (منوچہر)

ان اشعار سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حوض جس کو سلطان قہتمش نے ۶۲۴ھ میں تعمیر کیا تھا دو پہاڑوں کے بیچ میں واقع تھا اور اس کی گھیریں دامن کوہ سے نکرائی تھیں۔

تمام شہر کو مینچاپانی سے دستیاب ہوتا تھا۔ دریا سے جہاں سے اس حوض تک بہت

نامے نکالے گئے تھے۔ پانی ایسا صاف شفاف تھا کہ تہ کی رنگ دکھائی دیتی تھی۔ بیچ حوض

میں ایک چو ترہ بنا ہوا تھا جس پر ایک عمارت بھی قائم تھی۔ شہر کے لوگ تفریح و جمع کے لیے یہاں

آتے اور دامن کوہ خمیسہ نہن ہوتے تھے۔

علاء الدین کے زمانہ میں اس حوض کی مرمت ہوئی تھی اور بیچ میں ایک خوشنما

گنبد تعمیر کروایا گیا تھا قرآن العیدین کے بیان سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ اس گنبد سے پہلے

مینہ برقیہ زد کیسہ بود میان اندپت میسر

پیل گراں سنگ بہ ہیا پور بود قلب چو ریاض آبد کو

پیش ہیا پور بخت در سہ میل سنگ گراں سر شد انیا یکیل صفحہ ۵۲

تکثر ہی کہ سید ہذا دہشت میں نہ اندپت میں اور ہیا پور میں قلب شکر تہ اندپت بہت
یا اندر پرست، کما محل وقوع دہلی کندہ سے سارے میل شمال مشرق کی طرف ہر جہاں فی
زمانہ پور نہ تھو یہ قلعہ دیں پناہ ہا یوں بنا ہوا ہی۔

پہلے کا ذکر ابن بطوطہ نے ہی کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ "پہلے دہلی سے سات اٹھ میل
کے فاصلے پر ہے اب بھی اس نام کا ایک پرانا محلہ متمرک کے پس ضلع دہلی
میں دہلی سے کوئی تیرہ میل جنوب مشرق کی طرف واقع ہے۔ اس زمانے کی تاریخوں میں
اس کا ذکر کثرت سے پایا جاتا ہے۔ دہلی سے پورب کو آتے جلتے جہاں کو پار کہتے وقت
یہ مقام ملتا ہے۔"

ہیا پور اس کا محل وقوع خسرو کے بیان سے اس طرح تحقیق ہوتا ہے کہ وہ اندپت اور پہلے
کے بیچ میں تھا۔ بدایونی نے دو جگہ اس کا ذکر کیا ہے ایک تو اس موقع پر جب کیتبا کے مرنے
سے پہلے جلال الدین خلجی نے شمس الدین کیکاؤس کو وجہ اہلی دہلی سے تخت نشین کر دیا
تھا، ہیا پور میں جہاں جلال الدین خود مسیم تھا نظر بند کر لیا۔ اور دوسرے اس موقع
پر جب کیتبا کے قتل ہونے کے بعد ہیا پور میں کیکاؤس کو تخت نشین کیا گیا۔

"شہر نو" بھلوکھری مدد انہ ہو کر بادشاہ نے پہلی منزل مدو دلیپت و آفغان پور

میں کی ہے

کچن سپہ گرد شد از شہر نو وادجاں راز طغر بہر نو
منزلِ اول کہ شد از شہر نو بود حد پست و افغان پور
یافت سرا پر وہ در آن مقام دشت در آمد زمیں ہا ہم (صفحہ ۸۹)
افغان پور کا محل وقوع بدایونی نے تعلق آباد سے تین کوس بیان کیا ہے جس
پر پتھال سے واپس ہوتے ہوئے محمد تعلق نے اپنے باپ غیاث الدین تعلق کا محل
میں استقبال کیا تھا جو غیاث الدین پر گرا کر اس کی موت کا موجب ہوا۔
(دیکھو ابن بطوطہ اور بدایونی)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ افغان پور تعلق آباد سے تین کوس مشرق کی طرف
واقع تھا جو جہاں کو عبور کرنے کے بعد تعلق آباد کے راستہ میں پڑتا تھا۔
ان مصافات کے محل وقوع کو سمجھنے کے لیے ہم جداگانہ ایک سرسری خاکہ اس وقت
کی وہی کا دیتے ہیں۔ (دیکھو نقشہ متبادل صفحہ ۸۹)

(۳)

قرآن الشہیدین کا سلسلہ تواریخ و شہر و سنین
خبر دے قرآن الشہیدین میں کی قیاد کی تحت نشانی کا سال ۱۱۸۸ء بیان کیا ہے۔
لیکن خلافِ تاریخ ہو گیا تاریخ اور مہینہ نہیں آیا۔ دوسری مثنویوں مثلاً نہ سپہ فتح الفتح
تعلق نامہ غیب میں نہ صرف تاریخ اور دن دیتے ہیں بلکہ ساعت اور رات

نقشه دہلی قدیم مع مضافات بعد مغالدین کی قیادہ (۱۲۹۹ء)



(۳) بنابرین تہذیبی فتویٰ کے تمام واقعات ذوالقعدہ ۶۸۷ھ اور جلوس کی قیاد ۶۸۷ھ کے مابین ہوئے۔

(۴) بادشاہ انیردزی الحجہ میں دہلی سے کلہو کھری گیا تھا اور وسط ربیع الاول میں لشکر کی روانگی جانب آودھ ہوئی تھی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دارالسلطنت سے قیاد ذی الحجہ ۶۸۷ھ میں اور لشکر وسط ربیع الاول ۶۸۷ھ میں روانہ ہوا۔

(۵) جیسا کہ انہوں نے منظوم خط میں بیان کیا ہے دو مہینے کے سفر کے بعد لشکر آودھ پہنچا۔ اس حساب سے لشکر کا پتہ وسط جمادی الاولیٰ ۶۸۷ھ میں ہوا یہی مہینہ قرآن السعیدین کے خاص واقعہ یعنی ملاقات کا سمجھنا چاہیے۔

قرآن السعیدین میں ملاقات کے ظالع و وقت وغیرہ کے بیان میں (دیکھو صفحہ ۱۶۷) حسب ذیل شعر بھی درج ہے۔

تیرہ شبے و مہ گردوں بنواب
(صفحہ ۷۸) ۱۰ زمیں منتظر آفتاب

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ اخیر جمادی الاولیٰ ۶۸۷ھ میں وقوع میں آیا۔
(۶) میں جلوس کی قیاد کی تاریخ ۶۸۷ھ کے نصف اول میں قرار دیتا ہوں اس لیے کہ ذی الحجہ ۶۸۷ھ سے پہلے قصر شاہی کلہو کھری میں تعمیر ہو چکا تھا اور ناصر الدین محمود دہلی کی وفات اور قیاد کی تخت نشینی کی خبر پھر لکھنؤ (مجال) سے

تک بیان کر دیتے ہیں۔ ثنوی کے واقعات کے متعلق بجز دو مقامات کے انہوں نے
 کہیں پرسنہ نہیں دیا۔ حالانکہ بعض جگہ مہینوں کا ذکر کیا ہے اور ہر جگہ واقعات کے ساتھ
 موصموں اور فصلوں کی کیفیت بیان کی ہے۔

سال جلوس کے علاوہ جو دوسرا سنہ انہوں نے بیان کیا ہے وہ ثنوی کے
 ختم ہونے کی تاریخ یعنی رمضان ۱۰۰۰ھ ہے

سات گزشت از روشن قارۃ از پس شش چہین نامہ

در رمضان شد بعبادت فام یافت قرآن نامہ سعدین نام

آچہ تاریخ زحیرت گزشت بود شش صد و شصت و شصت (صفحہ ۱۳۸)

دوسرے واقعات کی تاریخ کا سلسلہ اسی تاریخ کے ذریعہ سے اس طرح قائم

ہوتا ہے۔

(۱) خسرو نے یہ ثنوی آدھ سے لون کر رمضان ۱۰۰۰ھ میں چھ مہینے کی محنت

کے بعد لکھی۔

(۲) اُن کا دوسری پنی ماہ و قیعدہ میں ہوا ہے

بجو بر عید خوش و شاد ہوسد

(صفحہ ۲۰۰)

در مد و قیعدہ رسیدم بشر

ثنوی کی تصنیف میں جو چھ مہینے صرف ہوئے اُن کا لحاظ رکھتے ہوئے اس

مہینے سے ذو القعدہ ۱۰۰۰ھ مقصود ہے۔

ایک ماہ کے سفر کے بعد تھراؤ اودھ سے دہلی واپس ہوئے

ایک مہکال بہ کشیدم غاں

(صفحہ ۲۲۲)

راہ چیں بود و کشتن نیاں

اب اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ مجادی اولیٰ ۱۱۸۷ھ ہی میں اودھ پہنچ گئے تھے

اور اخیر شوال ۱۱۸۷ھ میں وہاں سے واپس روانہ ہوئے تو ان کے قیام اودھ کی مدت

زیادہ سے زیادہ پانچ مہینے ہوتی ہے۔

اس اختلاف کے رفع کرنے کی صورت حسب ذیل ہے۔

جیسا کہ خسرو نے دیباچہ غمخوارہ اکمل میں بیان کیا ہے قیباد کی تخت نشینی کے

وقت انہوں نے عزت نشینی ترک کر کے ہتم خان خان جہاں کی مہمیت اختیار کر لی

تھی۔ ایک درجہ لکھا ہے کہ جس وقت قیباد نے اودھ سے مراجعت کرتے ہوئے خان جہاں

کو اقطاع اودھ حوالہ کئے تو خسرو خان جہاں کے ساتھ سابق تعلق کی بنا پر اودھ

جلوسے پر مجبور ہو گئے۔

اب اگر یہ مان لیا جائے کہ جلوس معزی اوائل ۱۱۸۷ھ کے وقت سے خان جہاں

اودھ میں تھا، تو خسرو کا تقریباً دو سال تک اودھ رہنا ثابت ہو جاتا ہے۔ اگرچہ یہ امر

مستلزم ہے کہ وہ اخیر دفعہ دہلی واپس آنے سے اٹھ مہینے پہلے رگمن ہر کہ محض چند روز کا

دہلی آئے ہوئے تھے۔

پلکراؤ دھڑپرش کرکشی کرچکا۔ ان واقعات کے لیے میرے خیال میں کئی مینے درکار ہیں۔

اس تنوی میں خود اپنے متعلق امیر خسرو کا بیان غور طلب ہو رہا ہے کہ
دور بار مغزی میں باریاب ہونے سے شیر آؤدھ میں چھ مینے ہے ۵

باقلم مستح در اں راہ دو ساید فشاں شد بجد کشتہ

خان جہاں ماتم منقلس فواز گشت باقلاع آؤدھ سرخرا

من کہ بدم چاکر و پیش را کرد کرم زانچہ بدم پیش را

دور آؤدھم بردہ لطفے چاں کیست کہ از لطف تبارد

غربت از احساس خیاںم گشت رکم دمن اصل فراموش گشت

دور آؤدھ از بخشش آؤدھ لاپتہ غم ذالہ نبود از من

من اپنے شرم خداوند خوش رفتہ زجسے خود دیند خوش (صفحہ ۵۵)

اس بیان سے ظاہر اہی تشریح ہوتا ہے کہ وہ دو برس تک مسلسل دہلی سے جدا
آؤدھ میں خان جہاں کے ساتھ رہے لیکن یہ قیاس صحیح نہیں ہے۔ اس لیے کہ مہیا کہ
اس مظلوم خط سے جس کے اشعار اور نقل کیے جاچکے ہیں معلوم ہوگا وہ بیچ اردو شہر
میں لشکر شاہی کے ہمراہ دہلی سے روانہ ہوئے تھے اور مہیا کہ قرآن السعدین سے مصداق
ہوئے جو ذی الحجۃ ۱۰۰۰ میں دہلی واپس آگئے تھے لشکر شاہی دو مہینے کی مسافت کو
بعد وسط جمادی الاول ۱۰۰۱ میں آؤدھ پہنچا اور مہیا کہ قرآن السعدین سے معلوم ہوتا

امیر خور واپس باپ کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ جس وقت حضرت شیخ نظام الدین
حضرت شیخ فرید الدین کے مرید ہو کر دہلی تشریف لائے ہیں وہ امیر خسرو کے ہمارا آؤ
عرض (عماد الملک) کے مکان میں دوسری تک مقیم ہے (سیر الاولیا صفحہ ۱۰۸)
یہ زمانہ امیر خسرو کے آغاز شاعری کا تھا۔ جو نظم کہتے تھے حضرت شیخ کی خدمت میں پیش
کرتے تھے چنانچہ خسرو نے قز صفا ہیان پر غزلسرائی شیخ کی فرمائش سے شروع کی
تھی (سیر الاولیا صفحہ ۱۰۸)

الغرض یہ گمان تو صحیح نہیں ہو سکتا کہ اس مثنوی یا اس پہلی مثنویوں میں شیخ
کا موجود نہ ہونا عدم تغفات کا اظہار کر رہے لیکن اس فرد گزشت کی کوئی نہایت قوی
وجہ ہائے سمجھ میں نہیں آتی یہ ہو سکتا ہے کہ چونکہ خمسہ کا آغاز شیخ کی شہادتِ روحانی سے ہوا
تھا (دیکھو مطلع الانوار غلوت سوم) سب سے پہلے منقبت شیخ کا التزام کرنے کا خیال اسی وقت
سے پیدا ہوا اور چونکہ خسرو کا دور عقیدت اور رنوخ روز افزوں ترقی کرتا رہا اس لیے
یہ التزام اختیار تک قائم رہا۔

(۶)

مثنوی قرآن السعدین کا ایک شعر تاریخی دلچسپی رکھتا ہے۔ خسرو نے کشتی کی لہر

میں لکھا ہے

ماہِ نو کا صلِ محسوس از سالِ ناست
گشت یکے ماہِ بدہ سالِ راست

(صفحہ ۱۲۵)

(۵)

خسرو کی اکثر ثنویوں میں حمد و نعت کے بعد اپنے مرشد سلطان المشایخ حضرت شیخ نظام الدین کی تعریف ہوتی ہے۔ غمہ کی تمام ثنویوں اور عشیقہ اور نہ پسر میں التزام ہے۔ تعلق نامے کا ابتدائی حصہ موجود نہیں ہے۔ اس میں بھی غالباً شیخ ہوگی۔ غمہ سے پہلے کی ثنویوں میں البتہ یہ التزام نہیں پایا جاتا۔ چنانچہ قرآن السعدین میں شیخ کی مدح موجود نہیں ہے۔ کیا اس سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ قرآن السعدین اور اس سے پہلی ثنویوں کی تصنیف کے وقت خسرو کے تعلقات شیخ رحمہ اللہ سے پیدا نہیں ہوئے تھے؟

یہ قیاس احمات کے قطعاً خلاف ہے۔ تختہ الصغریٰ جو امیر کا پہلا دیوان ہے اور جس میں سب سے پہلے کلام پایا جاتا ہے شیخ کی تعریف میں ایک نہایت عمدہ ترکیب بند اور رباعیات اور قطعات موجود ہیں۔ وسط الحیوة میں بھی مدح شیخ میں قصائد وغیرہ ہیں۔

علاوہ اس اعلیٰ سند کے معتبر ترین تاریخی شواہد سے بھی یہ امر پائے ثبوت کو پہنچتا ہے کہ شیخ کے ساتھ امیر خسرو کے تعلقات کی ابتدا اعتفوان شہاب سے ہوئی اس لیے کہ سب سے زیادہ قابلِ ثوق بیانات میرالاولیاء کے مصنف سید محمد مبارک کرمانی رحمتہ اللہ علیہ نے امیر خسرو کے ہیں جو تقریباً معاصر مورخ کی حیثیت رکھتے ہیں اور جن کے آباء اجداد کے حضرت شیخ اور امیر خسرو کے ساتھ نہایت گہرے مخلصانہ اور عقیدانہ تعلقات تھے۔

اُن کی تبدیل کرنے میں حصہ لیا۔ تاریخِ بھارت ایک طرف ہندو آدمی بنائی ہوئے دوسری طرف ہندو آدمی تاریخ بناتے ہیں۔

خسر و دونوں کی بنا سے ہندوستان کی تاریخ میں نیا جہتیت رکھتے ہیں۔ ایک طرف وہ اس دور کے صحیح نمائندہ ہیں اور دوسری طرف ہندوستان کی تاریخ پر اُن کا گہرا اثر پڑا ہے۔

دنیا کے ہندو آدمی اپنے ستاروں کے اجتماع کے وقت پیدا ہوتے ہیں۔ خسر نے بھی کسی ایسی ہی گہری جہت لیا تھا۔ جس عہد میں پیدا ہوئے اُس کی ترکیبِ شاعرانہ اپنی ساتھ لے ہوئے تھے اور اُن کی شاعری تمام آبائی قومی اور ملکی اثرات سے مل کر پیدا ہوئی۔ اُن کے باپ اخص ترک تھے، لیکن اُن کی ماں عہدِ الملکت اوستا کی مٹی اور سندھ ہندی تھیں۔ اُن کے باپ کا یہ صغریٰ ہی میں اُن کے سر سے اُٹھ گیا اور اُنھوں نے اپنی ماں کی گود اور زمانہ کی سرپرستی میں نشوونما پائی۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کی شاعری سراسر ایسے جذبات اور خیالات سے معمور ہے جنہیں دھن اور گھر کے اثرات کے علاوہ ماں کی جانب سے ورثہ طبعی مستلزم دیا جاسکتا ہے۔ انکی آبائی زبان ترکی تھی اور قومی اور علمی زبان فارسی جو اُس عہد میں ہندوستان کے مسلمانوں میں مشترک زبان کے طور پر بولی اور لکھی جاتی تھی۔ لیکن خسرؤ کی مادری زبان ہندوستانی تھی جسے وہ اس قدر عزیز رکھتے، در وقتِ قوت اپنے شاعرانہ جذبات کے اظہار کا آلہ بناتے تھے۔ اسی وجہ سے اُن کی شاعری بحیثیتِ محبوبی ہندوستان کے اُس پُچپے ور کا آئینہ ہے جس وقت

کہتے ہیں کہ جس وقت مولانا جامی نے اس شعر کو دیکھا تو انہیں سال در سال کے معنی سمجھنے میں بہت کچھ تردد ہوا۔ بالآخر انہوں نے اس شعر کی تفسیر میں ایک سالہ صنیف فرمایا اور بحث کا خاتمہ اس پر کیا کہ یہ

”چیز سے خواستہ کہ زبان بند مخصوص بندہ“

نہ اس لفظ کا معنی کتا ہے کہ جب سلطان حسین مرزا کے زمانے میں شیخ جوہی دہلی خراسان گئے تو ان کی ملاقات مولانا جامی سے بھی ہوئی۔ مولانا نے اس شعر کے معنی شیخ سے دریافت کیے تو شیخ نے کہا کہ ”سال“ دراصل ایک لکڑی کا نام ہے جس سے بندھتے ہیں کشتی بنائی جاتی ہے۔

فسر نے اور بھی جب بچہ ہندی الفاظ کا آزادی سے اپنے یہاں استعمال کیا ہے اور ان سے طعن کے لطائف اور صنایع و بدائع پیدا کیے ہیں بالخصوص اس قسم کے الفاظ سے بکثرت مفید پیام نکالے ہیں۔

یہ تفسیر ہمیں خسرو کی شاعری کی یکساں وسبق آموز خصوصیت یاد دلاتی ہے جس کو یہاں مختصر طور پر بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

دنیا کے بڑے آدمیوں کے حالات کا مطالعہ کرتے وقت رنج و درد زندگی کے کسی شعبے سے تعلق رکھتے ہوں، یہ دیکھا جاتا ہے کہ ان کے اپنے حالات ماحول کا جصل تھے اور کس حد تک انہوں نے بذات خود گرد و پیش کے حالات پر اثر ڈالنا اور یہ تاہم تھبت آسمان میں کھڑے رہ کر ہموار سے مٹا کر اس میں بندہ ہمارا اور اہم کو تحریف سے محفوظ رکھنے کے لیے اس قسم کی یہ لفظ منقوش کا استعمال کیا ہے۔“

سمجھ کر تو ان السعدین قرار دیا اسی طے ملک بکا پریشاں شیرازہ آپس کی محبت سے کیا
 ہو سکتا ہے۔ اُس وقت کے لیے قرآن السعدین سے خسر کی یہ غزل بطور پیغام آئندہ
 سن رکھنی چاہیے۔ جن سچے اور پاکیزہ انسانی جذبات کی ان اشعار میں ترجمانی کی گئی
 جو ان کی صحیح قدر اُسی وقت ہو سکتی جو جب ہم اُن سے اخوت و چغتائت کو منسوب کر سکتے
 اور محبت و رواداری کو ترقی دینے میں دیں جس کے ساتھ مستقبل وطن کی تئید
 وابستہ ہیں۔

خود مراں خد کو شاق بیارے بڑ	از دمند نچرے بہ نچرے بڑ
دیدہ ہر شے چو گل بند و بود خورش	گرچہ در دیدہ ز نوک و خواہ بڑ
مذت دیدن دیدار بجز کار کند	جان بیکار شدہ باز بکار بڑ
گرچہ در دیدہ کشد هیچ غبار نشود	ہر کجا ز قدیم دوست غبار بڑ
لذت و میل نہ ز گراں سونست	کہ پس از دوری بسیار بید بڑ
قیمت گل تشاد گراں مرغ اسیر	کہ خزان دیدہ بود پس بسیار بڑ

خسر و ایر تو گری ز سر خود پی
 بہر تکیں دل خویش کہ آ رہے بڑ

سید حسن برنی

دکتر سید حسن برنی

ملک کے مختلف عناصر میں امتزاج و اختلاط ہو رہا تھا اور اہل ملک کے لیے زبان جذبات اور خیالات کی آمیزش اور موافقت کی شاہراہ تیار ہو رہی تھی۔

ملک کی اس مشترک تہذیب کی ترقی میں خسرو کا خاص حصہ ہے۔ وہ وطن کی محبت کو ایمان سمجھتے تھے اس حق کو انہوں نے خوب ادا کیا ہے اور حب الوطنی کے جذبات کو ہر طرح مضبوط کرنے کی کوشش کی ہے۔ اسی طرح خیالات اور زبان کی آمیزش سے مشترک زبان کی بنیادیں چھانے اور اتحاد خیالات پیدا کرنے میں جو حصہ لیا ہے وہ کسی تفصیل کا محتاج نہیں ہے۔

جو سوت آج سے سات سو برس پہلے پھیلیاں اور گیت ہو کر ٹوٹا تھا وہ آج سمند ہو گیا ہے اور اس بڑا عظم کی تسخیر کے لیے موجیں مار رہا ہے۔ جو ٹھیکے راگ مستور و محسوس اور خسرو نے ملکی زبان میں نکالے تھے وہ میر اور غالب، درد اور سودا، انیس اور میر حسن کے چھپے بن گئے ہیں۔ جو آواز اس ہندوستانی شاعر نے ملک کی حمایت اور محبت میں بلند کی تھی وہ آج تمام ملک کی صدا ہو گئی ہے اور آواز باز گشت کے طور پر حاکمی اور اقبال کے دلکش نمونوں میں سنائی دیتی ہے۔ مبارک ہے وہ شخص جو تاریخ کے صحیح رجحانات کو پہچانے اور ان کی تائید اور ترقی میں ساعی ہو کر بعد کی نسلوں میں اپنا نام ہمیشہ کے لیے نیکی اور محبت کے ساتھ یاد دیکے جانے کے واسطے چھوڑ جاتا ہے۔

اڈا اس تمید کو ختم کرنے سے پہلے مثنوی قرآن السعدین کے اخلاقی نتیجے پر غور کریں جس طرح باپ اور بیٹے میں اختلاف کے بعد صلہ ہو گئی جسے شاعر نے مبارک

مفتاح

تثنوی قرآن السعدین خسر

نوشته

مولانا محمد امین صاحب مرحوم

نقطہ ہر حرف بزیب ترین
مرد یک چشم معانی نفیس
ابج معانی نہ محبت ارفع
لیک گزشتہ ز سہولت سچ
(از تثنوی قرآن السعدین)



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۳	حشا و کا ذکر	۳۶	مراسم اتحاد اور خانگی ملاقاتیں
	مع گوئی سے بیزاری اور محنتان زمانہ	۳۷	ناصر الدین کی نصیحتیں فرزند و بسند کو
۶۳	کی شکایت	۴۰	دو اعلیٰ ملاقات
۶۵	منویات نظامی کی ثنا و صفت	۴۲	کیقباد کی مراجعت دلی کو
۶۶	غزل تعدی کی ثنا و صفت	۴۵	سلطان کیقباد دلی پہنچا
۶۶	س خاتمہ کی تصنیف کا زمانہ	۴۶	ملک نظام الدین کا انجام
۶۸	کیقباد کا انجام	۴۷	خسرو کی ملازمت کا حال برہیل اجمال
۶۹	خصائص مشنوی	۴۸	خان جہاں کو قلعہ او دھکی حکومت ملی
۶۹	نظم عنوان	۴۹	خسرو کی رخصت دیار خان جہاں سے
۷۱	تغین حسنزل	۵۰	خسرو کی روانگی اور دلی پہنچنا
۷۹	مثنوی میں قصیدہ اور غزل کا پیوند	۵۱	خسرو دیار مغربی میں
۸۰	وصف اشیاء	۵۳	کیقباد کی فرمایش
۸۳	وصف نگاری کا نقش	۵۵	تصنیف مثنوی
۹۵	مقامات مثنوی	۵۶	خاتمہ مثنوی
۱۱۱	مترق مقامات	۵۸	اپنی محنت
۱۱۱	چوشر داثر	۵۸	نقد ادب شعر مثنوی
۱۱۶	سوز و گداز	۵۸	وصف نگاری
۱۱۶	اعجاز	۵۹	مدہ مثنوی سے استغنا
۱۱۶	تشبیہ و تمثیل	۶۰	دنوان معنی کی شکایت
۱۲۳	صوفیانہ خیالات	۶۱	معارضین کا ذکر
۱۲۵	علت و اخلاق	۶۲	

فہرست مضامین

مقدمہ

قرآن السعید

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۸	اسیرانِ مغل کا قتل	۱	تقریب نظم و وجہ تسمیہ
۱۸	باریک کی سوانحی بطور ہر اول	۲	کچھ ابتدائی کیفیت
۱۹	ناصر الدین کا پیام باریک کو	۳	سلطان ناصر الدین محمود
۲۱	باریک کا جواب سلطان ناصر الدین کو	۳	بغرا خاں
۲۲	سلطان مغز الدین کی قیاد اور وہ میں پہنچا	۶	تخت نشینی کی قیاد
۲۳	ناصر الدین کی پریشانی کشتی کے واقعہ سے	۷	کی قیاد کی عیاشی
۲۵	باپ بیٹوں کے سلام و پیام	۸	ملک نظام الدین کا اقتدار
۲۸	ناصر الدین کی طرف سے کیا کوس کا جانا	۹	ناصر الدین کی فوج کشی
۳۱	کی قیاد کی طرف سے کیو مرث کا آنا	۱۰	دلی میں ترتیب لشکر
۳۲	ناصر الدین کی طرف سے ملاقات کا دست	۱۲	ملک پنجاب پر مغلوں کا حملہ
۳۲	کی قیاد کے ہاں دربار کی تیاریاں	۱۵	کی قیاد کی بزم آرائشیاں
۳۲	ناصر الدین کا آنا اور ملاقات	۱۶	کی قیاد کے لشکر کا کوچ بجانپ اور وہ
۳۴	ناصر الدین نے بیٹے کو تخت نشین کیا	۱۷	عبدالغفر سے باریک کی مراجعت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مُقَدِّمہ

تقریب نظم و | امیر خسرو دہلوی کیثنویات میں یہ سب سے پہلی ثنوی ہے
جبہ تسمیہ جس میں سلطان معزالدین کی قبا و اور اس کے باپ کی ملاقات
کا قصہ خود سلطان موصوف کے حکم سے مشتمل میں امیر صاحب نے نظم کیا۔ اور
مضمون کی مناسبت سے اس کا نام قرآن السعید رکھا۔

لفظ قرآن کے لغوی معنی تو اتصال یا ملاپ کے ہیں مگر نجوم کی اصطلاح
میں آفتاب کے سوا باقی ستاروں میں سے دو ستاروں کا ایک جانظر ناماں کا
قرآن کہلاتا ہے اور مشتری زہرہ کو اہل نجیم سعد اکبر و سعد اصغر سمجھتے ہیں اس لیے
ان دونوں کے قرآن کو قرآن السعید کہتے ہیں۔ تو شاعر نے دو بادشاہوں
کی ملاقات کو کہ نک و ملت کے لیے موجب سادت تھی تشبیہا قرآن السعید

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۶۲	ضلع جگت کا اعتراف	۱۶۶	خطاب بدھس
۱۶۳	قبولِ عام	۱۶۷	تختیل
۱۶۵	خاتمہ	۱۶۹	اسالیب بیان کی تازگی
	—————	۱۷۵	صنایع بدائع



(۴) سلطان علاء الدین بن مسعود بن رکن الدین فیروز شاہ

(۵) سلطان ناصر الدین محمود بن لہتمش

سلطان غیاث الدین بلبن | بہن پند گان شمس میں سے تھا۔ اس نے اپنی

قابلیت سے اعلیٰ مناصب پائے۔ اور سلطان شمس الدین کی دماغی کا فخر بھی حاصل

تھا۔ اصل و نسب کے لحاظ سے وہ ترک افراسیائی تھا۔ سلطان ناصر الدین محمود

بن لہتمش کے عہد میں بیس سال تک زیر سلطنت رہا۔ اور اس سلطان کی وفات

کے بعد ستھ میں وہی ملک سلطنت کا وارث ہوا۔

غیاث الدین کے دو بیٹے تھے :-

بڑا سلطان محمود خاں المناطلب بہ قان ملک یہ ولی عہد سلطنت بھی تھا

اور مغول چنگیزی کی پورشہ دکنے لیے قلعہ عثمان و سندھ کی حکمرانی

اس کے سپرد کی گئی تھی۔

چھوٹا بیٹا بغرا خاں تاجوا قلعہ ساٹانہ و نام کی حکومت پر متعین تھا۔

قرآن السعدین کے دوست یاروں میں سے ایک بغرا خاں ہی۔ لہذا اس کا حال

کسی قدر تفصیل سے بیان کرنا مناسب ہے۔

سلطان ناصر الدین | عبد بلبنی میں لکھنوتی دارالضدہ بنگال کا حاکم

عبدالغیاث | ظفر باغی جو کہ خود مختار بن بیٹھا تو سلطان بلبن کی

لے سلطان غیاث الدین بلبن کی اولاد کا سلطان کی طرف سلطان شمس الدین لکھنوتی دارالضدہ بنگال کا حاکم

لے سلطان غیاث الدین بلبن کی اولاد کا سلطان کی طرف سلطان شمس الدین لکھنوتی دارالضدہ بنگال کا حاکم

سلطان ناصر الدین

سے موسوم کیا۔ پس یہ نام کنیہ ہر اصل قصہ سے۔

کچھ ابتدائی کیفیت | امیر صاحب نے معزالدین کی تخت نشینی اور موسم

سرمایہ کے عیش و عشرت کا ذکر کر کے قصہ یوں شروع کیا ہے کہ :-

”یہ کایک شاہ شرق کی فوج کشی کا غلغلہ بلند ہوا“

اُس زمانہ میں جب کہ یہ شنوی لکھی گئی تھی اتنا ہی اشارہ کافی تھا۔ لیکن

آج سارے چھ سو برس کے بعد تاریخ داں کے سوا کس کو معلوم ہے کہ معزالدین
اور شاہ شرق کون تھے؟ کب تھے؟ کہاں تھے؟ کس خاندان سے تھے؟ لہذا

کچھ ابتدائی کیفیت بھی یاد رکھنی چاہیئے تاکہ اس قصہ کا سر و بن سمجھ میں آجائے

سلطان شہاب الدین غوری نے ہندوستان فتح کر کے دہلی کو دارالملک

بنایا۔ اور قطب الدین ایک کوئی میں اپنا نائب سپہ سالار مقرر کیا۔ سلطان غوری

کی وفات کے بعد قطب الدین ایک بیٹا کا خود مختار سلطان ہو گیا۔ قطب الدین

کی وفات کے بعد اُس کا دادا شمس الدین التمش تخت دہلی کا وارث ہوا۔ التمش کی

وفات کے بعد اُس کی ولاد میں تیس سال تک سلطنت رہی۔ اور اُس قلیل

مدت میں پانچ بادشاہ تخت نشین ہوئے :-

(۱) سلطان رکن الدین فیروز بن التمش ۳۳۳ھ

(۲) سلطان نصیر بن التمش ۳۳۴ھ

(۳) سلطان معزالدین۔ بہرام شاہ بن التمش ۳۳۵ھ

بعد آیا تو دلی کی دربار واری اور باپ کی خدمت گزاری میں جی نہ لگا۔ ان دنوں سلطان کی حالت بھی علاج معالجہ سے کچھ سنبھل گئی تھی اور تخت کا جلد خالی ہو جانا مشتبہ نظر آتا تھا۔ لہذا بغرا خاں ایک دزدنکار کے ہاسنے سے نکلا اور بے اذن شاہی لکھنؤ کی راہ لی۔ شہزادے کی اس کج ادائی اور بے مہر نے اُس پر عین دم وہ کے دل پر ایک پتھر کا لگایا جس کا درد خان شہید کے دماغ سے بھی زیادہ پرالم تھا۔

گو بغرا خاں پر لگا کر بنگال کے شوق میں اڑا چلا گیا لیکن تقدیر کا فتویٰ لگ چکا ہے کہ وہ عن قریب بنگال سے واپس آئیگا اور اسی قسم کے صدمات اُس کو بھی اپنے بیٹے کے سلوک سے اٹھانے پڑیں گے۔

بعد ازیں سلطان ملین نے شہزادہ کج خیر کو جو اپنے باپ کی بجائے اقطاع ملتان کا عاکم بنا دیا گیا تھا دلی میں طلب کر لیا۔ اور مرنے سے تین روز پہلے اپنی معتمد اعیان دولت کو خلوت میں بلا کر وصیت فرمائی کہ میرے بعد کج خیر و تخت نشین کیا جائے اور دوسرے پوتے کی قباد کی نسبت حکم دیا کہ وہ اپنے باپ بغرا خاں کے پاس لکھنؤ پیہنچا دیا جائے۔

اب ہم قرآن السعدین کے دوسرے سائے کی قباد کے احوال کی تصویر پیش کرتے ہیں :-

بڑا لشکر اُس کی سرکوبی کے لیے جمع کر کے دلی سے چلا۔ اور سامانہ سے شہزادہ
 بغرا خاں کو بھی مع اُس کی افواجِ خاصہ کے اس مہم پر اپنے ہمراہ لے گیا۔ قتل
 باغی کے قتل اور اُس کے اعوان و انصار کے استیصال کے بعد ملین نے
 شہزادہ بغرا خاں کو لازمِ سلطنت عطا فرما کر ناصر الدین محمود کے لقب سے لکھنؤ
 کا مستقل سلطان بنادیا۔ اور تین سال میں اس مہم سے فارس ہو کر دلی واپس
 چلا آیا۔

اس وقت سلطان ملین کے دونوں بیٹے تو دلی سے باہر غزنی و شہر
 حدود میں برسرِ حکومت تھے مگر دو پوتے یعنی کینرہ و فرزند سلطان محمد خاں در کعباد
 پسر ناصر الدین بغرا خاں سلطان کی زیرِ نظر دلی میں تعلیم و تربیت پا رہے تھے۔
 چند سال کے بعد ۶۸۰ھ کی آخر تاریخ کو یہ حادثہ عظیم پیش آیا کہ ولی عہد
 سلطنت سلطان محمد خاں الی ملتان لشکرِ مغل کے مقابلے میں شہید ہو گیا۔
 اس لائق شہزادے کی موت نے بوڑھے باپ کا دل بٹھا دیا اور صاحب
 فراش بنادیا۔ یہاں تک کہ امیدِ زلیست منقطع ہونے لگی تو ناچار چھوٹے
 بیٹے ناصر الدین بعنبر خاں کو لکھنؤ سے طلب فرمایا کہ اُس کے دیدار سے
 خان شہید کا غم غلط کرے اور جب سفرِ ناگزیر پیش آئے تو تاج و تخت کا وارث
 پاس موجود ہو۔ مگر شہزادِ بغرا خاں بچا لہ کی خود مختار حکومت اور وہاں کی حالت
 و دولت پر ایسا فریفتہ تھا کہ عرصہ تک باپ کے حکم کا تاثر نہ ہوا اور تا کہ فریاد کے

کاناتا اور غیاث الدین کی قیاد کا دادا تھا۔

کیقباد کی عیاشی | بلین جیسے دین و اسپاہی منش بادشاہ کو زمانہ میں تو قیباد کی مجال نہ تھی کہ بعد ابدال سے قدم باہر رکھتا مگر کتبے اٹھتے ہی ایک ہر دست سلطنت زیر فرمان پائی تو جذبات نفسانی کو قابو میں رکھنا عیش و عشرت اور بدستی و ہوا پرستی میں ایسا مستغرق ہوا کہ پھر کبھی ہوش میں نہ آیا۔

اُس کی مجال عیش و طرب کے لیے کیا کھڑی میں جہنا کے کنائے ایک نیا قصر تعمیر کیا گیا۔ اُس قصر کے گرد اگر دشاہد و ساتھی مطرب، نقال لطیفہ گو، مسخرے، بازی گراں و دوست ممالک سے آکر آباد ہو گئے۔ اور شاہی مجالس کو اندر سجھا کا نمونہ بنا دیا۔

کیقباد کی بے اعتدالیوں کا سیلاب تنا بڑھا کہ جماعت ملوک و امراء ہی گنہگار طبقات عوام تک سرایت کر گیا۔ اس زمانہ میں دلی کے در و دیوار نے رندی و بے قیدی کا ایسا تماشا دیکھا جس کا خیال باندہ حنا بھی سلطانِ ماضی کے عہد میں دشوار تھا۔ حضرت خسروؑ نے اُس کا اظہار اس غزل میں کیا ہے

عزل

سے دہلی! ولے بتا بہادہ پگت بستہ دریشہ کج ندادہ

لے یہ دوسرے بعض ثنائت سے یہ سنائیگا ہر جگہ پگت بستہ کی کج ندادہ:

کی قیاد کی تخت نشینی | سلطان مہین کے مرتے ہی اعیان و ملوک نے
 اُس کی وصیت کو حاق نیاں پر رکھ دیا اور اپنی اغراض کے لحاظ سے بادشاہ
 کا انتخاب کرنے لگے۔ مگر وہ ایمان رکھان میں ملک الامرا فخر الدین کو تو الٰہی شہر
 نہایت با اثر شخص تھا اور خان شہید سے کدورت کھتا تھا۔ اس لیے اُس کے
 بیٹے کیخسرو کی تخت نشینی میں مزاحم ہوا۔ اور اُس کی تند مزاجی سے لوگوں کو ڈٹا
 اور کیخسرو کو مجبور کیا کہ اپنے اقطاع اٹان سندھ کی حکومت پر فوراً روانہ ہو جائے
 اور کیقباد کو ایک حلیم و سلیم شہزادہ ۱۶-۱۸ سال کا ماتجربہ کار نوجوان تھا اس
 کے سربراہی سلطنت رکھا گیا اور سلطان معز الدین اُس کا لقب ہوا۔ چنانچہ
 خسرو فرما لے میں :-

بر سر شاہ شاہ جوان بخت اُ
 کرد چو درخش قند و شاد دوش ق
 گنج براں گو نہ بصر انگند
 اور کیقباد کا نسب نامہ اس طرح بیان کیا ہے کہ :-

شمس جہاگیر حب بد بازش
 ناصر حق شاہ فرشتہ سرشت
 جد سوم شاہ غیاث اُمم
 یعنی شمس الدین التمش کیقباد کے باپ کا نام اور ناصر الدین محمود بن التمش کیقباد
 حاکم فرماں زعرب تا عجم
 خست خوشش ز خجستان بہشت
 اظہر من شمس حب بد و گرش
 خست خوشش ز خجستان بہشت

بادشاہ کی غفلت شکاری نے اس کے دل میں یہ طمع خام پیدا کر دی کہ اس پست
نوجوان کا کام تمام کر کے تاج و تخت کا مالک خود بن جائے۔

بغزا خاں کی طرف سے ملک نظام الدین کو کچھ اندیشہ نہ تھا۔ وہ دلی
سے کالے کوسوں دور تھا۔ مگر کینخسرو (جو بلین کی آفریں و صیت کے لحاظ سے
حق دار سلطنت بھی تھا) اُس کی نظر میں لگتا تھا۔ چنانچہ اول اُس نے اسی چارہ
پر ہاتھ صاف کیا۔ بادشاہ کی طرف سے ایک دوستانہ فرمان طلب اُس کے
نام بھجوایا۔ کینخسرو نے اس حکم کی تعمیل کی اور سلطان سے چل کر رہتک تک پہنچا
تھا کہ ملک نظام الدین نے قاتل بھیکر اُس کو قتل کرا دیا۔

بعد ازاں بندگان بلینی جو مناصب اعلیٰ پر متنازع تھے ان میں سے بعض کو
قتل اور بعض کو ذلیل و خوار کیا۔ اور مقید کر کے دور دور کے قلعوں میں بھیج دیا
نوسلم نسل کہ بندگان بلینی سے قرابت رکھتے تھے ان کو تہ تیغ کیا۔ یہ تمام منظم
ملک نظام الدین نے کیتباد کو اغوا کر کے اس غرض سے کرائے کہ بلینی خاندان
کے خیر طلب اور کیتباد کے حامی و مددگار باقی نہ رہیں۔ مگر نادان بادشاہ ان
لگلی بدخواہیوں کو بھی خیر خواہی سمجھا تا رہا۔ بات یہ تھی کہ وہ کو تو ال شہر اور اس کے
گردہ کو اپنا معاون و محسن جانتا تھا۔

ناصر الدین | جب سلطان ناصر الدین کو لکنؤتی میں یہ افسوس ناک خبریں
کی فوج کشی | پہنچیں تو سخت صدمہ ہوا۔ اول اُس نے فرزند ناخلف کو مکتوباً

خون خوردنِ شانِ ناکار
گرچہ نہاں خورند باد
فرماں تہذیبِ زان کہ مستند
از غایتِ نازِ خود مراد
جائے کہ برہ کنند گل گشت
در کوچہ دیکل پیادہ
آسیبِ صبارِ سیدِ بردش
و تارِ پیم بر زمینِ قناد
شان در رہ و عاشقانِ نبال
خونابہ ز دیدِ جاکاں کشاد
ایشان ہمہ بادِ حسنِ در سر
وینہا ہمہ سیرِ باد داد
خورشیدِ پرست شد مسلک
زین ہندوگانِ شوخ و ساد

برستہ شانِ ہونے مرغول

خسرو چو سگے ست در قلاؤ

امیر خسرو نے مقطع غزل میں اپنا سہ روز گار کی حقیقتِ حال کو اپنے
نفس کی طرف منسوب کیا ہے اور یہ عینِ بلاغت ہے۔
ملک نظام الدین | کیتباد کی عیش پسند طبیعت سے بہت بعید تھا کہ
کا اقتدار | وہ مشاغلِ کامرانی کو چھوڑ کر ملکِ انی کی طرف توجہ
کرتا۔ یہ در و سر اس نے ملکِ لامرا کو تو اس کے داماد ملک نظام الدین
کو سپرد کر دیا تھا وہ جو چاہتا تھا کرتا تھا۔

اس میں شک نہیں کہ وہ مدبر و منظم سردار تھا۔ مگر خود غرض و بہ باطن تھی۔

اسے وہ پرل جن کی ڈھیلیاں بچی نہیں ہوتی ہیں۔ اور چوڑے و لمبے چول گل سوار کھلتے ہیں ۱۲

ملک بھاریں آیا۔ اور بہار سے چل کر او دھ پر قبضہ کیا۔

یافت خبر خسرو مشرق پسند ناصر حق۔ وارثِ ایں تخت گاہ
 کافر اور اسپر انباز گشت وین شرفِ انوسے بد سپر گشت
 خشم بسر کرد و علم بر کشید ساختہ کیں شد و لشکر کشید
 تند چو باد آواز اں غارغا از پے گلگشت بسوسے بہار
 راند ازاں جا۔ بہ او دھ باد پاک باد ہی ماند ز سیرش بجائے
 شمار او دھ راہ ہند اں دست بڑ غارت ترکانشس بہ بنیا سپر
 وین طرف آگاہ نہ فرزند شاہ کز پے اور اند سپہ در سپاہ
 جب ناصر الدین کاشکر او دھ کی طوت آ رہا تھا تو کیتا بد دلی میں مینا
 حسبِ عادت رقص و سرود اور ساقی و شراب کے مزے اڑا رہا تھا۔

شہ پچنیں وقت برا ہنگب سے زخسِ طب کرد رواں پڑی پے
 بادہ ہی خورد و نمی خورد غم عیشِ جمی کرد و نمی کرد کم
 ریختہ ساقی سے رنگیں بجام سے زلبِ شاہ رسیدہ بجام
 ناگہ ازاں جا کہ جفاں جہاںست قاعدہ دولتِ شاہنشاہست
 گرم شد آواز کہ خورشیدِ شرق تافہ شد بر خط مغرب چو برق
 ناصر دین و شہ کشور کشاے تیغ بر آورد و بکس کرد اسے

شفقت آمیز لکھے۔ اشارات و کنایات میں غفلت سے بیدار کرنا چاہا۔ مگر جہاں
عیش و بستی کے بادل گرج رہے ہوں وہاں حضرت ناصح کی صدا سے
بے ہنگام کون سنتا ہے؟

ناچار ناصر الدین نے ملاقات کی خواہش کی۔ طرفین سے قاصدوں کی
معرفت یہ امر طے ہو گیا کہ دونوں باپ بیٹے اپنے اپنے دار السلطنت سے جریدہ
چل کر شہر اودھ میں ملاقات کریں۔ اس ملاقات سے ناصر الدین کا یہ مقصد تھا
کہ بیٹے کو پررو نصیحت کرے۔ ممکن ہے کہ وہ ماہ راست پر آجائے۔

لیکن ملک نظام الدین کے مشورے سے کیتا دکی جلو میں ایک بڑے لشکر
کے چلنے کا سامان شروع ہوا تو ناصر الدین بھی لاؤ لشکر لے کر آیا۔ یہ قول موزنین
کا ہے۔

حضرت خسرو نے شتوی میں ابتدائی حالات کچھ نہیں لکھے اور نہ ان کو
ان قصوں کے لکھنے کی چنداں ضرورت تھی۔ ان کو تو کیتا دکی مستر بایش
پوری کرنی تھی۔

وہ شتوی میں کیتا دکی تخت نشینی اور عیش و نشاط کا ذکر کر کے ناصر الدین
کی لشکر کشی کا سبب یہ بیان کرتے ہیں کہ:-

ناصر الدین دلی کے تخت و تاج کو اپنا حق سمجھتا تھا۔ اس لئے لکھنؤ سے

کر کے تیاری کی تکمیل تک قصر کی کھڑی میں واپس آگیا۔ چنانچہ خسرو کہتے ہیں :-

کر د اشارت کہ دیران رزم	ساختہ درند ہمہ ساز غم
جمع شدہ ناز اُمراء دیار	از ملک و خان و شہ و شہریار
تیغ زمان بمسہ قلم ہند	نیزہ گذرانِ لواحقِ سند
روز و شب بگہ پاشت گاہ	در مریضی الحجہ پایاں ۱۰
ایتِ منصور ببالا کشید	ماہِ علم سر بہ شریا کشید
نصب شد اعلام مبارک وصل	کر د سر پردہ بہ شیری نزل
مہمنہ بر لپٹہ زدیک سر	بود میاں اند پٹہ میسر
داور جمشید نسب کی قباد	تاج کیاں بر سر والا ہناد
خوش طلب کرد مشہ تاجور	رفت ز یک تخت بہ تختِ دگر
غرم بروں کرو شکار افگناں	بر دل خورشید غبار افگناں
بود چو خورشید لایت فردز	گشت کناں تابگہ نمیسر ۱۱
رفت بکیلو کھڑی دوا د عون	از دود دست چو دریاب جوں ۱۲
قصر شد از قرشبہ اجمہند	چوں فلک از منزلت خود بلند

۱۰ ماہِ علم نشانِ ہلال جو پھر برس پر ہوتا ہے ۱۱ نواحِ دہلی میں ایک گاؤں تھا ۱۲

۱۳ دہلی سے پانچ سو کوس پر ایک مشہور پگنہ تھا ۱۴

۱۵ نواحِ دہلی میں ایک قصبہ تھا جو اب دہلی کے ایک شہر دہلی ہے ۱۶

۱۷ دریائے جہنم کو سنسکرت میں جون پوتے میں ریشیہ وادیاں اس کے مغرب میں واقع تھیں یہاں سے دریائے جہنم نکلتا تھا ۱۸

رانہ زلفنوتی و دریا سے ہند تا سپہش گرد بر آرزند
 ہیں کہ سپہش چہ تمنا نمود کاپ فرو میل جب لائو
 قوت سیلے نمود تا برود آب ببالا نرود از سرود
 سوے سواد اودہ آمد چو باد کرد حک از خجرتیزاں سواد
 چند بزارشش ز سواران کار تیغ زن و کینہ کش و تار
 آذر اقصاے اودہ در گرفت و اں ہمہ استلیم ہر سر گرفت
 نیست جزیں در شب روزش سحر کیس منم اسکندر دارا شکن
 مردک دیدہ من کیقب و کافر حبید قریز گیش واد
 گرچہ جاں گیسر شد و تاجدار نیست جہان دیدہ تر از من بکا
 تخت پدر کر پیے پاسے من بست ہر ہمہ اندک جاسے من بست
 چسل ازیں حادثہ شکامد شاہ جہاں یافت پیاسے خبر

دلی میں ترقیب لشکر | ناصر الدین کی آمد کا آوازہ بلند ہوا تو دلی میں بھی کوچ
 کی تیاریاں اور ترقیب لشکر کا سامان ہونے لگا۔ شاہی
 جھنڈا اٹھوا لیا اور قصبہ سیری میں جو دلی کے قریب تھا ڈیر سے خیمے لگائیے
 گئے اور لشکر کے دائیں بازو کا کھپ قصبہ تلپٹ میں اور بائیں بازو کا قصبہ آنتیا
 میں ڈال دیا اور شاہی ہاتھیوں کا پڑاؤ موضع بٹاپور میں تھا۔

ایک روز سلطان مغالہ دین بھی برہمہ شکار باہر نکلا اور لشکر گاہ کو ملاحظہ

سے راج دلی میں ایک گھونٹ تھا راجہ شہنشاہ نور الدین

ماہِ رضِ فرزانہ بفرمانِ شاہ	کرد و رواں سو سے نعلین سپاہ
ناحیہ بر ناحیہ راند نہ تسد	بود صبا پیشِ چنین سیر کند
از قدمِ شومِ محفلِ آن بزد	نام و نشانے ز عمارت نداد
از حدِ سامانہ تا لامحضر	ہیچ عمارت نہ مگر در قصور
شکرِ اسلام کہ آنجا رسید	بود زینِ تشنہ کہ دریا رسید
یافت خبر کا فرنا خوب کیش	نیز تر از تیر برون شد ز کیش
تن ز غنیمت بہر غنیمت سپرد	بڑن جاں یا بغنیمت شمر
بابک اندر پے شاں کینہ خوا	تیغِ زناں قطع بھی کر دیا
شکرِ اسلام کہ دنبالہ کرد	کوہِ زخو نیز پُر از لالہ کرد
خانِ جاگیر کہ آن فتح یافت	فتحِ دُفیر و ز غناں باز یافت
بست اسیرانِ محفلِ انتظار	داد ہاں چند شتر دلِ مہا

کیقباد کی بزمِ آرائیاں | لشکر کی تیاری کا کام سردارانِ لشکر کے ذمے
 تھا جس کی تکمیل میں سردی کا موسم گزر گیا۔ مگر
 رگیلے کیقباد کو اپنے مشاغلِ شوق کے لئے کافی فرصت تھی۔ اس کے قصرِ عشرت
 میں موسمِ سرما کا ایک لمحہ بیکار نہیں گیا۔ دستورِ ہنگامہ نشاط کی گراگرمی یہی۔
 یہاں تک کہ نوروز کا موسم آگیا۔ پھر تو قصرِ معزی میں اور بھی دھوم دھام کے

لئے نواحِ لاہور میں ایک پرگنہ ہے۔ مگر یہاں قصور سے یہ مراد ہے کہ ہر ایک عمارت کو نقصان پہنچا تھا۔

ملک پنجاب پر دلی میں لشکر کے کوچ کا ساز و سامان مہیا کیا جا رہا تھا کہ اسی
 آیتا میں ملک پنجاب پر حملہ نعل کی خبر آئی۔ اس فتنے کے تدارک
 مغلوں کا حملہ کی غرض سے تیس ہزار سوار کی جمعیت لے کر بارہ بک سلطان
 نہایت سرعت سے لاہور کی طرف روانہ ہوا۔ سامانہ سے لاہور تک تمام
 بستیاں مغلوں کی غارت گری نے برباد کر دی تھیں۔

مغلوں کو افواج شاہی کے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو وہ پیادوں کی طرف
 بھاگ گئے۔ بارہ بک نے کچھ دُور تک غنیم کا تعاقب کر کے بعض کو قتل کیا اور
 جو مغل زندہ گرفتار ہوئے ان کو لے کر دلی کی طرف مراجعت کی۔ اس واقعہ کی
 کیفیت حضرت خسرو نے اشعار ذیل میں بیان کی ہے:-

نامہ کشتے چند چو تیر از کیس	آمد و بسید چو پیکان ز میں
کز عدبہ بالامصل تیر عزم	سو سے فروزانہ بر آہنگ زرم
لشکر انبوه چو ذرات ریگ	جوش برآورد چو آبے بدیگ
مردم آں خطہ فرو شد بجاک	گرد برآورد از ریشاں ہلاک
شہ کہ ز گمراہی آں گمراہاں	یافت چنین آگہی از آگہاں
گفت کہ خواہم ز سواران کار	نامزد و معصل شود دستی ہزار
بر سریشاں بارہ بک تیغ زن	خان جہاں چابک و لشکر شکن

لے بارہ بک کا نام سلطان شاہک تھا اور اس مہم پر نامزد کرتے وقت خان جہاں خطاب عطا کیا تھا۔

بمراہ شکر ملیں یا پنج ملیں مگر شیر دولت نے یہی صلاح دی کہ بادشاہ کا چلنا ضروری ہے۔

مصلحت ملک ذرا سے درست ہر چہ صواب ست بھی باز بست
خود کمر کینہ کند استوار یا زپے زرم فرستد سوار
کاشتہ است کہ در آن از بو پر ن ز تہ میر میذاخت زود
گفت ز چندین سپہ کینہ خوا آں نرود کز تن تناسے شاہ
غرض وسط ماہ ربیع الاول میں کوچ کیا۔ اور پہلی منزل ٹپٹ اور افغان پور
حدود میں ہوئی۔

در وسط ماہ ربیع نخست غزم سفر کرد بشرق درست
کوس غزیت ز در شہریار رزہ در آرد و برویں حصا
کوچ سپہ کرد۔ شاہ از شہر نو داد جہاں را مطلقہ بہر نو
منزل اوق کہ شد از شہر دور بود حدیثیت و افغان پور
یافت سراپردہ در آن جا مقام دشت در آمد ز رسنا پیدام
مہم مغل سے بار بیک | سلطنتی لشکر کا پیدا ہی کوچ تھا کہ خان جہاں بار بیک جو
منہوں کی مہم سر کر کے آ رہا تھا اس مقدم پر حضور سلطانی
کی مراجعت میں حاضر ہوا۔ اس فتح کا بڑا جشن منایا گیا۔
لشکر کا فر کشش بالاورد از عقب کوچ در آمد چو گرو

جشن ہوے۔ اور بادہ پیانی کا زور و شور رہا۔۔

موسم نور و زوہو اسے شراب	شاہ جہاں مستِ مخالفت خراب
بادہ بھی خورد و بھی بود مشاد	شاد بھی کہ در جہاں رازداد
ہر کہ چو گل کہ در بزمش گذر	برو بے دامن پرسیم و زر
نغمہ زینش ز ہر پردہ شنار	نغمہ زنی کہ در بچندیں سپاس
یافتہ در گوش بیاو نش جاے	این غزل از نغمہ بر بطا سے

عسکر

گل امروز آخر شب مست برخت	بجام لالہ مجلس را بیا راست
نشستہ سبزہ زین سود چو پیکل	سادہ سرو زار بجانب است
مبای رفت و ز گس از غم خون	ہر سو بھی آفا و دمی خاست
من اندر مرغ بودم خفتہ بایا	بنام ایزد چو بے کم و کاست
چو رفتن خواست از پہلوئے خسرو	برآمد از دم فریاد بے خواست

خسرو نے گل و ز گس اور سبزہ و سرو کے تخیل میں کیتباد کی بزم متانہ کا
نگ ڈمگ خوب دکھایا ہے۔

کیتباد کے لشکر کا	جاڑا گذر انور و زہو چکا۔ اب گرمی کا موسم تھا کہ لشکر کیل
کچ بجانب اودھ	کانٹے سے درست ہو کر کوچ کے لئے تیار ہوا۔ بادشاہ
	سلامت اپنا عشرت کدہ چھوڑتے ہوئے کسمائے کہ خود بد

اُس فوج کے لوگ و امرا میں سے ملک چھو خان کرڑہ اور خان اودہ یہ
دونوں اپنی اپنی جمعیت کے ساتھ باریک کے لشکر سے آئے۔

باریک و تیغ زنان سپاہ	مہل زناں پیش گرفتند راہ
کوچ کوچ از شدن بی درنگ	لشکر شاں رفت گذارای گنگ
گرم آب سر و در رسید	در مزد رفت و غماں در کشید
پیش درآمد بزرگان پیش	چند ملک با سپہ و ساز خویش
خان کرڑہ چھوے کشور کشائے	کرلب خانان کرہ بستے بیائے
خان اودہ نیز بفرمان شاہ	کر و بیک جائے فراوان سپاہ
باریک و شاں ہمہ یک جانشد	ساختہ کار جمعیاشدند
لشکر شاں پر ز صفت باشکوه	بر لب آب سر و شد گر وہ

نصیر الدین کا | دیا کے اُس پار سلطان ناصر الدین کا لشکر پڑا تھا۔ اُس کو خبر
میلی کہ فوجوں کا یہ جماؤ لڑائی کے ارادہ سے ہوا ہے تو وہ بہت
پیام باریک کو | برجم ہوا اور فوراً شمس الدین دہلی کو کہ اُس کا میر منشی تھا
باریک کے پاس یہ پیام دے کر بھیجا کہ تو ہمارے خاندان کا نمک خوار قدیم ہے
اس وقت ہمارے نمک سے کیوں دست کش ہوتا ہے؟ تو خود جانتا ہے کہ اس
ملک کا وارث کون ہے؟ کوئی غیر میری جگہ لیتا تو اُس کی گردن ہوتی اور میری
تواریخ میرا منہ زندہ میری غیبت میں تخت نشین ہوا تو ڈول مٹا دیتا ہوں۔

باربک آمد ز مصافِ منسل بستہ گھوہائے منسل را بہ نعل

شاہ بڑاں شروہ دولت کربافت بادہ طلب کرد و بہ مجلس شتافت

خوردے و گنج بہ محتاج داد بس گنسر و زر کہ بست لاج داد

دوسرے دن اسیرانِ نعل اور مالِ نعمتِ سلطان کے
اسیرانِ نعل کا قتل روبرو پیش ہوا۔ قیدیوں میں سے امیرانِ شہدہ کو بہ تین

سے چلوادیا اور سپاہیوں کو شہر میں بھیج کر تشریف کرایا۔ دن اس مشغلے میں کٹ گیا
 رات کو پھر وہی دور سا غر حلا۔

چوں تنہ چنبد ز میرِ صدہ دست اجل داد بدام و دودہ

آنچہ دگر ماند شمشاد ہر کرد رواں از پستے تشریف شہر

چوں فلک از شیشہ خود کا و شام جامِ منسرو برد ز دورہ بدام

نورِ شاط از افق جامِ تافت شہ زے سے زلبش کا ربافت

باربک کی روانگی | دور روز بعد لشکر آگے بڑھا۔ اور دو کوچ کے بعد جتنا کو عبور

کر کے جیوڑ میں مہتمم ہوا اُن مقام سے باربک بکا شہابی
بطور ہراول ایک دست فوج کا لے کر بطور ہراول لشکر کے آگے آگے

روانہ ہوا اور گنگا پارا تر کر قطع مراحل کرتا دریا سے سر جو کے قریب جا پہنچا اور

سلطانی لشکر کے انتظار میں وہاں ٹھہر گیا۔

۱۱۔ امیر صدہ و دوسرا جس کے زیرِ حکم سو سپاہی ہوتے تھے ۱۲۔

لشکر جیوڑ ایک تھپہ ہے مضافات ضلع بلنہ تھر میں جنہا کے قریب ۱۳۔

نیک چو ہم چشم من این نور بزر
 چشم خود ز خود نتوان دو بزر
 ہر کہ فرستہ دہاں درگاہست
 بندہ موروث دیاں شہست
 گر سپہم بر تو رسا نہ گزند
 جان من ست آگہا نہ گزند
 ورنہ تو در طلب من آید غبار
 ہم تو شوی در رخ من شرمسار
 باش کہ مادر رسد آن کینہ کوثر
 مہر مرا پسند و ماند خموش

بار بک کا جواب | من پیام کا جو ب بار بک نے یہ دیا کہ میں اپنے آقا
 کے حکمت یہاں آیا ہوں اور اُس کے دشمنوں سے
 سلطان ناصر الدین کو جنگ کرنے کے لئے مامور ہوں۔ اگر کوئی اور مقابل ہوگا
 تو توار سے جواب دوں گا۔ ہاں اگر حضور کو دیکھوں گا تو ڈر کے مارے نہیں بلکہ
 تعظیم اٹ جاؤں گا۔

یہ جواب سن کر ناصر الدین ٹھنڈا ہو گیا۔

خان سپہ بار بک تیز ہوش
 کہ چو زان گو نہ پیائے گوش
 درخو آں داد جواب سر
 منجہ میزان ادب یک سرو
 گنت کزیں بندہ حضرت پناہ
 سجدہ تعظیم رساں پیش شاہ
 من کہ فرستاد شاہ خودم
 بر خط اخلاص گواہ خودم
 نام زدم کہ در دہر یاد
 دشمن اور اندہ بسم زینار
 گرد گرے پیش من آید بہ تیغ
 تیغ خور و از من داز خود دیر

اُس کا نوکر ہمارا نوکر ہے۔ اگر نوکر آقا سے لڑے تو سخت کیس لگی؟ میں تجھ کو الزام نہیں دیتا۔ بلکہ لازم دہ ہے جس نے تجھ کو بھیجا ہے۔ لیکن یاد رکھ اگر تو نے شکست کھائی تو صدہ کس کو پہونچے گا؟ میرے بیٹے کو۔ اگر مجھ کو شکست ہوئی تو خود تیسرا کالا موہن ہو گا۔ کیتباد کے آنے تک صبر کر وہ خود دیکھ لے گا کہ مجھ کو اس سے کس قدر محبت ہے۔

تیغ زنِ مشرق ازالِ سوا آب	تیغِ برونِ آختہ چوں آفتاب
از غضبِ انگذہ بابر و گرہ	دزپے کیں کرد کہاں را بزرہ
جستِ رسولے کہ گنہارِ دپیا	ہر چہ بگویند۔ بگوید تمام
دید کہ کس نفیت ز برناؤِ پیر	در خور این کار چو شمسِ دیر
پیشِ طلب کرد و پیامے کہ بہت	سوسے خالفت ز کشری کرد دست

لے کہ پیش آمدی از راہِ دو	کیں نتواں گفت مگر در حضور
چوں تو نمک خورده از خوانِ ما	دست چہ داری تر شک ان ما
ہست نمک در ہند و ہبِ مال	در تو حرامش کنی اینکِ مال
گر سپارِ نصیبت من ملک یافت	روے نخواہد ز پدر باز یافت
ہم تو کمزین راز ترا آگہی ست	دارش ایں ملک اتنی کہ کمیت
گرد گردے در محلِ من بدے	تیغِ منش بر سر و گردن بدے

آفت از گرمی خود آفتاب
 تابش او کرد جهان را تاب
 شب شده چون دزدی اندر کلاه
 روز چو شب باست زشت در آ
 خوں برگم و ز یون آمده
 خوسه شد و از پوست بڑن آمده
 شد بگر کج می شد چو شیر
 چتر بر کرده و تو سن بر
 لشکر ازین گونه جهان فحشت
 ناحیه بر ناحیه بر روست دشت
 تا علم شد با دود در رسید
 از پئے دہلی عوفی شد پدید
 نصب شد اعلام شہنشاہ دہر
 بر لب تلک بھوالی شہر
 لشکر ازین سو بر دواں طرف
 از قف لشکر لب آورده کف

کیفیا دکالاب وریا جانانا اور کشتی کا ڈوبنا

روز و گر شاہ بر آئین گشت
 آہ دواں سو او دھ بر گشت
 کرد صفی بر لب آب دواں
 سودہ ہم پہلو سے ہر پہلو اں
 تیغ زن مشرق از اں سو آب
 کرد چو روشن کہ رسید کہ آفتاب
 بر لب آب آمد و آراست صف
 یافت دو خورشید ز ہر طرف
 چشم پر رہر بگر گوشہ تر
 دید چو شہ سیل مژہ بیکراں
 گفت بجای کہ ازین چشم تر
 حاجب فرزانہ از بجا شباب
 مرد یک چشم مرد و چشم
 شست کشتی و رو شہ چو آب

در ز تو از دور بہ سیم حضور
 گردہ گریزم۔ شوم از راہ دود
 عطف کن۔ ایک نہ از چہ کس
 از پے عظیم شکوہ تو بس
 رفت فرستہ از راہ نفست
 ہر چہ کہ بشنید ز شہ باز گفت
 شہ چو خلاصے ز محافض نہ بد
 زانچہ ہی گفت۔ زبان در کشید

سلطان مغالدین | اب آفتاب جو زائیں آگیا۔ ترلے کی گرمی پڑنے لگی۔ لڑکا
 بڑھ گیا رات چھوٹی ہو گئی۔ ناز پروردہ کی قباد گھوڑے پر
 کی قباد او دھیں پونچا | سوار ہے۔ سر پرستہ شاہی سایہ نگن ہے۔ پھر بھی بدن
 سے پسینہ ٹپکتا ہے۔ مگر ننگ آمد و سخت آمد۔ کرنی منہ لیس طے کرتا او دھ میں آ پونچا
 حوالی شہ میں ڈیرے خیمے لگائے گئے۔ ایک طرف لگا کرہ مذی ہے دوسری
 طرف سرجو۔

اگلے دن کی قباد سیر گذشت کے لئے نکلا اور سرجو کے کنارے پونچا جلا
 سے سلطان ناصر الدین کی خیمہ گاہ نظر آتی تھی۔ باپ کو بیٹے کے آنے کی خبر ملی تو
 وہ بھی سب دیا آکھڑا ہوا۔ بیٹے کو دیکھ کر محبت کی عطا آئی۔ آنکھوں سے ٹپ ٹپ
 تسوٹنے لگے۔ فوراً ایک کشتی میں سوار کر کے اپنا حاجب بھیجا کہ اشتیاق دیدار
 نہی ہر رے۔ ادھست یہ ملاقات ہوئی کہ کشتی وہاں تیرنا کر ڈوب دیا۔ حاجب
 بیشکل جان بچا کر بھاگا۔

خانہ چو خورشید سجوز گرفت
 رفت در خانہ دروں جا گرفت

چارہ ندانم کہ دریں کا چیست؟ بخت کہ داند کہ دریں یا کیست؟
 بود بحیرت کہ چو شب بگذرد روز دیگر چارہ چه پیش آورد؟
 تا سحر بود گفت و شنید کہ شب نایندہ چه آید پدید؟
 باب بیٹوں کے جب دن نکل آیا تو ایک معتمد کو زبانی پیام دیکر دریا پار بیٹے
 کے پاس بھیجا۔ اور اسی سلسلہ میں کئی بار پیامبروں کی آمد
 سلام پیام شد جاری رہی۔

پیام پدر

کز پدر اول برسانش سلام و آخرش آئین دعا کن تمام
 کاسے خلت از راہ مخالفت باب تیغ بفلکن کہ منہم آفتاب
 از پدرم کے رسد ایں فن بتو از پدر من بمن۔ از من بتو
 و روز بد آموز شد ایں رہ پدید گفت بد آموز نباید شنید
 گرچہ کنی دعوی و آتش و لیک نیک بدانم کہ ندانی تو نیک
 چوں شب روز ادب افزوں کنی بے ادبی باچو منے چوں کنی
 بر سر خاں آسے کہ ہم تو شدہ یاد نک کن کہ جب گد گوشہ

جواب پسر

گفت بحاجب کہ بشہ باز پوس خدمت من گوی و پس آنگد گجے
 بانست از بہر تناسے ملک خام بود بختن سوداے ملک

چوں بیان سرور رسید
پور مغزی ز کیش بید
تیر آوروہ ز کیش خدنگ
از سر کیں کہ وکماں را بچنگ
تیر کہ در گشتی شاں رخنہ کرد
از سر گشتی بہ تہ افتاد مرد
رفت بصدیلہ فرستادہ باز
میش شبہ شرق فرو گفت راز

ناصر الدین کی پریشانی کشتی کے واقعہ کا سبب حضرت خسرو نے ظاہر نہیں
کشتی کے واقعے سے
کی۔ غالباً یہ کیتباد کے بدخواہ مشیروں کی بد
آموزی کا نتیجہ تھا تاکہ ملاقات کی نوبت ہی نہ پہنچے

بلکہ باپ بیٹوں میں لڑائی مٹن جائے اس فعلِ ناروا سے ناصر الدین کے دل پر
چوٹ لگی اور غصہ بھی آیا۔ پھر سوچا کہ مبادا! یہ نادان بڑے کاٹھنوں کے لغو اسی
جنگ کر بیٹھا تو اس کو گزند پہنچے گا یا جگلو۔ ہر نوعِ میرے نے سخت مصیبت
کا سامنا ہے۔

رات بھر نیند نہ آئی۔ اسی سوچ بچار میں صبحِ رومی کہ کیا کرے کی نہ کرے
شاہ کہ از خونِ خود آں زخم دید
نار پہن سیر ز دل بر کشید
خشم ہی گفت ز کینش سخن
مہر جی گفت کہ ہے ہوا کمن
آنکہ چنیں ست نوید ماز و
بہتر از میں بود امید ماز و
گر پس مرد از جوانی و ناز و
غرم برآں شد کہ شود زرم سآ
حیلہ سازم با چنیں کا رنگ
با پس خویش کہ کردہ است جنگ

کسے برخم چشم جفا کردہ باز ! دیدہ مهر تو برویم منہ از
 با حمد ایس قوت و جوش سپاہ فہم اندر پست آزاد شاہ
 گر گہ صلح پذیرد نطنام حلقہ بگو شہم برضات تمام
 تیر تو گر خواست بجایم رسید من نکشم تا بتوانم کشید
 گر بہر تاج سستان توام عیب مکن گو ہر کان توام
 تخت جہان بہر تو بر پای کرد ایک بر آن تخت مر جای کرد
 خواست یگر خواستہ لیکن نیافت آنکہ منی خواست بہر خود ستافت
 در بقیس در دل تو ام ہواست بندہ منم و فرماں تراست
 تاج من می طلبی چرخ ساسے بر سر ہم آ تا کمیت زیر پائے
 اس طبعانہ جواب گو سن کر باپ نے بھی استالہ اختیار کی۔

پیام پدہ

سنے زنب گشت سرت سیر را در پیرے ہچو پدر بے نظیر
 چشم منی : بیج غبارے میار دیدہ نشاید کہ بود پر غبار
 تا تو ندانی کہ دریں جستوے از پئے ملک ست مرا انگوے
 گرچہ تو انہم نہ تو ایں پایہ برد از تو ستانم بکہ خواہم سپرد
 باش سینم کہ بنام توام زندہ و نازندہ بنام توام
 دیدہ کہ نادیدہ دیدار ست دیدہ و نادیدہ گرفتار ست

پختہ آخر! دم خاں مزن من ز تو زادم - نہ تو ز دخی من
 ملک میراث نیاید کسے تا ز نہ تیغ دو دستی بے
 نیم آن لعل کہ دیدی تخت بالغ ملک بدعت درست
 حسد و غوغا نم کہ ز دور ز من داود خدا دور بزرگی بمن
 جز تو کسے گردم ایں در ز دے سر ز نش تیغ منش سر ز دے
 لیک توئی چوں پنے میں سیر من نہ ہم - گر تو توانی بگیہ

پیام پر

لے سر از آئین وفا تافتہ ! وز تو دلم تافتگی یافتہ !
 گرچہ بغیت شد کہ سینہ تو ز رنج چہ داری بجنورم ہنوز
 با چو منے دور کن از سرمی چوں بخت من تو ام دو منی
 تیغ مکش تا نشوی شرمسار از من اگر نیست ز خود شرم دار
 تخت رہا کن کہ نہ زری تو نیست تا ہم - ایں پایہ بیای تو نیست
 گر کہ کہ سینہ کنی استوار پیش تو ہمیش از تو در آیم بکار
 در بہار اکشدا میں گنت و گوی نیز تا ہم ز دفا سے تو روے
 لیک بشرط کہ دریں را من جاے پر گیرم دو توجاے من

جواب پسر

داد جوابے ادب آمنت نقیبہ ہے عجب آمنت
 نامتقی

کونشا طے ورامش گراں بجلے آراست کراں تاکراں
 ہر کہ درآں بزم سخن سازگشت دامن پرگو ہر دوزر بازگشت
 روی بہ کاؤس کے آورد و گفت تا شود آں ماہ بخورشید جنبت
 موسے برادر شود آراستہ با سپہ و کوکبہ و خواستہ
 جست پئے ہر نصیحت گراں دیدہ فروز بہ قیمت گراں
 چاہے ہندی کہ نہ است تمام از تن کے تن بناید تمام
 ماتم پیچیدہ بناخن ہنساں باز کشائیش۔ پوشہ ہنساں
 عود بخردار۔ تفسل بہن خرمنے از ناد و مشک ختن
 عنبر و کاغذ معنبر سرشت صندل خالص چو درخت بہشت
 مرغلبک بردہ بے زندہ بیل کوہ گراں را بقیامت و بیل
 داد بہنزدادہ و گردش رواں ساختہ با کوکبہ خسرواں
 اور شہزادہ کیر کاؤس کو سمجھا دیا کہ ہماری طرف سے بڑے بھالی جان کو دعا
 کے بعد یوں کہتا :-

سے غم تو کہ وہ سبب غم اثر تو ز من و حالت من بے خبر
 صبر من از دوری تو رفت دور مرحتے کن کہ بسا غم صبور
 من کہ صبور می نتوانم ز تو واسے ! کہ محروم بہا غم ز تو

۱۷ ایک ہندوستانی کہتا ہے جس کا نام نہیں معلوم۔ ایسا مہین ہی جس میں بدھ نظر آتا ہے۔
 ۱۸ ہیسٹو تو ذرا سا جو بائیس کھو تو توتا بڑا تھان کہ دنیا بھر کو دیکھا تک ہے۔ غالباً مغل دھاک کہ ۱۶

نیت بنزدیک من از پیش دم بیشتر ز دورے تو بیج عزم
بہر خدا صورت خویشم نہاے روئے مگردان تیر من از خداے

جواب پسر

لے شہ مشرق شدہ چوں آفتاب وز تو جہاں در حد مغرب بتاب
گر ہمہ براہ رسد افسرم ہم تیر پاسے تو باشد سرم
سد کند ز زودہ ام از سپاہ فستہ یا جوج مغل را پناہ
رو تو چو خورشید ز مشرق برآ من نیتم اسکندر مغرب کشاے
تا تو بمشرق بوسے ومن بوز حربہ خورد ہر کہ در آید بحرب
در ہلاقات رہی لے تست افسر من خدمتے پاسے تست
نیت مرا آن محل دآں شکوہ کہ سر خود سایہ فشانم بکوہ
در نگند لے تویر بندہ تاب ذرہ شوم پیش چہاں آفتاب

غرض ملاقات کا مرثوہ سن کر ناصر الدین کی باچھیں کھل گئیں۔ بہت خوش ہوا
مجلس طرب آراستہ کی اور متوسلین کو انعام و اکرام دے کر شاہ کیا۔

ناصر الدین کی طرف | پھر اپنے فرزند اصغر کی کاؤس کو بلایا اور بڑی مشان و
سے کی کاؤس کا جانا | ترک سے بہت تحائف، اسلحہ اور ہاتھی دیکر کیتباد کی
خدمت میں روانہ کیا۔

باد شہ مشرق کہ آں مرثوہ یافت روش چو خورشید ز مشرق افتاب

کی قباد کی طرف سے | دوسرے دن کی قباد نے اپنے فرزند کیو مرث کو دادا
کیو مرث کا آنا | جان کی خدمت میں تحفہ دے کر روانہ کیا۔ چونکہ
یہ بچہ محتاج عارض کو اُس کے ساتھ بھیجا۔

جب شہزادہ کیو مرث مع جلوس دریا پار پہنچا تو دادا جان کی طرف سے
بڑی آؤ بھگت ہوئی۔

کار گزاراں ہمہ رفتند پیش	سجدہ کناں پیش خداوند خوشتر
پیش عثمان بانگ رودار و زود	سکہ نو بردم نوز و ند
رفت خزاں فلک ارجمند	نادر دہلیز بہ پشت سمند
روسے چو گل سود بہشت زمیں	گشت زمیں پر سمن ویا سہیں
حرم آں خسرو شہ دیں پناہ	داشت برائیں بزرگان گاہ
کرد چو نورش بدل و دیدہ جای	گاہ سرش بوسہ زد و گاہ پا
عارض ازائیں ادب پروری	بود کمر بستہ بخدمت گری
تا نظر شاہ برآں سو سے تافت	خدمت عارض محل عرض یافت

جب تک ناصر الدین پوتے کو پیار کرتا رہا عارض سلطنت دست بستہ
چپ کھڑا رہا۔ جب اُس کی طرف دیکھا تو اُس نے عرض معروض کا موقع پایا اور
وہ شاہانہ تحفے جو نذر کے لئے ہمراہ لایا تھا پیش کئے۔ اور کی قباد نے پیام کے
جواب میں جو کچھ عرض کیا تھا سنا دیا۔

آمد غم تزیینتِ ایس کار بود کافر و استیلم تو انم ر بود

تشنہ دیدار تو ام روز شب شربتِ خود باز گیرم ز لب

شاد کن ایس جانِ غم اندیش را روئے نما منتظر خویش را

تخمہ حالِ دل ریشمِ نچواں یا بن آید بر خویشم نچواں

جب کاؤس کی سواری دین سے پار اتر چکی تو کیتباد کو اطلاع کی گئی کہ

چھوٹا شہزادہ قد مبہوسی کے لئے آتا ہے۔ اُس نے دربار آراستہ کیا۔ اور بہت

سی فوج سرداروں کے ہمراہ بھیج کر بڑی دھوم سے اُس کا استقبال کرایا۔ دلیہ

شہابی پر پہنچ کر شہزادہ گھوڑے سے اتر پڑا اور خوشکیش لایا تھا پیش کیا اور جو باتیں

شاہ بایا نے سمجھا دی تھیں بڑے بھائی سے عرض کر دیں۔ کیتباد بھائی سے ملکر

بہت مسرور ہوا۔ اور اُس کی خاطر دُھارا ت میں بزمِ طرب آراستہ کی۔

شاہ بردیش چون نظر کر دست دید در آں آئینہ خود را درست

گرم فرجست ز تختِ بلند کرد باگوش تنِ ارجمند

داشت باخوش خودش تا بے یار سیر شد۔ چوں شود از عمر سیر؟

باخودش از فرشِ براہ رنگِ بزد تخت کیاں باز کیاں را سپرد

گاہ ز دیدہ بہ نثارش گرفت گاہ دوبارہ بکنارش گرفت

گاہ نظر بر رخِ زیبایش کرد گاہ دل از ہر شکیبایش کرد

پریش از اندازہ ز غایتِ گزشت قد نوازش ز نہایتِ گزشت

اب تک سہراپردہ سلطانی شہر اودھ سے اوپر کی جانب ایک تنگ میدان
میں نصب تھا۔ اُس کا موقع فوراً شہر سے نیچے کی طرف تبدیل کر دیا جہاں میدان
بھی وسیع تھا اور دریا کا پاٹ کم ہونے کی وجہ سے کشتی کی آمد و شد آسان تھی۔ اس
عہدہ موقع پر کارکنانِ دولت نے ایک شان دار و بارہ دونوں بادشاہوں کی
ملاقات کے لئے لب دریا ترتیب دیا۔

ناصرالدین کا آنا | چونکہ گرمی کے دن تھے، ناصرالدین دن ڈھلنے کے بعد
اور ملاقات جب کہ دھوپ کی تیزی کم ہو گئی تھی کشتی میں سوار ہو کر چلا
میرالدین کی قیاد اپنے شاہانہ دب میں اور رنگ سلطنت پر
بیٹھا باپ کی آمد کا منتظر تھا۔

جس وقت باپ کو آتے دیکھا بے اختیار تخت سے اتر برہنہ پاؤں ڈالا،
قدمبوسی کے لئے سجکا۔ باپ نے فوراً گلے لگالیا۔ اور دونوں بغل گیر ہو کر دیر
تک زار زار روتے رہے :-

چشمہ خورشید خواست دریا گشت	روز چو آخر شد و گریہ گشت
کر طلب کشتی گردوں رکاب	تا جو بر شرق برآہنگ آب
در زون چشم ز دریا گشت	کشتی شد تیز تر از تیر گشت
گوہر خود بر لب دریا بدید	راست کہ شد بر لب دریا رسید

جواب پسر (عارض کی زبانی)

آنچہ دل شاہِ بدارِ نائلِ ست راسے مرا نیز جہاں در دلِ ست
آدمِ اینک ہزاراںِ نسیاز تا کمِ ایں دیدہ بروے تو باز
بود من پر سسش شاہِ زمن کا دن از خود طلبی۔ یا ز من؟
من بد رشتہ بسر آیم دواں ق چون پسراں بر پدرِ مہرباں
شرط چن سست کہ در بحرِ ویر چشمہ کند بر لبِ دریا گذر
لیک نہ زد۔ گر شہِ دریا نشان بر سرِ ایں چشمہ شود دُشِ نشان

ناصر الدین کی طرف | ناصر الدین نے خوش ہو کر عارض کو ضعت و انعام
عطا کیا۔ اور کیو مرث کو بہت سے نادر تحفے اور ایک
سے ملاقات کا وعدہ
ہاتھی مع عماری زمین دیا۔ اور وعدہ کیا کہ ہم کل صبح
ضرورت ملاقات کے لئے آئیں گے۔ اس کے بعد کیو مرث اور عارض اپنے خیمہ
گاہ کو واپس گئے۔

وعدہ چنانِ الفت کہ فردا بگاہ جنبشِ خورشید شود سو سے ماہ
منزلِ سعدین شود برجِ تخت مجمعِ بحرین شود رو سے بخت
خرم و خوشِ عارض و فرزندِ شاہ باز نوشتند سو سے خانہ راہ

کیقباد کے ہاں | عارض کی زبانی ناصر الدین کے آنے کی خبر سنتے ہی قیقباد
دربار کی تیاریاں کے دائرہ دولت میں دربار کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔

کے روبرو کھڑا ہو گیا۔

خسرو نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ باپ کا یہ فعل اُم کے لئے ہدایت
تھی۔ تم کو بدست و کی تعظیم و خدمت اس حق کرنی چاہئے۔ باپ کے حکم کی تعمیل
کرنے فوراً ہی یقیناً و تحت سے اُتر آیا اور اُسے دربار سے اُدھلایا۔ بادشاہوں
پر زور و گوہر شمار کیا اور جو خلعت باہر کھڑی تھی اُن میں سادیا۔

چوں پراز پانچ فرزند خویش	شراب وید زانہ اندیش
گفت کہ یک از وید در دست	منہ نہ کہ منوں حاصل ست
آئند بدست خودت لئے نیکیخت	دست بگیرم ہنہ نام بہ تحت
زانکہ غیبت چو شدی بر سر	من نہ بدتم تاشدے دستگیر
با پسرای نکتہ چو لختے بر اند	دست گرفت و بسریش نشانہ
خود بخال آمد و برست دست	ماند ازاں کار عجب ہر کہ بست
داشت دریں زیر خیالے نہاں	آگهی داد بکار آگہاں
گرچہ پر بر سر تختش کشید	شست و فرو داد و پیشش وید
چوں خلفاں شرط و فامی نمود	خوہش عذمت بسزای نمود
دولتیاں ہر طرف سے بے صف	کردہ طبقات جوابہ بکف
لعل و زبرجد کہ در آویختند	بر دوسلہ فزانہ بھی ریختند

رسم شمار و تصدق کے بعد دربار ختم ہو گیا اور سلطان ناصر الدین جس کشتی

خوست کہ از سوز دل عیتر
بر جہ زکشتی دگیر دکنار
صبر ہی خواست۔ نئی تدش
گرینی خواست۔ بھی آمدش
بود بریں سوے معز جہاں
ساختہ برجا ادب چوں شہاں
پیش شد از دیدہ نثارش گرفت
شد دیدہ و بکنارش گرفت
تشنہ دو دریا ہم آورده میل
تشنہ و از دیدہ ہی رانده میل
یکہ گردورده باغوش تنگ
ہر دو نمودند زمانے دزنگ

روسنے کے بعد ہوش آیا تو تخت پر اجلاس کرنے کے لئے ایک دوسرے
سے اصرار کرتے لگے۔

از پس دیرے کہ بخویش آمدند
ہم گرا ز عذر یہ پیش آمدند
گفت پسر با پد را نیک سریر
جاسے تو من بندہ فرماں پذیر
باز پد گفت کہ این چنین بسر
کز پسر افسر بر باید پدر
باز پد گفت کہ بلا خرام
کز تو برد پایہ تخت تو نام
باز پد گفت کہ لے تاجدار
تخت ترا بہ کہ توئی بنجستیار

ناصر الدین نے بیٹے
کو تخت نشین کیا
حضرت سی جیہ میں کے بعد باپ نے کہا کہ میں
تیری تخت نشینی کے وقت موجود نہ تھا کہ اپنے ہاتھ سے
تخت پر بٹھاتا۔ اب خدا نے وہ دن دکھایا ہے کہ یہ
سمجھاؤ اور کروں۔ تاکہ کر بیٹے کو تخت پر بٹھا ہی دیا اور خود ہاتھ باندھ کر تخت

رفت شائبہ باد رنگ گاہ کردوں جہ لبس نمان شاہ
 الفخراں پیل وہاں تن تخت ق کاں ز سبز جہنم دوزخ
 دید شہنشاہ چو سیتا بہ پیش روئے کرم کردہ دل بند خویش
 گفت کہ میں انصاریں پیل گئی بہر تراداشتہ بود رنگا
 نیست مرا بتر ازین پنج چیز تا دم از دیدہ بچشم عزیز
 یہ یہ دیکر ناصر الدین نے بیٹے سے فرمایش کی کہ میری آرزو یہ ہے کہ
 میرے باپ کی دو یادگار چیزیں جو تھکوپو پٹی ہیں ایک تو چتر پید یک کواہ
 سیاہ یہ ہے اپنے سر پر رکھ پھر جھکودے ڈال۔ دوسرے روز کیتا دے اس فرمایش
 کی تعمیل کی جو شخص یہ چیزیں لے کر آیا تھا ناصر الدین نے اس کو انعام دیا۔
 گفت بفرزند کہ در خورد شاہ چتر پید آرونگ و سیاہ
 تاجوران چتر و کلاہ سیاہ کرد بیا درواں سوے شاہ
 ہر دو فرستاد بحکم شہی بر شہ شرق آں دو نشان مہی
 شاہ شہ از دیدن آں سخت شام بستہ و بوسیدہ بر رنما
 داد بآرندہ آں ہر دو چیز خلعت خاص و زربیا نیر
 ناصر الدین کی نصیحتیں | ایک شب پھر دونوں کی ملاقات ہوئی تو ناصر الدین
 نے فرزند و لبسند کو ازرا دل سوزی بہت سی نصیحتیں
 کیں جن کی نظم میں خسرو شعرائے کمال سخن گستری

میں آیا تھا اسی میں سوار ہو کر خوش قسمت اپنی فرو دگاہ پر واپس آ گیا۔
 چوں پرتماقبالِ پسر تازہ کلا ق زان شرف آفاق پر آؤ نہ کرد
 گفت کہ امروز بس است این قلہ روزِ دگر جہلہ کئے دگر
 زیرِ منظر کام چو مسار گشت فرقِ پسر بوسہ زد و باز گشت

مراسم اتحاد اور یہ درباری ملاقات تو آئین شایانہ کے بموجب اس بات
 خانگی ملاقاتیں کا اعلان تھا کہ سلطان ناصر الدین نے معزالدین کی قباد
 کی تخت نشینی یا ضابطہ تسلیم کر لی اور دونوں بادشاہ متحد ہو گئے
 دوسرے روز تخت و ہدایا کا مبادلہ اور خانگی ملاقاتیں شروع ہوئیں کیقباد
 نے نہایت بیش بہا گھوڑے بطور پیشکش بھیجے اور رات کے وقت بیاب کی فیت
 بڑی دھوم سے کی۔

اس ضیافت کا بیان خسرو نے خوب جی لگا کر کیا ہے اور بزم مغزی کی ہر
 ایک چیز کے اوصاف میں فصاحت و بزرگت کے دریا بہائے ہیں۔
 جب آب و طعام اور رقص و سرود سے فارغ ہو چکے تو سلطان ناصر الدین
 نے ایک دہزم خاص کو بھیجا کہ تاج و تخت اور ایک ہاتھی اپنی خیمہ گاہ سے طلب
 فرمایا اور کفۂ فرزندِ دلینہ کو عطا کیا۔

گفت بنحاصل نیکیے شاہِ شرق تارود از آب گذار اچو برق
 تارود و پیش کشد زرق خاص تحت زرق تاج زرد و پیل خاص

باشد اگر سوے محبت روے
 گر شودت خصم بتدبیر پیام
 حق چو ترا جاس بزرگاں پیر
 جد چو ترا داد کم و بیش خویش
 بیش کن آہنا کہ زیر دواں بود
 چشم رعایت ز رعیت مگیر
 عدل بود ای امن و امان
 وادگری کن کہ ز تاشیہ داد
 تا بزمانے کہ تو بادا سبے
 دولت دنیا کہ مسلم تراست
 دولت جاوید نیزہ است کس
 پیشہ کوئی کن و از بدترس
 نیت خیرت اگر مرد زخاست
 یافتی از کشت ازل خوشه
 ترس خداوند جهان کن بدل
 کار چناں کن کہ بنگاہ کار
 چوں بونا جمد کنی در جباد
 نصبت تدبیر شناساں بجوے
 تیغ نشاید کہ کشتی از نیام
 خویشنت خرد سبب یہ شمر
 بیش و کم از سوے نہ کمی و بیش
 کہ کن امانا کہ نہ فرماں بود
 تا پووت ملک عمارت پذیر
 بیش کن ایس مایہ زماں تا زماں
 بس در دولت کہ توانی کشاد
 نشود آواز قتل نہ کسے
 جانب دیں کوش کہ آں ہم راست
 نام نگو دولت جاوید بس
 از بدترسے - ز بدتر خود ترس
 وعدہ بفر دامن کال نخست
 راست کن از بہر ابد توشہ
 تا ز خداوند منائی نخل
 از دریز دواں نشوی شرمسار
 باش گراں جنبش و ویرایتاد

کی داودی ہے۔

چوں لیکن رفت سے داوری
دانشش بدعاے پناہ
رخیت پس آن گاہ بھرنتام
کاسے پیر از ملک و جونی ساز
خشم بر حسب میاور بحس
چوں گنہ معرفت آید کسے
در حق آن کش بر خود داشتی
مسرکہ زند در درواخل گام
دس کہ بر آرد بخلاف سرے
خود بس دشمن بد زہرہ را
دشمن خود خرد و نباید شمر و
گرچہ جہاں جملہ ہو خواہست
دشمن اگر دوست نماید پرست
جلسہ مدہ دشمن کیں تو ز را
خاص کن آن را کہ خرد بہت پیش
گرچہ دست بہت شناس

دور در آمد به نصیحت گری
کایزوت از عادت دار و نگاہ
دار و تالش نصیحت به کام
ما ز بد کن کہ شد او بے نیاز
ز آتش سوزند نگہ ساز
غصو کو تر زیاست بے
در خصومت شود و داشتی
کار برد کن بنایت تمام
سر بر نش پیش کہ گیرد برے
آب وہ اند زہرہ او دہرہ را
در تہ انداح کند نگ خرد
ہم کن آن خار کہ در دست
فرق کن از دشمن خود تا بدست
گوش کن گفت بد آموز را
راہ مدہ بے خبراں را بخویش
گفت کس نیز ہی دار پاس

کیا گیا تھا جیسے۔

تنہائی کا وقت حق مصالح ملک و دہری کی نسبت کچھ راز کی باتیں ہوئیں۔ یہ
 نے بیٹے کو سمجھا یا کہ خداں شخص تیرے چچن دوست میں زہر دیکر ثابت اس کو بلکہ
 غاں کر چھینک دے اور خداں شخص کو اپنا مشیر بنا۔ بیٹے نے باپ کی نصیحت دل
 جان سے سنی اور گرہ باندھی پھر دونوں خستی معائنہ کے لئے کھڑے ہو گئے اور باپ
 نے رو کر اپنا درد دل سنایا (ان خیالات کی ترجمانی طوطی بند نے اپنے آشنا
 میں نہایت سوز و گداز سے کی ہے) آخر کار معائنہ کیا اور آسنو بہا تا اپنی کشتی پر سوار
 ہو گیا اور کشتی پہلی ادھر کی قبا دچھیں مار مار کر روکنے لگا جب کشتی نظرت اوچھل
 ہو گئی تو گھوڑے پر سوار ہو اپنے خیمہ گاہ کو روانہ ہوا خیمہ کے پر دے چھڑوائے
 لوگوں کا آنا جانا بند کیا اور باپ کی یاد میں دن بھر رپا رہا۔

شب چود و دایہ رو ستارہ کرد	صبح دم از مغرب پارہ کرد
کو کبہ شرق سوے شرق یافت	نظر مغرب سوے مغرب ثنائت
سرد شرق بود ابر پسر	گریکستان کرد ز دریا گذر
خاص شد از بہر دایہ دو شاہ	چو ترہ بایستہ آرام گاہ
خوت ازیں گو نہ کہ محرم نبود	بیچ کس از خلوتیاں ہم نبود
آنچہ بدایہ صلیبت ملک راز	یک بدر ہر دو نمودند باز

باز طب صحبت مردان پاک	صحبت آلودہ رہا کن بجاک
بوش بریں نہ کہ شوے ہوشیار	نہ بے غفلت نزد در دزگار
غفلت شدہ است زریان ہمہ	خواب بیان است براسے رنگ
شاد بود ز پست پادشہاں	خواب نشاید کہ کند پادشاں
چوں تو جوری بادہ کاو رہو	پس غم گیتی کہ خورد و خورد گو
میتہ تقویٰ است پسندیدہ فر	ز ہمہ دہ شاہ پسندیدہ تر
چوں ہمہ کس خدمت سلطان کنتہ	ہرچہ سلطان نگرند آن کنند
کوشش پوشیدہ کن اندر شرب	تا شود کن شریعت خراب
شاہ بدیں گوئے بفرزند خویش	داو بے زاد و نو۔ از پند خویش

ناصر الدین نے رورور کی نصیحتیں سہم کیں۔ آدمی رات ہو گئی تھی قیام گاہ کو مراجعت فرمائی اور کہا کہ کل کوچ کا ارادہ ہے آخری وقت ملاقات کے لئے صبح پھر آؤں گا۔

وداعی ملاقات | جدائی کی غمزدہ آنچو آنچی۔ صبح دوم دونوں لشکروں کا کوچ شروع ہو گیا۔ ڈیرے خیمے دہنے لگے ایک نے مشرق کی اور دوسرے نے مغرب کی ماہ لی۔

ناصر الدین خصوصی ملاقات کے لئے دیر پا رہا تھا۔ یہاں کتبہ پہلے ہی سے باب کے انتظام میں کمر بستہ کھڑا تھا۔ دونوں ایک چوتراہ پر دو سو ملاقات کے لئے جمع ہوئے

آه! که صبر از دل دق می رود
 خون من از دیده من می رود
 چون شغب ناله ز نهایت گدشت
 گریه و زاری ز نهایت گدشت
 یک نشت زان غما از هوش رفت
 کش هر فرزند را گوش رفت
 دال غمت پاک بهم زد در دل
 خاک ره از گریه همی کرد گل
 بست دل و جان بوفاسه پند
 دید همی سود پیاپی پند
 شک فشانان بدل در دناک
 مردمک دیده قناده بنماک
 به دو بجان شیفته یک دگر
 دوخته بودند نطنز با نظر
 روس بهم کرده چیس تا بدیر
 هیچ نگشتند ز دیدار سیر
 عاقبت الامر در آن تمناق
 چونکه ندیدند گزیر از منلاق
 هر دو رخ خوش شده عتاب رنگ
 یک دگر آغوش گرفتند تنگ
 رفت پدر پیاپی بکشتی نهاد
 دیده روان از مره طوفان کشت
 گریه کنان بادل بریان خویش
 کشتی خود را ندید طوفان خویش
 او شده زیر سوپسیر و مند
 آه بر آورد بیابانک لبند
 گریه همی کرد ز ماسه دراز
 سوخته پدر داشت چشم نیاز
 رنده همی ز مره سیلاب خویش
 تا ز نظر کشتی شده شد برویش
 دید چو نای محل از شاه خویش
 رخسار او کرد به بنگاه خویش
 رفت به لشکر و در چراگاه بست
 داد و شد از میان راه بست

کال چمن زخا رتھی کرانی ست	داس کل زنجیں کبھت درونی ست
در حق این سشو بکر مرہمنوں	واں دگرے ایز میں یزخوں
تس ہمہ گفتار پد کریمتباد	دس نتوان گفت کہ درجاں نسا
انپس آں ہر دو پیا خاصند	عذر بدو نیک جی خواستند
خستہ پد راز دل پر خون ویش	ہست در آورو بدابند خویش
ناہ جی کرد کہ سہ بیان من	جاں نہ ازان دگرے زان من
چوں تو شدی دل زک جوید ترا	دیں بدگویم؟ کہ بگوید ترا
سبے خیرم بہر تو شب تا بروز	گر خیرت نیست چنیم مسوز
سوختہ شد جان عسّم اندوختہ	ناچ شود؟ حال من سوختہ
کاش نبود دی دوسر روزی وصال	تانشد دیدہ اسیر خیال
اسے ز تو در دیدہ تار یک نور	مردمی کن مشواں دیدہ دور
حیرت منہ را کہ صبوریم نیست	دور ز تو طاقت دوریم نیست
گرچہ ترا ہم کشتہ در دل ست	آنچہ کہ من می کشم آن شکل ست
چند کنی از پے رفتن شتاب	یک دے از سوختگان و متاب
باتو اگر ہمہ ہم شکل ست	اشک منت ہمرہ صد منزل ست
خانہ من زیر پس بختیر یزد	اشک دل یک بیاباں تود

مستندت نہ دست سن لائق ست این قصص کا نام ظاہر کرے کی اجازت نہیں دی مگر جو میں سے بہار تاج
 بیان کیا جو کہ نہ لائق کی یہ تفریق نیست ملک ظاہر لہذا وہ ایک کی نسبت تھی جو صاحب محبت کی نگاہ میں نہ

پاسے ستواں بزمیں در شدہ گاؤزیں رستم شاں سر شدہ
 بود بہر جا کہ نزدل سپاہ تنگی جو بود و سنہ رنجی کاہ

سلطان کی قیادت سلطان فی شکر منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا دلی پہونچا تو کہ
 دلی پہونچا شامی بڑی شان و شوکت سے شہر کے اندر داخل ہوا۔ ۱۰۰۰۰
 گھوڑے سوار پیدے تیغ زن تیسرا انداز

نسیزہ بردار علم بردار جو میں۔ رایت دولت کا پرچہ اڑتا ہوا سلطان حججا
 گھوڑے پر سوار۔ سر پرست سیاہ کا سایہ گردا گرد ہر بہتہ تلوار میں قطار در قطار۔
 اس دھوم سے سواری در دولت پر پہونچی۔ خوش سلطانی کے قدموں پر بہت سا
 زرو جو اہر نثار کیا گیا۔ تقارے پر چوب پڑی شادیاں نے نیچے نگہ منظر یوں نے
 مبارک باد کا راگ الاپا۔ رفاصلوں نے ناچنا شروع کیا۔ حضور دہ گھوڑے کی
 باگ رو کے یہ تماشا دیکھتے ہوئے آہستہ آہستہ چل کر دولت خانے میں اترے
 اُس وقت فرق مبارک پر رستم نثار ادا ہوئی زمین پر زرو گوہر کا فرش ہو گیا۔
 بخیر و مافیت سفر سے واپس آنے کی خوشی میں کسی دن تک شام بامہ جشن کے انعام
 و اکرام اور خیرات و مہربانیت میں خزانے ناسے۔

خوش طلب کر دشتہ کام گا شد بگہ چاشت بہ دولت سوا
 از روشیں پیل کراں تکران سر سبز نام زمیں شد گراں
 صف سیاہ ز غلم سرخ وزر شد دیباچہ نور و زکر

جامہ بھنیہ دھواں می دریم جامہ رہا کن کوک جاس می دریم

کیقباد کی مراجعت | اودھ سے سلطان مغالدین کیقباد کے لشکر کا کوچ عین
برسات کے موسم میں ہو۔ آسمان پر گھٹا کا شامیانہ بھل
دلی کو | سبزہ زار رحمن کے کیت لہلہ باغوں میں آموں کی

کثرت ندی نالے چڑھے ہوئے۔ راہ رستے پانی کا تختہ بنے ہوئے گنگا کی
گھاٹ تک یہی کیفیت تھی۔ کچھ پانی کی وجہ سے لشکر کے اونٹ گھوڑوں کی جان
آفت میں تھی منزل پر پہنچ کر گیس پارہ تو فراط سے ملتا لیکن دانہ خشک سے نفیبت ہو تھ

کرد چورہ در سڑھاں آفتاب	چشمہ انخو رشید فرد شد بآب
ابر سر پر وہ بیلا کشید	سبزہ صفت خویش بجر کشید
تندی سیلاب زبالا سے کوہ	از شغب آور دزمیں راستوہ
برق بہر سوے بآبے دگر	دشت بہر سوے بآبے دگر
شالی سر سبز ذخائرم زچیت	کآب گذشتش ز سرانگاہ بیت
نحوط مرغابی رعنا بہر سوے	از سر طوفاں شدہ پائاب حب
آب روں گشتہ بہر سایہ	یافتہ از میوہ زمیں ۱ یہ
برد افشان شدہ دیا نوال	ابرشیں خود راندہ دارا بادل
آب فراخ ہمدردہ تباہ گنگ	آدہ لشکر ہمہ از آب تنگ

سنت دیاب جو ہے۔ مرکب تافیس ہے لفظ پایاب ورجو ہے یعنی جویندہ ۲

کے بعد سلطان ناصر الدین کی واضحیت جو بوقت وداع کی تھی

در حق اس تو بحکم رہمنوں داس دگر سے رابزمیں نیرخوں
یاد رکھی وراس پر عمل کیا۔ بعض سرداروں کو قید کر دیا بعض دامن کوہ کی
طرف بھاگ کر آوارہ ہو گئے۔

نیرد زخاں خلیجی کو شایسی خاں کا خطاب دے کر اقطاع برن (بلند شہر)
پہرہ کئے گئے۔

ملک نظام الدین اقطاع طاق کے لئے نامزد ہوا۔ وہ بھی اس تغیر کی بلہ سمجھ
گیا جانے میں نیت لعل کرتا رہا بعض مقربوں نے سلطان کے اشارہ سے کوئی ہتیر
پلا کر اس کا کام تھام کر ڈیا۔

یہ شخص بڑا متبرادر کار داس سردار تھا۔ مگر سلطنت کی ہوس اس کے حق
میں آخر کار زہر کا گھونٹ بن گئی۔

خسرو کی ملازمت کا | میر صاحب دور معزی سے پہلے ملوک و خوانین کے ندیم
اور ورباری شاعر رہ چکے تھے اور ان کے کمال سخنوری کا
حال پر سبیل اجمال | شہرہ ایران و توران تک پہنچ لیا تھا۔

وہ اول اول ملک چچو کے ندیم دلی میں رہے پھر شہزادہ بغیر خاں کے ندیم
س۔۔۔ میں رہے اور اس کے ہمراہ سفر نکال کیا۔ جب یہ شہزادہ سلطان لکھنؤ کی بنایا

شہ بہ چتر سیہ می چسید
 تیغ بہ پیر امن چسترش قطار
 بود یک جاے صفت تیغ و تیر
 بانگ ردا و د که بر آمد بلند
 کو کتبہ چون فلک آراستہ
 شاہ بدر دوازہ دولت شافت
 تو سن شہ رز شاہ سنگاں
 کوس خبر کرد گوش از خروش
 نغمہ مطرب ز گلو گاہ ساز
 ماہوشاں چرخ زناں پای کوب
 شاہ بنظر راؤں کار گاہ
 نرم می راند و غماں می کشید
 بکوفت انداز ہر سونشار
 جشن فریدون و طرب گاہ جم
 از دل خواہندہ بہت ایچ گنج
 اول شب صبح دوم نمی رسید
 ابریکہ بقرہ آبش ہزار
 ہم چو نیاساں بلب آب گیر
 نغمہ در گنبد گردوں سنگند
 گرد و غبار تا بہ فلک خاستہ
 داد بدر دوازہ کشادے کی یافت
 گشت بختل بجو ابر عیناں
 دزخیرش بیخیری یانت گوش
 گوش نیشندہ ہی کرد باز
 گشتہ ہو از روشہ خاکروب
 نرم ترس راند فرس را براہ
 تابشرف خانہ دولت رسید
 فرش زمیں شد ز درشا ہوار
 تازہ شد از مجلس شاہ عجم
 خواستہ می داد و ہمی برد و پنج

ماک نظام الدین | میر صاحب نے تو کی قباد کو دلی پوچھا کہ شہنوی کا قصہ ختم
 کر دیا ہے مگر تو ایچ سے ثابت ہو کہ قباد نے دلی پوچھے
 کہ ایک ہفت روزہ

باتگ نہ میان قصیدہ سرا باز سانیدہ سخن برسا
 اس محبس میں کہ دونوں بادشاہ و ملوک و اُمرا موجود تھے شہر نے اپنے
 قصیدے سنائے غائبانہ طوطی ہند نے بھی اپنا قصیدہ سنایا ہو گا اس قصیدہ کے
 منتخب اشعار یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔

قصیدہ

زبے ملک خوش چوں سلطان یکے شد	نہے عہد خوش چوں دوپہیاں یکے شد
دو چہرا ز دو سو سر بر آرد و اندور	زمین زراں دو ابر در افشاں یکے شد
پسر بادشاہ و پدر نیز سلطان	کنوں ملک میں چوں سلطان یکے شد
زہر جہاں داری و بادشاہی	جہاں را دوشاہ جہاں بناں یکے شد
یکے ناصر عہد محمود سلطان	کہ فرہنش در چار ارکاں یکے شد
دگر شہ محسن جہاں کی قبادے	کہ در خطبش ایران و توران یکے شد
بدیو و پری گوئے باد کا نیک	دو دوا رث بلکب سلیمان یکے شد
کنوں روئے در چین نیار نہ ترکاں	بہند و ستاں چوں و خاقاں یکے شد
بروں شد دوئی از سر ترک و ہندو	کہ بہند و ستاں با خراساں یکے شد
بصد میہانی صلا و دعام	چو بر خوان شاہی دو مہماں یکے شد
خان جہاں کو قطع او دھ کی حکومت ملی	امیر صاحب اسی مثنوی میں فرماتے

گیا تو امیر صاحب ترک ملازمت کر کے دہلی واپس چلے گئے بعد ازاں قہان
ملک سلطان محمد خاں کے پاس دربار طمان میں رہے جس معرکے میں سلطان
محمد خاں شہید ہوا خسرو امیر مغل ہو گئے اس قید سے کسی طرح رہا ہو کر دہلی آئے
پھر اپنی والدہ اور عزیزوں کے ساتھ پٹیاں چلے گئے دروہاں اس زمانے تک
مقیم رہے کہ سلطان معز الدین کی قیادت تحت نشین ہوا اور اس نے امیر صاحب کو دہلی
بلایا لیکن اس اندیشے سے کہ ملک نظام الدین ان کا مخالفت تھا دربار معزی میں
جانا خلافت مصلحت سمجھا اور اس خطرہ سے بچنے کے لئے عاتق خاں خان جہاں کے
پاس چلے گئے اور اس کی مذہبی اختیار کر لی۔

عاتق خاں خان جہاں سلطان بلبن کا مولا زادہ اور نامور سردار تھا۔ یہ امر
تحقیق نہیں ہوا کہ جس وقت خسرو خان جہاں کے دربار میں گئے تو وہ کہاں تھا؟
اور کس عہدہ پر تھا؟ قیاس غالب یہ ہے کہ وہ اودھ ہی میں کسی عہدہ پر تھا اور
اودھ کے مجمع میں وہ اور اس کے ساتھ خسرو بھی موجود تھے قصیدہ خسرو میں ایک
قصیدہ ہے جو دربار اودھ کی تنقیت میں لکھا گیا ہے اس قصیدہ سے بھی ظاہر ہوا
اور خسرو کا اس موقع پر موجود ہونا قرین قیاس ہے۔

سلطان ناصر الدین اور کیتا بدکی دوسری ملاقات کے ذکر میں امیر صاحب
فرماتے ہیں۔

صفت حریفان زرد و جانب نظام ہر یک از ایشاں ملک نامدار

میں بیقرار تھا مگر خانِ جہاں کے احسانات نے اُن کے لب پر مہرِ خاموشی لگا رکھی تھی۔

آخر کار خانِ جہاں سے والدہ کی تاکید اور اپنی حالتِ عرض کی اُس نے بخوشی دل جانے کی اجازت دیدی اور دو کشتیاں اشرفیوں سے بحری ہوئی بطور زادراہ پیش کیں۔

من زپئے شرمِ خداوندِ خویش	رفتہ زجاسے خودِ پیوندِ خویش
مادِ من پسیر زنِ بھو سنج	ماندہ بدلی ز فراموشِ بربنج
روز و شب از دوریِ من بیقرار	سختِ داغِ من خامِ کار
در غمِ داری ز جدا ماند غم	نامہ نویاں زپئے خواند غم
گرچہ دلم ہم ز غمِ بود ریش	چند گئے راہِ ندامتِ بخویش
چوں کشتِ سینه ز غایتِ گذشت	یاعشہ دل ز نہایتِ گذشت
حالِ خود و نامہ اُمیدوار	باز نمودم بچند اند گار
داد اجازت برضا سے تمام	تا نسیم اندر رو مقصود گام
منبرِ رہم ز اں کتبِ دریا	گرم رواں کرد و کشتی زرا
تا زچنان بخششِ مفلسِ پناہ	شکر کناں پاسے نہادم براہ

خسرو کی روانگی | اب خسرو کمرِ ہمت باندھ کر اودھ سے چل کھڑے ہوئے۔ غمِ ماؤ اور دلی پہونچنا | زادِ سفر ہے اور شوقِ وطن برقعہ راہ چلتے چلتے ایک سینے

ہیں کہ جب لشکر کی قیاد اودھ سے واپس چلا اور گنت پور کی حد میں پہنچا تو
خان جہان کو اقطاع اودھ کی حکومت عطا ہوئی خسرو تو پہلے ہی سے اُس کے
ملازم تھے اور وہ ان کا بڑا قدردان و محسن تھا اس لئے اُس کے ساتھ اودھ
میں رہنا پڑا۔

باغ فتح دریاں را دور	سایہ نشاں شد بحد گنت پور
خان جہاں حاتم منس نواز	گشت باقطاع اودھ مہ فراز
از کتب جو دو کرم حق شناس	کرد فراہم سپہ بے قیاس
من کہ بدم چکر او پیش از اس	کرد کرم انچہ کہ بد پیش از اس
تاز چاں بخشش خاطر فریب	بند و شدم لازمہ آن کیب
در او دم برد زلفے چاں	کیست کہ از لطف آباد غناں
غربت از احسانش چنانم گذشت	کم وطن اجل فراموش گشت
دراودہ از بخشش او تا دو سال	پہنچ غنم و مالہ نبود از مال

خسرو کی رخصت | امیر صاحب کو وطن سے جدا ہونے قریب دو سال کے
ہو گئے تھے مادر مہربان اُن کے فراق میں بے تاب تھیں
دربار خان جہاں سے | یہیم خطوط بھیجتی تھیں کہ جلد آؤ اُن کا دل بھی وطن کی یاد

لے اس شعر میں قیام اودھ دو سال بیان کیا ہے لیکن یہ عرصہ کی قیاد کی روانگی کے بعد سے اگر شمار کیا
جائے تو حساب بالکل ملتا ہے البتہ ملنے سے دو سال شمار ہو سکے ہیں جبکہ خسرو خان جہاں کی
ملازمت میں داخل ہوئے ہیں ۱۶

خسرو دربار خسرو شعرا کو دتی ہو پچھ دو ہی دن گزرے تھے کہ سلطان
مغزی میں مزالدین کی قباد کو اُن کے آنے کی خبر لگی فوراً حاجب سلطانی
دوڑا آیا کہ چلے حضور نے یاد فرمایا ہے۔

یہ اُٹھے اور چلے کی تیاری میں مصروف ہوئے اسی رواروسی میں ایک
مرحہ قصیدہ بھی مرتب کر لیا۔

مجلس خانہ سلطانی میں پہونچکر آداب بجالائے مگردال میں دھڑک پڑتی رشتہ
اس خیال سے کہ پٹیلی میں جو فرمانِ طلب پہونچا تھا اُس کی تعمیل نہیں کی تھی ہنیر
قصیدہ حبیب سے نکالا اور بلند آواز سے پڑھ کر سنایا۔

قصیدہ

منت ایزدرا کہ شہ بر تخت سلطانی نشست	درد ماغ سلطنت باد سلیمانی نشست
شہ مغزالدین والد دنیا کہ ازدیوان غیب	نام او برنامہ دولت بعنوان نشست
کیقباداں گو ہر تاج کیاں کز زخم تیغ	باج ازاہراں بستہ بر تخت قرانی نشست
بخت را بنمود کایں پیشانی دولت کرستہ	تاج زرمیش کہ براباس پیشانی نشست
قصہ دریا نگر بر گرو ہوا لاسے خویش	تا بگستاخی چہا بر تاج سلطانی نشست
بر سرش چون سائبان شہ چتر می گفت آساں	سایہ را دیدی کہ باخورشید قرانی نشست
تیز تر توند عالم دیدن اکنوں آفتاب	چوں ز چترش علیے دخل سلطانی نشست
انس و جان از مہر گزوں در خیال افتادہ اند	مہر او تا در خیال انسی و جانی نشست

میں دلی پہنچے وطن کے درو دیوار کو دلچکھ اور دوست آشنائوں سے لکر
دل باغ باغ ہوا۔

پیاری اماں کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ اُس غم زدہ نے درو کو پیار کیا
کیلچ میں ٹھنڈک پڑی۔ بیٹے کے بخیر و عافیت پہنچنے کی منت مان رکھی تھی اب
مراد پوری ہوئی تو وہ منت بھی پوری کی۔

شوق کشاں کر دگر بیان من	گریہ زدہ دست بد اماں من
حائل خوں کر دشمنم مادر	زاد ہیں بود براہ اندرم
قطع کناں راہ چو پیکان تیز	بلکہ چو تیر آمدہ اندر گریز
یک مہ کامل یکشیدم غناں	راہ چنیں بودوش آچنخاں
ہم چو مہ عید خوش و شاد بہر	در مہ ذیقعدہ رسیدم بشر
خندہ زناں ہجو گل بوستان	چشم کشادہم بر بخ دوستاں
منج خزاں دیدہ بہستان رسید	تشنہ بہر چشمہ حیواں رسید
مردہ دل از حال پریشان خویش	زندہ شد از دیدن خوشیاں خویش
دیدہ نادوم ہزار ان نیاز	برستدم مادر آزریم ساز
مادر من خستہ تیمار من	چوں نظر انگند بدیدار من
پردہ ز روئے شفقت بر گرفت	اشک فشاں بہ سرم در گرفت
داد سکونے دل آشفہ را	کرد و فائدہ پذیرفتہ را

خاستم دیرگ شدن ساختم محمد تے تازہ سپر و اختم
 رفتہ و زخار و نہاد مہنچاک تن ادب آموز و دل اندیشک
 نقش طسیر ز پدہ کشادم زبند کر و شش انشا و بیانگ بلند
 شہ چو در چسید و من دیدہ تر مہر و ہمید از نڈ ماسے دگر
 داد با سان بہی بردم چاگی خاص و دود پرہ دیم

کیقباد کی فرمائش | جب بادشاہ اپنے بل و کرم سے خسرو کو ممنون کر چکا تو ان کے کمال سخوری کی ستائش کے بعد کہا کہ تمہارے فن سے

ہماری بھی ایک غرض متعلق ہے اگر تم مسکد سخن کرو تو ہماری خواہش پوری ہو سکتی ہے۔ پھر ہم بھی اس کا اتنا صلہ دیں گے کہ آئندہ طلب مال و زر سے بے نیاز ہو جاؤ۔ خسرو نے عرض کیا کہ حضور والا! میں تو یہی ٹوٹی پھوٹی فارسی جانتا ہوں اگر اس سے وہ غرض پوری ہو سکے تو میں اپنی خوش قسمتی سمجھوں گا۔ سلطان نے کہا: "میری خواہش یہ ہے کہ تم کلیف گوارا کر کے میری اور میرے باپ کی ملاقات کا حل اور جو ماجرا میرے اور ان کے درمیان گذرا ہے ایسی سحر بانی سے نظم کرو کہ باپ کی مفارقت جس وقت محکو پریشان کرے وہ نظم پڑھ کر دل کو تسلی دے لیا کروں۔"

اتنا کہ کر خازن دولت کو اشارہ کیا وہ خسرو کو اپنے ساتھ لے گیا اور اشرافیا اور خلعت شامانہ دیا۔

گفت کہ "تمہیں سخن پرور! بق ریزہ و خور خواہیچہ! تو دیگر

تاغبار با پایش چشم جابل را سرمد داد
 خاک را بر منبت ہر دید و تابانی نشست
 از زبان تیغ تا از ہر سر بہ شانہ ساخت
 در سر ہر کس کہ بد موسے پریشانی نشست
 روز ہجاء از خیال ناوک ترکان داد
 نیسانی در دل شیر نیسانی نشست
 در دل بد خواہ پیکانش کہ از خون لعل نشست
 گوئیاد رنگ خوار اصل پیکانی نشست
 ابر دستا داد و دوست خدایے چو آب
 تاغبار کا فرزند راہ سلمانی نشست
 چون بہ تخت سلطنت بنشستی از حکم ازل
 ابد بنشین کہ آنجا ہم ہمیدانی نشست
 نان کمر ہے وضع کن تو بر بستہ خلق
 ہر بزرگے تا کمر دگر ہر کانی نشست
 ابر صد بار آبرو سے خویش را بر خاک نخت
 پیش ابر دست تو کا نہر در افشانی نشست
 برد قصر چو پردوس نورضوان بہشت
 شاخ طوبی را عصا کرد و دیرانی نشست
 دید قصر شاہ را با برنج جو زاہم کمر
 بندہ خستہ و چون عطار در شاخانی نشست

چشم تو بیدار دولت یاد تا از خون نخت!

جملہ بیداراں بخیند و تو بتوانی نشست

بادشاہ کو ان کا کلام ایسا پسند آیا کہ تمام شعراے دربار اس کی نظر میں ٹھیکے
 پرستے از راہ بندہ پروری ان کا وظیفہ مقرر کیا اور دو بد سے درم کے نقد عنایت فرما
 اور اپنے تہذیبان خاص کے زمرے میں منک کر لیا چنانچہ فرماتے ہیں

بعد دو روز سے کہ رسیدم ز راہ
 ز آہ نم زد و خبر شد بشاہ
 حاجے آہ بشتا بندگی
 داد نویدم بعت بندگی

کنج غزت اختیار کیا اور سب سے مل جلنا چھوڑ دیا۔ یار مددگار تھے تو یہی قلم
دوات اور کاغذ ۲۶ سال کی عمر تھی اور مستکرمین کا دریا جو ش و خروش پر تین
مہینے تک شب و روز محنت کر کے فتویٰ کا خاکہ کھینچ لیا اور تین مہینے اُس کی کتابت
و آرایش و پیرایش میں صرف کئے۔ غرض کہ چھ مہینے میں اس فتویٰ کو سلطان مراد الدین
کیفباد کے مطالعہ کے قابل بنا دیدہ مضان کا مینہ تھا اور ششہ

از درِ شہ با ہمہ شہر مندگی	آدم اندر وطن پسندگی
ختم شدہ از بارِ گنہ گردنم	فرض شدہ خدمت شہ گردنم
گوشہ گرفتہ ورقِ دل بدست	عقل سراپیمہ دانندیشہ مست
روئے نمناس کردم از اہنا جنس	نئے عظیم بلکہ خود از جن دانس
آپ معافی تو لم ترا و زود	آتش طبعم بعلم داد و زود
چوں بتوکل شدم اندیشہ سنج	سینہ خاکیم بروں داد گنج
ہمت مردانہ بدستم بکار	ریختم از خامہ دیر شاہو
باز نیامد عظم تا ستہ ماہ	روز و شب از نقش پدید و سیاہ
آز دل کم ہنر و طبع مست	راست شد این چند خطِ نادرت
ساختہ گشت از روشِ خامہ	از پس شش ماہ چتیں نامہ
در رمضان شد بیعادت تمام	یافت قرآن نامہ سعید نام
انچہ بتایخ ز حیرت گذشت	بود شش صد و ہشتاد و ہشت

از دل پاکت کہ ہنر پر درست جہت مارا طلبے در سرست
 گریو دریں فن کنی اندیشہ چست از تو شود خواستہ من درست
 خواستہ چندانست رسانم ز گنج کز پے خواہش زبری مچ برنج
 گفتش لے تا جو رہم جناب ! بخت ندیدہ چو تو شب بے خواب
 من کہ بوم داعی مدحت طراز تا چو تو سے راہن آید نیاز
 مانج نہ از گل طلبہ رنگ و بو سے ابر نہ از قطرہ بود آب جو سے
 حاکم از طبع کرد فکر سست نیست مگر پارسی ناد رست
 گر غرض مشاہدہ بر آید بہاں دولت من رو سے نماید بہاں
 گفت "چناں باید ماسے سحر سجا" کز پے من رو سے نہ پچی زربنج
 جسم سخن را بہنر حباں دہی شرح ملاقات دو سلطان دہی
 نظم کنی حبلہ بسحر زباں قصہ من با پدر مہرباں
 تا اگر مہمبہ در آرد ز پاسے آیدم از خواندن آں بجایے
 ایں سخن گفت و بگنجور جو د از نظر لطف اشارت نمود
 برد مرا خازن دولت چو باد تہر ز رو غلت شاہ سیم دا

تصنیف ثنوی چونکہ یہ الطاف شاہانہ بغیر سابقہ خدمت تھے اس لئے خسرو
 شرمندہ احسان ہو کر بارگاہ سلطانی سے اپنے گھر آئے اب تو

جو خدمت سپرد ہوئی تھی اس کی بجا آوری فرض ہو گئی۔

تین ہزار نو سو چالیس بیتیں ہیں۔ نشانیں سے درخواست کی ہے کہ ان میں سے کوئی بیت کم نہ کریں کیونکہ اس شخص کو بڑی تکلیف ہوتی ہے جس کا منہ زہ گم ہو جاتا ہے۔

من چو نگردم عدوش از سخت گم شد و سرمایہ نماندش درست
گشت ضرورت کہ کنونش بقتہ بستم و دادم با بیان نقد
آچو دریں بگری اسے ہوشمند! بیش و کش باز شناسی کہ چند
وز جس باز کشالی شمس نہ صد چار و چل و سہ ہزار
خواہش از خامہ تان گزین آنکہ نگرد و رفتی کم از میں
زانکہ خراشیدہ مردم بود آہ کس بکس خلشن گم بود
اس بیان سے یہ بھی ایک نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ خاتمہ اختتام ثنوی سے ایک مدت بعد لکھا گیا ہے۔

وصف نگاری | وصف اشیاء کی نسبت کہتے ہیں کہ ”کبھی کبھی میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ صفات اشیاء بیان کر کے اس کا نام بھیج دو صاف رکھوں طرز سخن میں یہ ایک نئی ایجاد ہوگی چنانچہ اس ثنوی کے ضمن میں وہ خیال پورا کیا ہے آئندہ اس مضمون پر قلم اٹھانے کا ارادہ نہیں ہے۔
بود و راندیشہ میں چند گاہ ق کردل داندہ حکمت پناہ
چند صفت گویم و آیش و ہم مجمع اوصاف خطابش بہم

سال من امر دز اگر بر رسی راست بگویم ہمہ شش بودی

زیر نطا آراستہ بکریں چو ماہ باد قبول دل داناے شاہ

خاتمہ مثنوی | خسرو نے اس مثنوی کا ایک طولانی خاتمہ لکھا ہے جو مختلف

مضامین پر مشتمل ہے۔ اُس کے مطالعہ سے اس مثنوی کی نسبت اور

حضرت خسرو کی عادات و اخلاق کے بارے میں بعض مفید معلومات حاصل ہوتی ہیں۔
ان معلومات کا ذکر ہم ذیل میں کرتے ہیں:-

اپنی محنت | اس مثنوی کی تصنیف میں خسرو نے جو محنت اٹھائی ہے اُس کا ذکر اس

طرح کیا ہے کہ یہ مضامین میں نے خون جگر پی کر اور پیشانی کا پسینہ

بہا کر پیدا کئے یہ مجھ کو ایسے عزیز ہیں کہ کبھی ان کو جگر میں رکھتا ہوں کبھی پیشانی پر لگتا

دیتا ہوں۔

کس چہ شناسد کہ چہ خونِ زہم کایں گہ از حقہ بر آورد و ام

ساختہ ام ایں ہمہ لعل و گہر از خوں پیشانی و خونِ جگر

ما ہم از فکر ت پناہ نیش گہ بجگر گاہ یہ پیشانی ش

تعداد اشعار مثنوی | اس مثنوی کے اشعار کی نسبت فرماتے ہیں کہ میں نے نول

بار گنتی نہیں کی تھی ان میں سے کسی قدر کم ہو گئے ہیں اب

حساب کر کے امانت دار لوگوں کو ایک مثنوی سپرد کر دی ہے اُس کے مقابلہ سے

کی دینی کا اندازہ ہو سکے گا۔

آگہ در اور سخن آوازہ بیش زخم زناں بروے زاندا زہ ہوش
 ہر گل و خارے کہ رسد زیں خیل سے خوش ازاں گردم و ذرہ خیل
 ہر چہ تائیش کندم مرد ہوش گرچہ بود راست نیارم بگوشت
 زانکہ چوزیں فن حبسہ و رافتم ترسم ازیں مرتبہ دور افتم
 چرب زبانی نبود سود مند طفل بود کش بغری پسند
 آنکہ شناسندہ این گوہرست گر ہمہ نفس کندم در خورست

حساد کا ذکر | خسرو کی شہرت اور کلام کی خوبی دیکھ کر جو لوگ جلتے مرنے لگے
 ان کا ذکر بھی نہایت ٹھنڈے دل اور حکیمانہ انداز سے کیا ہے۔

باز کے راکہ حسد رہ زند زخمہ دریں رہ نہ یکے وہ زند
 گر مثل صد ہزارم زغیب بیچ نگاہے کند جز بعیب
 صد سخن راست نگیرد بیچ یک رقم کز کند انگشت بیچ
 گر بہ ازیں ہست گھر مفتش عیب بود عیب کساں گفتش
 در کم ازیں مایہ رسیدش زغیب طفل روماست نہ طفل چہ عیب

مح گوئی سے بیماری اور | خسرو شعرا کے دور مغزی کے امر پر سختی کے ساتھ
 محکمان زمانہ کی شکایت لے دے کی ہے۔ مگر کسی خاص شخص پر حملہ نہیں کیا
 بلکہ عام شکایت ہے۔

تاریخ سے بھی ثابت ہے کہ اس عہد میں اکابر و معارف اور شریف انفس امرا

مگر میں تازہ مضامین زبان پر لاسکتے اس لئے ڈرتا ہوں کہ لوگ سنتے ہی چوری کر لیتے ہیں اور تلفت یہ کہ خود مجھ سے ہی اس کی وچا بہتے ہیں میں شرقات ہوں اور ان کی تعریف کر دیتا ہوں مگر وہ چور ہو کر بھی ذرا نہیں شرماتے یہ

ہر صفتے را کہ برانگیختم

شعبہ تازہ در درختم

مور شد بر شکر خویش بس

در تروم دست بکھولے کس

دزدیم حنا نہ بر دیگرے

خاند کش دہ زور دیگرے

ہر چہ کہ اول دہ بکنوں کشم

زہرہ آن نیست کہ بیرون کشم

زانکہ نگہ می کنم از ہسر کراں

ایں نیم نیست ز غارت گراں

دزد تلخ من و با من بچوش

شال بزین آوری و من بچوش

نقد مرایش من آرند راست

من کنم احسن کز آن شامت

شرم نذرند و بخوانند گرم

با من و من ہیچ نگویم شرم

حرف کہ شان دزد من از شرم پاک

حاجب کا ما من و من شرم پاک

معارضین کا ذکر | خسرو نے اپنے معارضین کا ذکر نہایت سنجیدگی و تحمل کے ساتھ کیا ہے۔۔

آنکہ بقصان خیال مند

جلو گواہان کمال مند

برہنہ آید ہمہ با گفت و بس

بے ہنراں را نکند یا کس

در سخن فستہ ہمہ با چہ چہ

چوں سخن نیست پویند؟ ایچ

ہشت نجوم نہ پنا ہے ز کس چوں بجا دہ کم رو سے دس

مثنویاتِ نظامی | امیر صاحب خواجہ نظامی گنجوی کو صفتِ مثنوی کا استاد
کی شنا و صفت | کامل مانتے ہیں اُن کی مثنویات کی خوبیوں کے معرفت
ہیں اور اپنے لئے بہتر طریقہ نظامی کی تقلید خیال کرتے ہیں

دور ہو جس مثنویت در دل ست حل کئے ایں بر تو کہ بس مشکل ست

دور رو شے کز تو نیاید مرو گفتِ بدم مثنو و نسی کو شنو

نظمِ نظامی بہ لطافت چو دروزد در او سر بسر آفاق پر

پختہ از و شد چو معانی تمام خام بود پختن سودا سے خام

بگذر از ایں خانہ کہ جا سے تو نیست دیں رہ باریک بہ پاستے تو نیست

گفتہ اورا شنو و گوش باش گفتِ مرا شنو و خاموش باش

سحر و رائے کہ در و دیدہ اند خاموشی خویش پسندیدہ اند

مثنوی اورا ست مثلے بگو بشنوش از دور و دعا سے بگو

دور ہو ست می گزارد عنایں می کشت دل بخیال چنایں

کوشش اُن کن کہ دیر اوتنگ زان گل تر بو سے دہندت نہ رنگ

سوز سخن را نہ بہ خامی طلب پنجگیش ہم ز نظامی طلب

و ملوک غلت گزین ہو گئے تھے مغلے دون بہت اور جوہ طلب بادشاہ کے
مقرب اور کاروبار میں ذیل تھے یہ صاف گوئی خسرو کی دلیری اور انطوائی جرات
کی تین دلیل ہے۔

گرمی دل نیست چو حاصل مرا	سرد شد از آب سخن دل مرا
تاکے دین شیوہ بہنگے شوم	بے غرض آماج خدمتے شوم
نام گدا کے کفر اسکندر سے	خلعت عیسیٰ فلکیم پر خر سے
مختشانہ دریں روزگار	مس بزرگدودہ ناقص عیار
کو ردل از دولت و کوتہ نظر	دولت شان از دل شان کو تر
گوش گرا نے ہم ناموس ہے	سعدوش دروں صفت تنگ ہے
بے کرے نام فردوسی کمند	بے گھرے مرتبہ کوشی کمند
خوردہ برویش نیار پیش	میش رسانند بانجا کہ بیش
گر برسانند دشل بر گدا کے	یک درے وہ طلبند از خدا کے

پھر اسی سلسلہ میں فرماتے ہیں :-

ایں سخن چند کہ بخواست ست	شاعری نیست بمرامت ست
لیک بخواہش چو مرامیت راہ	بز بختن یا پیر بادشاہ
بر چہ گنجیم ز کے پاک نیست	زہر نخوردن غم تریاک نیست
نیست آں دارم از میں پس بداز	کز دہشتہ نیز شوم بے نیاز

امیر صاحب خود اپنی طرف سے خطاب کرتے ہیں۔
 ایک اگر نپہ من آری بگوش مصلحت آنست کہ مافی محوش
 چل شد و در چنبت آنست پیش میں پیش کہ آنفی شست
 نوبت تو بہت گرانی مکن سے بہ پیری ست جوانی مکن
 لیکن اس خاتمہ کا آخر صفحہ (جہاں اس مثنوی کی نسبت چند دعائیں ملتی ہیں
 اوسلطان کیتباؤ کے حضور میں اس کی مقبولیت اور شہرت کی توقع غائب کی ہے)
 خاتمہ کی نسبت پھر الجھن پیدا کرتا ہے:-

بار خدایا! من غافل بہ راز ن این رقی سادہ کہ بستم طراز
 کر چہ کہ امر و ز جمال من ست عاقبت الامر و بال من ست
 عفو کن آن کہ غفلت تویت توبہ وہ از ہر چہ برکت تویت
 چون تو شد ایس ہمہ ناخیر چیز ہم تو کنی در دل خلق غریز
 عیش ساں بہ کین من اند بے ہزاں جملہ بہ کین من اند
 تو کہرم عیب من عیب کوش در نظر عیب شناساں پوش
 ہو کہ برآرد بہ جنیں نامہ نام بردیشہ خدمت من و ہلنام
 یہ اخیر شعر اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ ابھی سلطان کیتباؤ زندہ ہے۔ تو یہ اسی
 زمانے کی تحریر ہے جب کہ مثنوی لکھی گئی ہے۔
 ان اختلافات سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ خاتمہ کا آخر صفحہ مثنوی کے

سوزِ تکلفِ خس و خاشاکِ کثرتِ پاشنی سوزِ تنگناں، بیدارست

غزلِ سعدی کی ثنا و صفت | امیر صاحب صنفِ غزل میں سعدی کے
مقتدٰ مراح اور مستلذہ ہیں۔

وہ غزلت یادِ جوانی و حسدِ ناز و خوشی طبعِ نشانی و حسد

تن زنِ ازاں ہم کہ کساں گفتہ اند | ہر چہ تو گوئی بہ ازاں گفتہ اند

نوبتِ سعدی کہ مبادا کہن ! | شرمِ ہزاری کہ بگوئی سخن

اس خاتمہ کی تصنیف | اگر مصنف نے کچھ تصریح نہ کی ہو تو عام دستور کی مطابق

یہ ہی خیال کیا جائے گا کہ خاتمہ کتاب اور اصل

کا زمانہ

کتاب کی ترویج کا ایک ہی زمانہ ہے۔ لیکن (تقدیر)

ہم شعراءِ مثنوی کے عنوان میں ہم اپنا شبیہ ظاہر کر چکے ہیں کہ یہ خاتمہ

مثنوی سے ایک عرصہ بعد کا معلوم ہوتا ہے۔

آگے چل کر ذیل کے اشعار صاف صاف ظاہر کرتے ہیں کہ اس

وقت خسرو کی عسرہ پلین سے گزر کر پچاس تک پہنچ گئی ہے مثنوی

کئی عقی پچیس سال کی عسرہ میں۔ تو خاتمہ چودہ برس بعد

کا ہوا۔

ثنوی کا حلقہ موعود دینے سے باز رکھا۔ اگر دیا ہوتا تو خسرو علیہ الرحمۃ اُس کا ذکر
شکریہ کے ساتھ دیا چہ غزۃ کمال میں ضرور کرتے جہاں سلطان کی قیادت کی وقت
کا تذکرہ کیا ہو۔

کلام پر ایک نظر

اب تک ہم نے اس ثنوی کے اصل قصے، وراثت کے متعلقات پر نظر کی ہے۔ ابھی اس
ثنوی کی نظم و ترتیب اور محاسن کلام کا مطالعہ کرنا باقی ہے یہ کام اب شروع کرتے ہیں **الفنی**
اس ثنوی کی ترتیب میں چند خصوصیات ایسی ہیں جن
خصائص ثنوی | شعرے عجم کی ثنویات خالی ہیں لیکن یہ خصوصیات لازماً
ثنوی میں شمار نہیں ہو سکتیں۔ بلکہ یہ خسرو کی جدت آفرینی ہو کہ اس ثنوی کو
دلاویز بنانے کی غرض سے اختیار کی ہے۔

(۱) نظم عنوان (۲) تضمین غزل (۳) وصف ہشیا

ثنوی میں اکثر قصص، تاریخ، اخلاق، تصوف یا کوئی خاص بیان کیا جاتا
نظم عنوان | ہر اور جب مضمون طویل ہوتا ہے تو اُس کی تقسیم فصول اور ابیات داستانیں
کیجاتی ہے اور ہر فصل یا داستان کا عنوان شعر میں ہوتا ہے۔ یہ قدیم دستور ہے۔ مگر خسرو نے اس
ثنوی میں ہر داستان کا عنوان بھی نظم کیا ہے۔ اگر کل اشعار عنوان جمع کیے تو
ایک تھیسہ ۳۰ شعر کا مرتب ہو جائے گا جس کی بحر ثنوی کی بحر سے مختلف
ہو اور بحر ایسی اختیار کی ہے جس میں مضمون عنوان کی گنجائش بخوبی ہو سکتی ہے چند

ساتھ ساتھ لکھا گیا اور پہلا جمعہ بعد میں اضافہ کیا ہو گا جب کہ خسرو علیہ الرحمۃ کی عمر ۵۰ سال کی ہو گئی تھی۔

کیقباد کا انجام ایک قبا جب اودھ سے روانہ ہوا تھا تو باب کی نصیحتیں چند روز یاد رکھیں رگ رنگ کی تعطیل کر دی تبلیج و مصلحا بنھالاکر باب نشاط کی فوج قہر و لشکر کے ہمراہ چلی آتی تھی جس نے ہفتہ عشرہ ہی میں سلطان کو غنیمت کر لیا اور اثنا سفری میں توبہ ٹوٹ گئی ہے

آفت نہ ہو تو بہ شد ترک شرخا برین یار گرا دست کے بود توبہ و زبدا برین
دلی میں سامان شوق کی کیا کمی تھی جو مشاغل پہلے تھے وہی اب تھے
اس ندی و بادہ خواری نے عین جوانی میں اس کو پیرنا توں بنا دیا۔ عوارض
جسمانی لاحق ہوئے۔ آخر کار لقوہ اور فالج نے اس کو حرکت سے معذور کر دیا۔
کچھ عرصہ تک علاج ہوتا رہا۔

اول ششہ میں دم واپس آ پھنچا اور اس کی عبرت انگیز شمع زندگی
کل ہو گئی اور سلطنت بھی ہمیشہ کے لئے ترکوں کے خاندان سے غلیجوں میں
منتقل ہو گئی۔

یہ مشنوی کیقباد نے بڑے شوق سے تصنیف کرائی تھی معلوم نہیں
اس کی تیسرے حصہ کی تصنیف ہوئی یا نہیں۔ غالباً مرض الموت کی تکلیفات نے اس کو

شروع کر دیتے ہیں۔

تضمین غزل | خواجہ نظامی سکندر نامے کی دوستانوں کے آخر میں دو چار شعر خیالی ساقی کی مخاطبت میں لکھتے اور اس سے بادہ و پیا نے

کی خواہش کرتے ہیں خسرو نے سلطان کی قباد کے اصلی ساقی و معنی سے کام لیا ہے اور اسی کے ساتھ ایک عالیہ غزل بھی تضمین کی ہے۔
ثنوی میں غزل کا اضافہ :-

دو تین غزلوں کے اشعار تو اصل قصے کے ضمن میں ہم لکھ چکے ہیں چند دیگر غزلوں کے چیدہ اشعار مع ساقی نامہ و معنی نامہ یہاں نقل کرتے ہیں :-
۱۔ فصل دے یعنی موسم سرما کی صفت کے بعد ایک غزل اپنے حسب حال کسی ہر جس کے مقطع میں حسن طلب بھی ہے :-

چاکر او گشتہ سکندر بہ رزم ساقی او خضر بہنگام بزم
بندہ زیادش بہ حال شاہ دیں غزل از حال نش داویاد

غزل

شد ہوا گرم کنوں آتش و دھماکہ کجاست بادہ روشن رخسار دل خواہ کجاست
آتش اینک دل و گوگرد خونیں تین خرکہ گرم روئے ماہ بخرگاہ کجاست

کتنا مضمون اس شعر میں کھایا ہے! یعنی میرا دل سوختہ آگ بن گیا ہے اور خون کے آنسو میرے لئے بجائے شراب ہیں اور میرا جسم گرم خیمہ کی مانند ہے مگر افسوس ہے

اشعار عنوان بطور نمونہ نقل کئے جاتے ہیں ۷

شکر گویم کہ بتوفیق خدا ونا جہاں	بر سر نامہ زحید ہوشتم عنوان
نام ایس نامہ والا ست قرآن السعید	کز بلندیش بسعیدین پہرست قراں
در تضرع بدر حق کہ گنہگار راں را	داو باران گنہ شوے ز عین غفران
نعت سلطانِ رسل آنکہ مسیحا بہش	پردہ داری ست فشتہ زیش و درو
وصف معراجِ پیمبر کہ لبش روشن شد	سہرا شمش زلف ریشک فشان
۵۔ در حثِ شاہ کہ ہمیش بفاک رفت چنانکہ	نقش آں داغ شد و تنگِ فلک بار بار
در خطابِ شہِ عالم کہ بسلبکِ خدش	آیم و این گہر خند فشانم ز زباں
۶۔ صفتِ حضرتِ دہلی کہ سواجِ اعظم	ہست منشورے از حر سا اللہ شام
صفتِ مسجد جامع کہ چنان ست درو	شجرہ طیبہ ہر سوے چو طوبی بچناں
صفتِ شکلِ منارہ کہ ز رفعت سنگش	از پے خنجر خورشید شدہ سنگ فشان
۱۰ صفتِ حوض کہ در قالبِ سنگیں گوئی	ریشہ دستِ فلک آبِ خضر صورتِ چاں

اس دسویں عنوان کے تحت میں اقل تو صفتِ شہر کی طرف باز گشت ہو جس کا بیان عنوانِ مغنم میں بھی ہو چکا ہو۔ علاوہ بریں کئی اور مضمون بلا عنوان میں مثلاً صفتِ مردمِ شہر کی قیاد کی تخت نشینی۔ ناصر الدین کی لشکر کشی اور دہ پر۔ اور یہ بات اور جگہ بھی پائی جاتی ہو کہ صفتِ نگاری کے بعد اصل قصے کو بلا عنوان

لے اشارہ ہو اس آیت کریمہ کی طرف جہاں اللہ ہی اسرفی بعد الذل لا من المسجد الحرام ۱۶
فلا اسرفی جو اس آیت میں آیا ہو اصل نہیں ہو جس کا مصدر اسراف ہے جس کے معنی ہیں برباد ہونا۔ انوں میں

من اندر خاک میدانش لکد کوپ تم گشتم
 بنوڑاں شمسوار من سر چلاں گری اڑ
 مسلماناں! نگہدارید چہارہ دل خود را
 کہ تیر انداز من مست است کیش کاغذی اڑ
 توفی دیوانہ دوش جانان کہ داری سایہ
 ولم دیوانہ ترا ز تو کہ آسیب پری دار
 مرا چوں صید خود کردی شفاعت میکند
 نمی گوید کش "لیکن سخن در لاغری دار
 بہ بدنامی بر آمد نام خسر و گر پیے دید
 نزدیک دہنی دارد کہ صد امن تری اڑ
 تردد منی کے معنی میں گناہ۔ یہی لفظ کواٹ کر مقدار گناہ ظاہر کی ہے اور
 یہ کمال خنوری ہے۔

۳۔ موسم خزاں کی صفت کے بعد

چنگ نوازیں بہ ہوا سر کشید
 چنگ نوازندہ نوا بر کشید
 گفت بر آہنگ نظاے تنگ
 ایں غزل نظر بر آواز چنگ

غزل

برگ یز آمد و برگ گل گلزار برفت
 سرخ روئی ز رخ لالہ گلزار برفت
 (پت ہجر کا موسم آگیا محل گلزار کا سامان رخصت ہوا لالہ اور نار کے پھولوں کی سرخی جاتی رہی)
 خون دل گرچہ کہ بسیار برفت اندک ماند
 صبر ہر چند کہ بود اندک و بسیار برفت
 (اگرچہ دل کا خون بہت نکل چکا۔ پھر بھی عورت باقی ہے۔ لیکن صبر توڑا بہت جو کچھ قادر ہو جاتا رہا)
 یعنی باکل نہیں رہا)

لے کیش و مذہب و تیران اس دوسرے معنی سے ایسا م کیا ہے "۱۱" ملے غلط ہے تنگ راگ کے
 بار کیس پر دے ۱۲

کہ اس خیمہ کے اندر مشوق ماہر و نہیں ہے۔
 دی ہی رفت ز بس دیدہ کہ غلیظ بجا گفت یارب کہ بچا پائے نغمہ راہ بکاست
 ۱۔ وہ کل جاتا تھا اور بہت سی آنکلیں فروش رہ بکنی تھیں بولا تھڑیا! کہاں پاؤں رکھوں؟
 ان آنکلوں کے جھوم میں تو رستہ ہی نہیں مٹا

مصرعہ آخر میں جو تعجب ظاہر کیا ہے وہ نہایت پر لطف ہے
 ماہ من! کور شد ایس دیدہ ز بیداری شب آخر از زلف نہ پرسی کہ سحر گاہ بکاست
 (صبح کے انتظار میں رات بھر جاگتے جاگتے ہماری تو آنکلیں چوٹ گئیں۔ آخر تو اپنی زلف سے
 کیوں نہیں پوچھتا کہ وقت سحر کہاں ہے؟ یعنی تیری زلف سیاہ سنے یہ اندھیر ڈال رکھا ہے وہ
 سر کے اور تیز ترخ تاہاں کھلے تو صبح نمودار ہو)

غرم حج دار و خسرو ز پئے تو بعشقت توشہ نیک غم دل بارگہ شاہ بکاست
 (خسرو کا ارادہ یہ ہے کہ کوچ کو جائے اور وہاں جا کر عشق سے توبہ کرے لیکن زاد راہ تو یہی غم دل
 ہے اس سے کیا گزارہ ہوگا، کوئی یہ تو بتا کہ بارگہ سلطانی کہاں ہے؟ (وہیں سے کچھ مانگ لے لکھا)
 ۲۔ جب کیتیا د کے لشکر کی تیاری ہو رہی تھی۔

جمہ عالم ہونا جو شیش خاطر خسرو بہ ثنا گو شیش
 ایں غزل از مطرب زو اصل یافتہ در گوش ہایوں قبول

غزل

سوار چاکب من باز غم لشکری دار دل من برد پار۔ سال با جادوی دار

اپنے آگے آگے لانا

ورجینش کدست بود خشنش ۵
ہم بچنا نش مست بز دمن آرخوش
من مست خوش حریفی اویم کہ آں لعل
سرخوش خوش شست دست خوش دہشیا خوش
سر و پیادہ خوش بود اندر چمن لعل
آں سر دمن پیادہ خوش ست سوار خوش
از دے خوش ست برنگنی بابر و ناز
وز خسر و شکستہ فغان باے زار خوش

۵۔ جس وز اسیرن مغل کا قتل ہوا ہو اور بادشاہ نے جشن منایا ہو یہ
غزل اس قصے کے ذیل میں قصید کی ہے وراثت کا مضمون مقتولین کی زبان
سے ادا کیا ہے۔

نور نشاط از افق جام تافت
شہ ز مے دے ز لبش کام تافت
باد ہمہ وقت بشادی و ناز
بادہ کش و خشم کش و بزم ساز
گفت ہی زہر و ہر بربز نش
ایں غزل تر ز زبان نش

غزل

تیغ بر گیر تا ز سر بر ہم
تیر بکشائے کز نظر بر ہم
آتشکارا بکش کہ تا بارے
ہم ز سر ہم زرد و سر بر ہم
وہ کہ شب در میاں کنم ہر دم
از تور و زکے کہ سہ سپر بر ہم

(سہ لڑکے! میں وزیر ہے ہاتھ سے نکال جاتا ہوں تو یہ کہتا ہوں کہ ب تو شب در میاں ہے)

۵۔ سرخوش جس کو قہور نش ہو۔ مست جس کو زاریا نش ہو۔ یہ مست جس کو بیت زیادہ نش ہو۔
۵۔ سر و پیادہ بچھونے کا سر و دست برنگنی۔ مونہ پھیرنا روٹھانا۔

ہرچہ از عقل فزون شد عجب عمرم جو جو اندرین غارتِ غم - جملہ بیک بار رفت
(عقل کا سرمایہ جو کچھ میں نے عمر بھر میں تنویر توڑا کر کے جڑا تھا اس غم کی لٹ میں دفن ہو گیا)
غارت ہو گیا)

۴۔ صفتِ بہار کے تحت میں۔

شاہِ دریں فصلِ بہشت گری با گل و میل بطرب گستی
مطبِ طبعِ نفس از نغمہ مست وین غزلش بردہ بے دل دست

غزل

آمد بہار و شد چمن و لالہ زار خوش و تے ست خوش بہار کہ وقتِ بہار خوش
وہ باغ با ترانہ لیل و یس ہوا مستی خوش ست بادہ خوش ست نہا خوش
مانیم و مطربے و شرابے و محرمے جاے ہریر سایہ شاخ چنار خوش
اے باد! کاہلی کن سوئے دست ماہ کن بامدین آں نگار خوش
فویل کے قلعہ بند اشار میں باد صبا سے و خوشست ہی کہ دو تو میرے دوست
کے پاس جا اور اس کو ہلا کر لا

چیزِ دگر گلوے وہیں گو کہ چمن نبرہ خوش ست آبِ خوش و جو بہار خوش
گر خوش کنہ ترا بعدیشے کہ باز گرد پیشش کن دیار - شوزینار خوش
و اگر میرا مجرب تجھ کو بت بنا کر خوش کر دے اور کہے کہ وہیں جا تو ہرگز خوش نہونا بلکہ اس کے

لے یہ بلکہ عاید ہر یعنی اس کو خوش مانی نصیب ہر فعلِ بہار، یہاں سے مخدوف ہر مثلاً تے دقت تو خوش
کہ قتل خوش کر دی

کی نہ جنگ میں شریک ہوا۔ خدا نے کھر بیٹھے اس بے وقوف بادشاہ کو فتح کی مسرت نصیب کی۔

۷۔ کیا کوس اور کیتباد کی ملاقات کے بیان میں یہ غزل تضمین کی گئی ہے

ہر چہ بہ مجلس غزلِ ترزند جملہ بنامِ شہِ کشورِ زند
بر در او مطربِ فرخندہ فال دورِ مباد از غزلِ از غزل
با خوشی دل چو شود باد و کش زیں غزلِ گوشِ گریشِ خوش

غزل

باغِ سایہِ بیدستِ آبِ رسایہ ازیں میں منِ جاناںِ خوابِ رسایہ
بسیاہِ خستہ دم ہے کہ یارِ آمد و رفت چہ خستہ کہ رسید آفتابِ رسایہ
چو پائے بند تو شد جانِ در آفتابِ لکے مسوزِ جانم و باز آفتابِ رسایہ
بگفتِ حسرتِ بکشانے رفتِ ناشنید حرفِ مطربِ چنگ و پربِ رسایہ

۸۔ جس دربار میں ناصر الدین اور کیتباد کی ملاقات ہوئی ہے اس بیان کے

آخر میں :-

چنگی اور عقلِ فراے جہاں عاقلہ عیش و نشاطِ شہاں
ایں غزلِ زتارِ ترنمِ سراے در سراوِ یافتہ چوں عقلِ سراے

لے غزل - جوانِ رعنا

یعنی اس وقت تو اپنی اہل کی بات کل دیکھی جائیگی

غم خسرو بگویت کہ اگر از رقیبان بے ہنر بر ہم

۶۔ جب خان جہاں مغلوں کو ہزیمت دے کر لاہور کی طرف سے واپس آیا ہو اور کیتا کو فتح کا قردہ سنایا ہو اس موقع پر یہ غزل تھین کی ہو۔

زاوَلِ رُوزِش بِلُطَبِ تَابِشَامِ دُورِ شَدِے زُکُفِ دَلِ بَہِ جَامِ

گاہ بہرِ جہرہ گہمی فشانند گاہ بہرِ زہرہ زہری فشانند

(کبھی شہزادے کے ایک گھونٹ پر کبھی راک کے ایک ترانے پر لوگوں کو زہر و جہرہ انعام دیتا تھا)

عمر ابد بادِ بعیش اندرش دینِ غل اندر لبِ خینا گرش

غزل

دُشمنِ ناکِ مینِ دل شدہ آں مہرِ بریدِ دلِ مَقصودِ خودِ المَنستہ شدہ برید

آد آں روشنی چشمِ دِباستِ قبائشِ مردمِ دیدہ دواں تا بسرہ برید

آد آں سادہ رنجِ بزمِ بیہوشِ زو آبِ بر سرِ تشنہ نگہ کن کہ چہاں چہ برید

گریہ بر سوزِ منشِ آد و بر سوزِ خکاںِ ایں چہ بارانِ کرم بود کہ ناگہ برید

خسرو اگر سدا بدِ بہشتِ ایں چہ عجبِ عجب آں میں کہ بہشتِ توالہ برید

مقطع کے مصرعہ اولیٰ کا مضمون اس حدیث سے ماخوذ ہے اہلِ الجَنۃ

بلہ یعنی اکثر اہلِ بہشت بھولے بھالے آدمی ہونگے۔

مصرع ثانی بادشاہ کی حالت کے مناسب ہے کہ نہ کہیں دشمن پر چہائی

آفت بد و توبہ شد ترک شرابِ مین
یار اگر اوست کے بود توبہ نوزد یا مین؟
چوں تو سوار بگری دیدہ گشتانِ کخم
خواہ قبول و خواہ رد نیست برینِ شامین؟
۱۱۔ خاتمہ مثنوی کے آخر میں :-

در نظرِ شاہِ مبادا، اکسن
ایں غزلِ ختمِ ہرین شد سخن

غزل

نامہ تمام گشت بجاناں کہ می برد؟
پیغامِ کالبدِ لبوے جاں کہ می برد؟
ایں خطِ پیرِ زہرِ بد لبِ کرمی دہد؟
دینِ ردِ سرِ بھر بدر ماں کہ می برد؟
مایم و شرطِ بندِ گیش یا ہزارِ شوق
ایں بندگی بھنرت ایشاں کہ می برد؟
گفتم مبادا گشت کہ دیوانہ گشتہ
اندوہ مورِ پیشِ سیلماں کہ می برد؟
گفتی "بھگاہ رہنِ خویش دل"
"دارم دے بکے کہ فرماں کہ می برد؟"
دردِ اکہ دل زخموں بیچارہ می رود
واسگاہ نے زبردِ دل آں کہ می برد؟

مثنوی میں قصیدہ | غالب مثنوی میں قصیدہ اور غزل کا پیوند گفنا حضرت
خرو نے بھاشا کی شاعری سے اخذ کیا ہے۔ حضرت کو
بھاشا کی شاعری میں بھی ایسی ہی دستگاہ تھی جیسی کہ

فارسی شاعری میں۔

بھاشا کا شعر آغازِ داستان میں ایک دہا یا چوبی یا چنڈ لانا ہو اور
ختمِ داستان پر کبھی کبھی سورِ ٹھاموزوں کرتا ہو اور اس رنگارنگی سے اس کا مقصد

غزل

خزم آں بخت کہ مشتاق بیارے برسد آرزو مند بنگارے بنگارے برسد
 لذت وصال نہ اندک کر آں سوختہ کہ پس از دوری بسیار بیارے برسد
 قیمت گل نشد مگر آں مرغ اسیر کہ خزان دیدہ بود پس بہارے برسد
 خسرو! یار تو گرمی نہ رسد خود مسکین بہر تسکین دل خویش کہ آئے برسد

۹۔ ناصر الدین اور کیتباد کی دوسری ملاقات کے ذکر میں :-

بادل آئینہ اسکندر شش ق باد و خون نگ صفا پر شش
 دوا مرا ایں غزل پر خیال بادل چوں آئینہ او جمال

غزل

ز سر کرتھ یکہ گزے بسے من کن بنایتے کہ داری نظم بسے من کن
 من از آرزویت مزم زلت پرچیت بان تبکلف از توانی شبے آرزے من کن
 منم دوسے دورے ز غمت چہا توان بز کوۃ تندرستی گزے بسے من کن

۱۰۔ کیتباد نے ایک در مجلس نشاط و حووم و حام سے آراستہ کی ہو :-

شاہ گراں سر زخمے خوش اثر باد! مباد شش گریں بسر
 دست بیک زخمے مطرب برود خود گراں سر خواب سرود
 مجلس ازین غزل گشت شست مست گراں سر شدہ بہر گشت

غزل

۲۴ صفت اسپان	۷- صفت شهر نو و مقبره نو
۲۵ شب	۸- فصل خزاں
۲۶ شمع	۹- فصل بهار ان
۲۷ چراغ	۱۰- موسم نوروز
۲۸ سیر بروج	۱۱- پتربریه
۲۹ اخت و طالع	۱۲- فصل
۳۰ یاده	۱۳- سپید
۳۱ قرابه	۱۴- سبز
۳۲ صراحی	۱۵- گل
۳۳ پیاله	۱۶- دورباش
۳۴ ساتی	۱۷- تیغ
۳۵ چنگ	۱۸- کمان
۳۶ رباب	۱۹- تیر
۳۷ ناله	۲۰- رایت لعل
۳۸ دف	۲۱- موسم گرما
۳۹ پرده	۲۲- خرنیزه
پرده شناسان	۲۳- کشتی

تقریب طبع ہو کہ ایک ہی مضمون پڑھتے پڑھتے جی اکتانہ جائے۔

حضرت امیر خسرو نے آغاز داستان کے لئے قصیدہ کا شعر اور خاتمے پر غزل کا التزام کیا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ جذبات طرازی نہایت لطیف و باغزوہ ہو مگر اس کی تقلید یک فنئے شاعر کا کام نہیں جو شاعر مثنوی، قصیدہ اور غزل ان ہر سہ اصناف میں یدِ طولی رکھتا ہو وہی خسرو کی تقلید کر سکتا ہے علاوہ بریں حضرت خسرو کو اس مثنوی کا مدوح بھی خوش قسمتی سے ایسا ہاتھ لگا ہے کہ ساقی و معنی و شاد و باد و وساغر کا ذکر محتاج تکلف نہیں بلکہ اس کی بزم عیش کا ایک معمولی ہنگامہ ہے۔ اتوری کی طرح خسرو کو یہ شکایت ہرگز نہ تھی کہ

نیت مشوقے سزاوار غزل

اس مثنوی کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اصل قصہ کے ضمن

وصف اشیا | میں اشیا کی وصف نگاری موقع بموقع اتنی کی گئی ہے کہ ان اوصاف کا حجم اصل قصہ سے بھی زیادہ ہو گیا ہو۔ اس کا اندازہ ذیل کی فہرست سے بخوبی ہو سکتا ہے۔

فہرست

۱۔ صفت حضرت دہلی	۴۔ صفت حوض
۲۔ جامع	۵۔ مردم دہلی
۳۔ منارہ	۶۔ آتش

ایک نادر مضمون ہے اس کا نام ہے حضرت خسرو نے جو فخر کیا ہے بجا ہے۔

اپنے زسر چو شس دل نقبند
معنی تو بود و خیال ماند

موسے بولیش یہ ہنر بختم
پخت و بنجیدہ درو ختم

وصف زان کو نہ شد زول بر
کان کرے ز بدل آید کہ چوں

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں :-

ہر صفتے را کہ بر بختیم
شعبہ تازہ درو ختم

مور شد م بر شکر خویش و بس
در نہ زد دم دست بدمان کس

نیت نکس لولے لالے من
زرف ہیں در پتہ دریائے من

نکتہ من گو ہر کان من ست
زان کسے نیت زان من ست

وصف نگاری کا نقص | البتہ وصف نگاری کی وجہ سے یہ نقص پیدا ہوا

کہ اصل قصہ کا سلسلہ ٹوٹ جاتا ہے۔ امیر صاحب

نے اس نقص کو محسوس کیا اور خاتمہ میں اس کی معذرت اس طرح فرمائی ہے کہ

اصل قصہ میں کچھ جان نہ تھی اس لئے وصف نگاری کی گئی مگر اس کی وجہ سے

قصہ کی غرض فوت ہو گئی۔ یہ تکلف اس لئے کیا گیا کہ مثنوی میں ایک ندرت

اور خوبی پیدا ہو۔ سو یہ عیب ایسا نہیں جس کو میں نے چھپایا ہو۔ بلکہ جو سب

کہیں گے وہی میں خود کہتا ہوں :-

چوں سخن از لطف لسانے نیت
کابلش صورت جانے نیت

۴۰ صفت ماندہ خاص	۴۶ صفت مسج
۴۱ = پیرہ قبول	کلاه سیاه
۴۲ = نغمہ گری	چتر سپید
زنایں مطربہ	۴۷ = چشمہ خورشید
۴۳ = سماج مکمل	۴۸ = موسم باران
۴۴ = تخت	۴۹ = قلم
۴۵ = پیل	۵۰ = مہرہ (یعنی دوست)
	۵۱ = کاغذ

۲

امیر صاحب کو یہ خیال تو پہلے سے مرکوزِ خاطر تھا کہ ہشیا کی وصف نگاری کریں اور اس کا نام بھی مجمع اوصاف تجویز کر لیا تھا اب کیتباد کی فرمائش ہوئی تو یہ قصہ نہایت مختصر اس میں اتنا چید و ممکن نہ تھا کہ ایک معقول مثنوی مرتب ہو سکے۔ کوئی عام دلچسپی کا سامان بھی اس قصہ میں نہ تھا۔ لہذا آخر دس نے اس مثنوی کو وصف نگاری کے ذریعہ سے نگارستان بنایا کہ شاہ و گرد اس کے لئے موجب اہنسا یا خاطر ہو۔

دلی اور دلی کی عمارت کا۔ ہندوستان کے موسموں، پہلوؤں، پھلوں جانوروں اور اُس زمانے کی شاہی محفوں کے تکلفات کا ذکر ہمیشہ کے لئے

صفت مسجد جامع

مسجد جامع کہ زفیض آله زفرمہ خطبہ اوتا ماہ
آمدہ دروے ز سپر کہود فیض ز یک خواندن قرآن فرود
غفل تبسج بگنبد دروے رفعت ز گنبد بالا بروے
ہر کہ سعادت بودش رہنما بر در او سر نہد آنگاہ پا

صفت منارہ

نکل منارہ چو تن ز رنگ از پے صفت فلک شیشہ رنگ
دیدن اور اکلاہ انگد ماہ بلکہ قنادرش کہ دیدن کلاہ
از پے بر رفتن صفت آسمان کردہ زمیں تا فلک نے دہان
مسجد جامع ز دروے چو شست حوض ز بیروں شدہ گوہر شست

صفت حوض

در کمرنگ میان دو کوہ آب گہر صفوہ و دریا شکوہ
ساختمہ سلطان سکندہ صفات در سد کوہ آئینہ ز آب حیات
یعنی سلطان شمس الدین التمش نے یہ حوض مستحکم پہاڑ میں، یسا بنایا تا گویا آب حیات
کا آئینہ ہو۔ یہ حوض حوض شمسی کہلاتا تھا۔

شہر گرازوے بنو دآب کش کس نخورد در ہمہ شہر آب کش
در نخورد آب سے اند زمیں کے بزمیں در خورد آب خمیں

وصف براس گونہ فروراندہ ام
کز غرض قصہ فرماندہ ام
خال تخلص زوش چربال
نظر نماید مگر اندر خیال
عیب خیاں نیست کہ نہفتہ ام
کاخچہ بگویند ہمہ گفتہ ام
ہست آمیدم کہ سخن پرور
چوں نگرند از رو بنیش درآں
عیب کی نیست بگویند باز
چوں ہمہ عیب ست چکونید باز

اب وصف اشیاء میں سے ہم "شستہ نمونہ از خروارے" پیش کرتے ہیں:-

صفت حضرت دہلی

حضرت دہلی گفت دیں و داد
جنت عدن ست کہ آباد باد!
ہست چو ذات ارم اندر صفات
حرمہا اللہ عن الحادیت
از تہ صکارش دہماں کی مقام
وز دہماں کیفش دوسلام
حصن ہر ویش ز عالم ہر د
عالم ہر ویش بحسن اندر
حصن درویش تو کوئی مگر
چرخ بزرگش صکارش زبر
قبہ سلام شدہ در جہاں
ساکن او جملہ بزرگان ملک
گوشہ بگوشہ ہمہ ارکان ملک
تخت گہ تا جوران بلند
گشتہ ز اقبال شہاں سر بلند

لے گفت پناہ ۔ لے نام ایک بہشت کا ۔ لے ایک شہر کا قوم ماد کا ۔ اس شہر کا ذکر قرآن شریف میں
آیا ہے اِنَّ قَاصَاتِ الْعِمَادِ الْبَنیٰ لَمْ یَخْلُقْ مِنْهَا فِی الْاٰلِیٰ اٰیَمِ سِتُوْنَ وَ اَلِیٰ جِسْرِ کِی ۔ نہ شہر دہلی
میں کوئی پیدائش کی کہ ۔ لے گنبد خیمہ ۔

قطرہ کہ شد زابر چکاں بر ہوا مہرہ بلور شدہ در ہوا
 ہر کہ شبے کرد گھٹمے فراز کردہ بانڈازہ آں پاواراز
 و آنکہ زانڈازہ بردن برد پا سردی ایام نمودہ سزا
 گرم شدہ از مدو جامہ مرد مردم بے جامہ بجائ گشتہ سرد
 دککب دندان بر منہ تنان پر شبت چوبک چوبک زنان
 صفت آتش

آتش از آنجا کہ بدل جلے کر د دود بر آمد نفس ہائے سرد
 یعنی چونکہ آگ نے دل میں جگہ کر لی ہے اس لئے ٹھنڈی سانس سے دھواں
 نکلتا ہے یہ حسن تعلیل ہے کہ سردی کے سبب جو منہ سے بھاپ نکلتی ہے اس کا
 سبب یہ قرار دیا ہے کہ دل میں آگ نے جگہ کر لی اور دل میں جگہ کرنا کف یہ
 محبت و الفت سے ہے۔

گرچہ زبردست غنا شست گشت ہر ماہمہ رازیرست
 پنختہ از و گشت ہمہ دیک مرد دیک بے پنختہ دے خود نخورد
 گاہ بہر خانہ وطن خستہ گاہ بے خانہ ہر انجستہ
 خلق بہ پیش آتش و منہ زپس خود ہمیاں ماندہ چنین دیکس

لے چوبک ایک ڈنڈا اور ایک تختہ ہوتا تھا جس کو رات کے وقت چوکیداروں کا افسر اس غرض سے
 بجایا کرتا تھا کہ چوکیدار ہوشیار رہیں۔ سو نہ جائیں ۱۵
 لے یہ قدیم تیال ہے کہ کر کے نار سے بالا ہے۔ اس کے نیچے بادوس کے نیچے خاک۔ پرتاب ۱۶

اس کا پانی زمیں میں جذب نہیں ہوتا۔ ایسا پانی زمین میں جذب ہو سکے
قابل کب ہو؟ اور یہ امر واقعہ ہے کہ پہاڑ کی وجہ سے اس حوض کا پانی زمین میں
جذب نہیں ہوتا بلکہ بہکر جہاں میں جا کرتا ہے۔

نیم خاک بہت بزریر زمیں چوں تیش فیت زمیں آں میں
حوض نہ گویم کہ جہاں بے زلزلہ نو کز و دیدہ پد باد دورا
اس کے بعد بغیر عنوان قائم کئے شہر کی صفت پھر شروع کر دی ہے۔ اور اسی کے
ضمن میں مردم شہر کی صفت ہے۔

صفت مردم شہر

مردم او جلد فرشتہ شہر خوش دل و خوش خیمے چو اہل بہشت
ہر چہ ز صفت بہم عالم است بہت در ایشان زیادت ہم
بیشتر از علم و ادب بہرہ مند اہل سخن خود کہ شمار کہ چند
ہر طرف سحر بیانے دوست ریزہ چیں کمتر شاں خسروست
پنج ہزار از ملک نامدار لشکر شاں بیشتر از صد ہزار

صفت فصل و آب

زال جہاں سپنج زدن کرد ساز داد بہشت شہ بنایت دراز
روز چنان تنگ مجال آمدہ کش بگہ چاشت ز دل آمدہ
بیتن سخ بود بہر بوستان گرچہ نہ بد برف بہند و ستاں

صفت فصل خزاں

فصل خزاں چون کچن خانه ست	باد رواں کره به گلزار است
بامنه خود کرده بنفشه بود	گشت چو صوفی بر کوع وجود
سوخه از آتش خود لاله زار	گشته درونش ز خزاں پرغبار
هر شجر باغ ز سر تابانه	مانده زبے برگی خود برهنه
نرگس بے دیده رواں کوروش	خار عضا باد خزاں کو رکش
نخستنی کرد و زخاں ز سر	گشته زمین پر ز درمای زر
بر زمین افتاد و بے نازین	لرزه کناں بر سر شاں یاکین
گرچه ز کله لاله نهای کرد پی	لاله نوساخت شده از جام غی
گرچه چمن بود پر از برگ زرد	شاه زمین در ته دینار کرد
گرچه که بر بست هوا سیم آب	شاه کشاد از کف خود سیم ناب
از کرم شده که عدد سوز بود	فصل خزاں موسم نوروز بود

صفت فصل بهار

فصل بهار که غم بر کشید	ابر سر پرده بر اختر کشید
سکه گل چوں درم شده زدند	سکه بصد وجه موجه زدند
جامه گل پاره شده بر تنش	نخچه کره بر زده برداشش
گل ز کرم زرد بد آن را که است	وز پئے خود جامه نسا زدست

قصر نو و شہر نو

یہ وہ قصر اور شہر ہے جو کیتھارڈ نے کیلو گھڑی میں جہنا کے کنارے
تعمیر کرایا تھا۔

قصر نہ کو کم کہ بہشت فراخ	روقتہ طوبیے در اور اشاخ
بام سفیدشن فلک سود سر	کرد بخورشید سفیدی اثر
آئینہ گشتہ ز گنج صاف خشت	دیدہ در و صورت خود بہشت
ہر چہ کہ در آئینہ بند جواں	پیر دریاں خشت بہ بند جہاں

ایسی انیوں پر ایسا چونہ لگی کیا تھا کہ بہشت اس میں اپنی صورت دیکھتا تھا اور جو کچھ جوان آئینہ
میں دیکھتا ہے بڑھا آدمی ان انیوں میں دیکھ لیتا ہے

یہ ایک عام مثل ہے جس کو اس قصر کی انیوں سے مخصوص کر دیا ہے۔ مثل یہ ہے
”نچہ پیر درخشت خام بند جواں در آئینہ نہ بند“ اس مثل کا مطلب یہ ہے کہ
بل تجربہ تو جھٹ پٹ بات کی تہ کو پہنچ جاتا ہے اور نا تجربہ کا رخو کرنے سے
بھی نہیں سمجھتا۔

ہر چہ کہ نکاش بیک کشید	عکس بدیدار دگر شد پدید
طرفہ عرو سے شدہ آراستہ	آئینہ از آب رواں خواستہ

(یہ قصر و شہر نو توبی سنواری مولیٰ ولس جو اور جہنا کا پانی اس کا آئینہ ہے یعنی جہنا کا)

(اس کا مکس نمودار ہے)

کا قہر تار برون از ہزار
 کرد دگر گوئے بر آستر سوار
 رے چو آتش گلہ از چشمش
 آتش سوزاں شدہ یا چشم خویش
 سر بر آئیدہ ز بس قلم
 زان قلم کجیختہ خد لاں رقم
 رخنہ شدہ پشت من از چشمش
 دیدہ در انداختہ در رخنہ سنگ
 زشت تر از رنگ شدہ بے شک
 پست تر از پشت شدہ بے شک
 چہرہ شاں دیکہ نم یافتہ
 جاسے بجا کجکلیک و خم یافتہ
 بینی پر رخنہ چو گوئے خراب
 مئے زمینی شدہ برب فراز
 کردہ زنج شاں ز محاش کنا
 یابی پر رخنہ چو گوئے خراب
 از پیشاں سینہ پید و سیاہ
 بر تن شاں از پیش بے شام
 خورہ سگ خوک بدنہاں بہ
 شہ عجیب ان سہم رو ہائے شہ
 دیو پید آمدہ ہر یک برد
 ہر عہہ دندان خرو بے خرد
 کایز و شاں ز آتش دوزخ شہ
 خلق بہ لاجول ز ہر جا رسوے

لے کائے جانے کے لئے " لے بے ہرگی - بے نصیبی " لے کہ " لے سلوٹ " ۱۷
 لے سوچ " لے بال " لے جوں " لے کل " لے کنایہ " لے حق سے " ۱۸

آب کہ آہن شدہ بود از سپہر
 آہن او آب شد از تاب مہر
 ہر گھل بالاکہ وہد بوستان
 بیشترے بہت زہندوستان
 دیں گھل بندی کہ چمن کردستان
 نے بخراسان کہ بعالم نہ خاست
 کیورہ ہر برگ چوسیم سپید
 عود از دوسوختہ چوں مشک بید
 ماندہ چو در جامہ شمیمش میقم
 جامہ نمازد کہ بمبازد شمیم
 یک گھل بیل و وہ دیگر دروں
 گھل ز گھل و گھل ز گھل آمد برون
 مولسری خرد و بزرگ از بہر
 خرد و بزرگ از بہریش بہر وہ
 بلوے سے آں را کہ بغیر آرمید
 بلوے و گھل کہ تو اند کیشد؟
 چند نہ در شہر کہ در روم و روم
 جمع شود ہر سیر شاہ و غروب
 طرفہ گھل چنیہ بعالم کہ دید
 کان زمرہ کہ زر آمد پدید
 کشت ز سرشت گھل ز روم داد
 گھل بز میں گوشت زر و ہم داد

ہجو مغل

جب کہ بادشاہ کے سامنے اسیران مغل پیش کئے گئے ہیں تو اس موقع
 پر حضرت خسرو نے مغلوں کی ہجو دل کھول کر کی ہے۔ اس کا سبب ظاہر ہے کہ مغلوں
 نے اسلامی سلطنتوں کو برباد کیا تھا اور مدت ہمارے دراز تک ان کے متواتر
 حملے ہندوستان پر بھی ہوتے رہے اس لئے مسلمانوں کو اس قوم سے سخت
 نفرت تھی۔

ماہِ نوے کا صلِ فے ازیاں تیاں ^{ماہِ نوے کا صلِ فے ازیاں تیاں}
 ہم چو کہاں پر خم و تیر از میاں
 بیشتر از مرغ پر و در کشاد
 گر چہ بدیا گزرو بیش و کم
 بگزر د از آب و سوارش نجواب
 با سبکی بار تواند کشید
 یک نگرشت بدہ ساں رست
 تیر سادہ بہت کماشش رول
 بیشتر از باد و رود روز باد
 آب نباشد مگر شش تا شکم
 غرق نکرود چوں سواران آب
 از سبکاں بار کشیدن کہ دید؟

صفتِ اسپاں

تیر چکانے ہمہ تاشی نژاد
 تیر کوش چو پیکاں پدید
 از ہنر آریستہ پاتا بفرق
 کوہ گراں یک گراں سنگنے
 از تگِ شاں کاں و صرصر زو
 آب و اں از پئے صحر گشت
 پیکر آں راہ نور دان پاک
 تیزی خنکان محیط آرموں
 چوں و مہ آتش دہان باد
 بر سر یک تیر و پیکاں کہ دید؟
 گاہ روشن ابر بختن چو برق
 یک تگِ شاں جز بد و فرنگنے
 باد بد یوار بسے سر زوہ
 باد صبا از پئے گلگشت وشت
 باد مجسم شدہ برسے خاک
 آب بزرغ خاک نیل گوں

لے لوہاروں کی تانبے کی دھونکنی ۱۲ لے لوہاروں کی چرسے کی دھونکنی ۱۳ لے سید گھوڑا
 لے گادہ لگنے والا ۱۴

صفتِ موسمِ گرما

ہر دمِ صبحِ کہ دما دم گرفت	آتشِ خورشیدِ عالم گرفت
شب شد چون روزی اندر گداز	روز چو شہلے زمستان دراز
خلق کشاں در پیر سایہ خست	سایہ گریزاں بہ پناہ خست
جانبِ سایہ شدہ مردمِ دواں	سایہ بدنبالہ مردمِ رواں
خونِ برگِ مردِ زبوں آمدہ	خوے شدہ از پوستِ بول آمدہ
پایے مسافرِ برہ گرم و دور	ز آبلہ بر قبتہ چو نانِ تنور
ز آتشِ گرما کہ شد از سرِ جواں	آہوے صحرا شدہ آہوے خواں
بادِ زنہ باد بدستِ ہمہ	وز دمِ او باد بدستِ ہمہ
بر سرِ ہر میوہ ز تابِ تموز	مغش شدہ پختہ خورد خام سوز

صفتِ خربزہ

خربزہ کوئی کہ بصر او گشت	گوئے بود از ثمراتِ بہشت
از مزہ گرد آمد و رفتِ نبات	خامِ خضر پختہ چو آبِ حیات

صفتِ کشتی

ساختہ از حکمتِ کارِ آگماں	خانہ گردنہ بگردِ جہاں
تاوڑہ حکمِ خداے حکیم	خانہ روانِ جاگیشِ مقیم

لہ وہ موسم جس میں آفتاب بہت تیز ہوتا ہے ۱۲

رُخِ چو در حلقہ بند گاہِ کین زاد میاب عالمہ گرد و زین
چوں برش در روشِ آواز دُ گنبد گردنہ صد باز دُ
بانگ بلندش ز دہ بار عد کوس ابر بندش بقدم داد بوس

ت

بست سہ چیز آئکہ چو رنڈیش بیش کشد دل چہ بیندیش
بوزنہ و طفلِ ننگو سے و پیل دیدہ ام ایں راجہ بلیل

(یعنی تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان کو جتنا زیادہ دیکھو اتنی ہی دلچسپی زیادہ ہوتی ہے۔ چند باتیں لکھا جواچھے اور اچھے محکویہ بات تجربہ سے نیک ثابت ہوتی ہے)

مقاماتِ مثنوی | شعرا کا دستور ہے کہ مثنوی کے بعض مقامات پر زور طبع صرف کرتے اور اپنے فن کا کمال دکھاتے ہیں مثلاً

حمد، نعت، مہراج، مناجات، ثنائے مہدوح، رزم، بزم، سراپا،
وصال، فراق، چنانچہ خود مصنف نے بعض مقامات کی نسبت فخر یہ کیا ہے۔

ساختم ام ایں جہ لعل و گہر از نوے پستانی و خونِ جگر
ہر خطِ توحید بریں لوحِ راز ہچو بلبلے ست بیابانِ غار

ہر رقمِ نعتِ رموزِ عجیب چوں شبِ معراج پر انوارِ غیب
ہر غزلے و ستہ عشاق کش پیش کہ بکشد زردوں پر پدہ پیش

ایچ معانی نہ بہتہ طبع بلکہ گزشتہ ز ساداتِ سبع

بہارِ

صفت بیرہ قبول

تادہ برگے چو گل بوستان خوب ترین نعمت ہندوستان
 طرفہ نہاتے کہ چو شد در بہن خوش چو حیاں بدر آید ز تن
 خوردن آں لہجے دہن کم کند سستی دندان ہمہ محکم کند
 سیر خورد مگر کسند در دم شود گرسند را اگر سنگی کم شود
 (نکام سیر شخص پان کھات تو بھوک نکات ہی دور بھوکا کی سے تو بھوک کو کم کرتا ہی)
 سرخی رویش نہ خدمت گرش چو نہ و فوغل شد رنگ آدرش
 گرچہ کہ آتش بنوی بست بیش کمنہ شود بیش کند آبخیش
 (گرچہ پنے پان کی آبداری زیادہ ہوتی ہو مگر پرنے کی آب در بھی زیادہ ہوتی ہی)
 برگ کہ باشد بد زخاں فراخ زود شود خشک چو افتد ز شاخ
 برگ عجب ہیں کہ گستہ زیر از پس شش ماہ بود تازہ تر

صفت پیل

پیل چو کوبے کہ بو بے ستون چار ستوں - زیر گہ بے ستوں
 پچیش خرطوم بسان کند افتد افتادہ ز کوہ بلند
 در زمیں آنجا کہ سرافراختہ ہار ز سر - خار ز پا ساختہ
 کشتی حاجت تو کوئی رد گشتہ دو گوش زود و سواد با

ہستی مانند خوردانہ کے مست واں ہمہ ہستی مالیکیت

(ہماری ہستی عقل کے نزدیک بہت ہی ٹھوڑی ہے اور وہ بھی ہماری ہستی کے برابر ہے)
یعنی ہماری ہستی عارضی ہے حقیقی نہیں اور وہ بھی چند روزہ۔ اس لئے ہستی کی
برابری ہے۔

من کہ ہمہ ہستی من نیستی مست ہستی بے نیستی نہ ہم کہ پست؟

(میری ہستی سراسر نیستی ہے۔ ایسی ہستی کہ عدم سے پاک ہو میں نہیں جانتا کہ کسی ہوتی ہے؟)
یعنی ہر مخلوق ایک عدمی تعین ہے جو صفات و اسمائے الہیہ کا منظر ہے۔ اس لئے
بطور موجود نظر آتا ہے۔ لیکن وجود حقیقی جو لوٹ عدم سے منزہ ہے وہ ایک عارضی
موجود کے ادراک و فہم میں نہیں سما سکتا۔

نیست شناسدہ ہستی مگر آنکہ در نیستی زمستی گذر

(ہستی مطلق کو کوئی نہیں پہچان سکتا مگر پہچان سکتا ہے تو صرف وہی جس کی ہستی اصلی حقیقی ہے)
مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ اپنا شناسا آپ ہے۔

ثبات مطلق بصفت احد زندہ باقی بہ بقاے ابد

(ذات خدا ثابت ہے بغیر کسی قید کے احدیت کی صفت کے ساتھ۔ یعنی باوجود کثرت یک ہے)
اس کی بیات و بقا ہی ہے۔

بود و اقل کس از و پیش نے ماند و آخر کس از و پیش نے

(وہی اقل تھا جس سے پہلے کوئی نہ تھا۔ وہی آخر میں رہا۔ اس کے سوا کوئی نہیں)

اس ثنوی میں حمد لغت معراج کے مضامین نہ محض شاعرانہ بلکہ
عارفانہ و محققانہ ہیں جس کی توقع ایسے ہی شاعر سے ہو سکتی ہے جو صاحب
حقیقت و ارباب معرفت سے ہو۔

اب ہم بعض مقامات کے اشعار حسب جستہ پیش کرتے ہیں۔

حمد

واجب اقل بوجودِ قدم نے وجودِ یکہ بود از عدم
(خداے تعالیٰ کی ذات واجب اقل ہے جس کی ہستی قدیمی ہے نہ ایسی ہستی کہ عدم کے بعد
پیدا ہوئی ہو جیسی مخلوقات کی)

نورِ فزائے بصیر دور میں دیدہ کشائے دلِ عبرت گزینہ
(جو نگاہ دور بین ہے اس کو خدا نے ہی روشنی دی ہے اور جو دل کہ آثارِ قدرت کو دیکھ کر نصیحت
مائل کرتا ہے اس کی آنکھ خدا نے ہی کھول دی ہے)

رخِ شعل در رخِ شمعِ انگذہ سم علت معلول در و بہر دو گم
(معرفتِ الہی کی راہ میں علتوں کا گھوٹا انگڑا ہے کیونکہ اس راہ میں علت و معلول دونوں گم ہیں
یعنی حکما جو علت و معلول کے طریقے سے استدلال کرتے اور ذاتِ حق کو علتِ معلول قرار دیتے
ہیں ان کا یہ طریقہ عنانِ ذاتِ حق کے لئے محض نامکافی اور بچ و بچہ ہے)

کس نہرِ راہ بہ تحقیق او و برزد لا لاکہ بتوفیق او
(حقیقتِ ذاتِ الہی کی طرف کوئی راہ نہیں پاتا اور اگر کوئی پتا ہے تو محض اسی کی ہے)

ادو آب خاک کی آلودگی سے پاک ہے یعنی وہ جسمانی نہیں ہے بلکہ جس طرح کا پاک اس کو کہتے ہیں اس سے بھی پاک تر ہے)

دیدن اوست ز مردم دروغ تا ہم از و دیدہ نیابد فروغ
[لوگوں کی طرف سے اس کے دیدار کا دعویٰ جھوٹ ہے جب تک اسی کی طرف سے آنکھ کو روشنی نہ حاصل ہو]

یعنی ان آنکھوں سے اس کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ بلکہ اسی کے نور سے اس کو دیکھ سکتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے: سَمِیْتُ سَرَّابِیْ یَبْرِئِیْ۔

دور زمین را بر ماں باز بست دام و دود از دُفے ماں باز بست
[گردش زمین کو زمانہ سے وابستہ کر دیا ہے یعنی کبھی دن ہے کبھی رات کبھی فصل بہار ہے کبھی موسم خزاں اور ان تیز رفتاریوں کی وجہ سے جملہ حیوانات کو امن و آسائش حاصل ہے]

اس شعر کے مضمون سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت خسرو کے حکماء معاصر اور ان سے بھی متقدم حکماء گردش زمین کے مسئلہ سے واقف تھے گو یہ مسئلہ عام طور پر مسلم نہ تھا۔

ملا نور الحق ابن شیخ عبد الحق محدث دہلوی اس شعر کی شرح میں لکھتے ہیں:-
”بعض حکماء کو بند حرکت یا میر از حرکت زمین سے یعنی فلک کو اکب پر جائے خود

ایستادہ اند زمین حرکت دوریہ از مغرب بشرق می کند و آنچه بر دست آفران خود ہوا
میکرد اند و از دوس کو اکب گاہ غائب گاہ ظاہر نمایند اس چنان کہ سوار کشتی را کہ

کرد خرد و عدت اور اسجد ثانی اور متمنع اندر وجود
(عقل نے اس کی گنجائی کو سجدے کئے کیونکہ اس جیسے دوسرے کی ہستی ناممکن ہے)
حکماء صوفیہ نے حضرات وجود میں قرار دیے ہیں :-

(۱) واجب الوجود

(۲) ممکن الوجود

(۳) متمنع الوجود

(۱) واجب الوجود جس کی ہستی ضروری ہے۔ وہ وجود حق ہے۔
(۲) ممکن الوجود جس کی نہ تو ہستی ضروری ہے نہ نیستی یعنی ہونا نہونا یکساں ہے
اور وہ مخلوقات ہے۔

(۳) متمنع الوجود جس کی ہستی محال ہے یعنی جس کا نہونا ضروری ہے۔ وہ ثانی
ذات حق ہے۔

شرک نہ در ملکوتش دست سا خود نتواں بود بشرکت خدا

(اس کی ملکوت میں شرک کرنے ہمارے لیے نہیں کیا گیا کیونکہ شرک کے ساتھ خدا تو ہر ہی نہیں سکتا)

آنکہ نہ گنجد خصال و صورت چون ؟ و چرا ہم کے گنہ آغا کرے ؟

(جو خیال تصور ہی میں نہ سما سکے وہاں چون و چرا کا گروہ ہی نہیں یعنی اس کی نسبت یہ سوال ہی

نہیں ہو سکتا کہ وہ کیوں ہے ؟ کیسا ہے ؟ کس نے ہے ؟

پاک نہ آلودگی آب و خاک پاک تہ از ہر چہ بگوئید پاک

نویشتن چو علم بر کشد شام عدم را سحر آمد پدید

(یعنی سب سے قبل نور تجلی ظاہر ہوا اور اس نور سے صورتات پر فیضان وجود ہوا)

ہستی او تا بعد ممانہ بود نقش وجود از ہمہ بیگانہ بود

از کرشمش غرقہ آب فنا یافتہ در بحر لبت آشنا

بے خط و قرطاس علم ازل شکل لوح و قلمش کشتہ حل

(یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا علم حروف و کافہ کے ذریعے سے نہیں بلکہ ازل تھا۔

اسی سبب آپ کو لوح و قلم کی مشککات سب حل ہو گئیں)

چوں قلم اندازہ علمش نہشت علم بدل کرد و قلم را گزشتہ

نعت کے ضمن میں قرآن مجید کے حق ہونے کی ایک مورخانہ دلیل بیان کی

ہو کہ رسول کریم صلعم کے زمانہ مبارک سے اس وقت تک سات صدیاں

ہونے آئیں مگر فرمان خداوندی ہمارے پاس اس سے زیادہ تازہ ہو گیا کہ

بوقت نزول تھا۔ اگر یہ دین میتین (نعوذ باللہ) لغو ہوتا تو جیسے رسول اکرم صلعم

اس جہان سے حلت فرما گئے ایسے ہی کلام مجید کی عظمت بھی برقرار نہ رہتی

کیونکہ جو آیات الہی نہیں ہوتیں ان کا رواج ہمیشہ نہیں رہ سکتا۔

چنانچہ فرماتے ہیں :-

مدت بختہ شد از و تا با تازہ ترست ایس خط و لا با

گر ز کذائے بدے ایس ہا روشنہ دایں نیز نماذے بے ہا

کہ چوں گشتی حرکت کند چنان دیتیجید ہش در آید کہ حامل محرک است و منہم
حرکت از گشتی است بریں مذہب زماں بہستہ بہ در زمین شدہ

مناجات | یہ مضمون بھی پر اثر اور عارفانہ ہے :-

سوی خودم کش کہ آہی شوم	خازنِ گنجینہ شای شوم
آں عمل آور زمن اندر وجود	کاسِ تو م راہ تواند نمود
آنچہ دلم ز تو دوری دہ است	دور ترک دار کہ دوری بہت
بر من رسو شدہ عیب کوش	عیب تو پوشی کہ توئی عیب پوش
من کہ بحکم تو دین کار گاہ	از عدم میں سزدہم ہر گاہ
جز تو شناسندہ این از کیست ؟	کامن و رفتن من بہر پست ؟
بکہ چو آوردی و باز مبری	ہم بسے خویش فرازم مبری
مہر مرا چوں مہرے اندہ	باز رہا نم کہ رہا مندہ
گر چہ تن من نیسے سوز بہت	رحمت تو از پیسے ین ذہت
از عمل خود چو نشینم خجل	ذلیل کرم پوشش بر تنگس
نعت پیش رو کو کتبہ ہبیا	کو گمیش از منزلت کہہ یا
از جد نامت بڑوں تانہ	بر خط لاجوت وطن ساختہ

منہ ہندو شکر " منہ عالم اجرام ملکوت عالم ارواح - جبروت عالم معنات قیہ
من مقام ذات ۱۲

منزلت یافت منازل نور کیف و کم از راہ بروں برد گرد
 پردہ خویشی زمیاں خاسته مرتبہ بے خودی آراستہ
 چوں زمیاں رفتہ بجای خال بے جہش جلوہ نمود آن حال
 جام عنایت ز صفا نوش کرد وز خودی خویش فراموش کرد
 مدحت شاہ | اگرچہ مدوح کا رویہ نامدوح تھا مگر شاعر کو شیوہ شاعری کے
 کاغذ سے یہ رسم بھی ادا کرنی تھی :-

سکب سخن رکہ ڈرافٹاں کغم پیش کش حضرت سلطان کغم
 لے سخن! از رشتہ ہوں آرڈر وز دور خود کن ہمہ آفاق پُر
 زانکہ جو بوسم درد دولت پنا تحہ ازیں بہ نمود پیش شاہ
 شاہ سکندر ویش و داراںشاہ آئینہ یوسف سکندر ویشاں
 اس مدح میں ایک شعر خسرو کے قلم سے بے لاک اور مورخانہ نکلا ہے جو کیفیت
 کی سہ سالہ سلطنت کا خلاصہ ظاہر کرتا ہے :-

تا تو گرفتی جمہ عالم بنام تیغ فروخت میاں بنام
 یہ بات بالکل سچ ہے کہ اس کی داد و دہش اور عیش و عیاشی کا شہرہ تو دور دور
 ہوا مگر نہ کوئی جنگ ہوئی نہ کوئی ملک فتح ہوا۔

بزم مغری | سلطان ناصر الدین کی شبیہ ضیافت جس کا ذکر ہم خانگی و اقبال
 کے تحت میں کر چکے ہیں جس کے بیان میں خسرو شاعر نے ہر ایک ادنیٰ

ہرچہ نہ آتا بخدائی دہم کے ہمہ وقت روانی دہم
 نیست شمس کو زجاں لبست با دولت او تا بہ ابد پسے دا
 معراج رفتہ و باز آمدہ در یک ماں رفتن و باز آمدنش تو ماں
 دوسرا مصرعہ پہلے کی تفسیر ہو اور لفظ تو ماں اس مصرعہ کی روح ہو جو سامع
 کے دماغ میں مضمون کا پورا پورا نقش بٹھاتا ہو۔
 معراج سے مرجعت کا مضمون خواجہ نظامی نے بھی مثنوی مخزن الاسرار
 میں بیان کیا ہے :-

"واں سفر عشق نیبا ز آمدہ در نفس رفتہ و باز آمدہ"
 مگر خسرو کے شعر میں لفظ تو ماں نے بچہ لطافت پیدا کر دی ہے۔

چشم قینش چو بر حمت قدو آست پی پرہ ز نقش زیاد
 آب کہ خود خورد ازاں ز فرسہ قطہ چکانید بکام ہمہ
 قطرہ او چشمہ والا شدہ چشمہ چگویند کہ دریا شدہ
 نیم شب آں یک آگہی ز دو آمد و آرد و بر آتے ز نور
 داد نزدیکش کہ ازین قعر چاہ خیز و بد ریاب ابد جسے راہ
 برق صفت جت بہشت برآں کردہ بمیشاق شتاب از وثاق
 جت بروں جو ہر ش از کن نکال یافت مکاں بچہ لامکاں
 از زبرد و زیر بروں برد ذات زیر و زبر پیچ نما نڈاز جہات

پیش رو راه ز نوری بسر گم شده را در دل شب را میر

صفت باوه

مگر وقت از تن مردان کشند گوهر بر مردان و دست پدید
 پیش چنان گوهر یا قوت نیک کوه زد و بر سر یا قوت نیک
 نام حرام رچه بود شد و بل بر چه نیک رومال جز حال
 نه تر است که به دست کاه حق نیک را ازین سال نگاه
 ابرم او داشت نیک اغیز حرم او داشت همه خلق نیز

صفت قراچه

سینه قراچه بر آورده شور و زخمش دیشم بدان کرده کور
 خون و شش گرچه با غریزی هم نه کشد سر تو وضع گری

صفت پیاله

گشت به آب ز می پاشت کرده حدیث از لب حجت مشیت
 باده تو گویی که در و از صفا بست معلق میان هوا

صفت ساقی

ساقی صوفی گشت و مردم نرسیده بیک غمزه عالم شکیب
 نگین نازنده او نیم باز نیمنه از خواب و در غمیه باز
 زلف او در دود و دم خوش است و مثل جگر بود هم خوش است

اعلیٰ شے کی صفت نگاہی کی جو اس میں سے کچھ اشعار نیا نیت طبع ناظرین
کے لئے یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔

صفت شب

شب چو بیاہست سر پر سپر	گشت مکمل تنق ماہ دہر
یافت فلک پرودہ گوہر نگار	رشتہ شب از پئے آں بود و تار
طاق سما کر چرخ آفتکار	طاق یکے بود و چرخش ہزار
جوہری شام بود اگر می	کردہ گہر پیشکش مشتری
چرخ یکے حساۃ انگشتین	بر سر یک طلقہ ہزار ان لکین
خوشہ چرخ از عطف خانہ خیز	بہر خروسان سحر دانہ ریز
کر یک شب تاب ز بہر جہاں	بچو شہار ز سر آتش جہاں

صفت شمع

شمع بہر بزم گئے سر فراز	خاصہ بزم شمع عالم نواز
شمع نہ بل اختر عالم فروز	در دل شب شمعہ پیوند روز
ساخۃ از دود دلا سے ز سر	داوہ بہر دانہ سواد ز سر

صفت چراغ

گشت رول خانہ بخانہ چراغ	آتش او در دل شب کرد چراغ
پنہ دہلے بزم بے دراز	یا ہمہ کس گرم سر سوز و ساز

ان تنوری ز طرب تبہست زان کہ بخوان شہ عالم شست

صفت زنان مطربہ

شد زن مطرب بنوا پروری بجنے پر زمرہ و مشتری
 پردہ بر انداختہ از آفتاب کردہ بیک غمہ چہانے خراب
 روئے چو خورشید بر افروختہ بان کساں ز آتش خود سوختہ
 یافتہ از غمہ کوشاں خراش صوت تراشیدہ کشاں بخراش
 زابریں خم پشت کماں سختہ تیر مرقہ نیم کش اندختہ

زنان مطربہ کی ابرو مثل کمان تھی اور مرقہ مثل تیر۔ یہ تشبیحات متبذل ہیں مگر تیر مرقہ کا جو وصف بیان کیا ہے کہ "نیم کش انداختہ" اس میں ایک واسطے خاص کی تصویر کشی کی ہے جس سے مضمون شعر نہایت بلند ہو گیا۔

جشن نوروز مغربی | دلی میں کیتباد نے جشن نوروزی کیا ہے خسرو نے اس کا تمام سامان اس بیان میں سجایا ہے۔ گھوڑوں

اور ہاتھیوں کی قطاریں ساز و براق سے آراستہ کھڑی ہیں۔ دربار کی آرائش تین قسم کے گل و بوٹوں سے کی گئی ہے:-

(۱) نذیریں (۲) موہیں (۳) صلی یعنی گلہتوں کا

دیواریں طلسم سے سجائی گئی ہیں۔ زر و لبت کا فرش ہے۔ بادشاہ تخت پر جلوہ زما ہے۔ فوجی سردار بصف بہ صف حاضر ہیں۔ نذیریں پیش ہو رہی ہیں۔ سب

چوں بد بد و گوید که "نوش" مست برود گر آید بهوش

صفت چنگ

چنگ سرافکنده سرافراخته موس بمویش ز مهنر ساخته

صفت ریاب

کاس ریاب از شغف دلنواز برده دل مردم و جان داده با

صفت فی

نام وهاں بسته و بیارگی نامے گوکش بنوں مارگی

باز کذب چو زباں آورے نیک بانفش لب دگیرے

صفت وف

زهره ز دورش بسرود آمده خنبرش از چرخ فرود آمده

بسته جل جل بکر جا بجکا چوں کمر چرخ جلا جل سکا

هر سخن نغز که باد دست کرد آن همه در پرده دور پوست کرد

صفت مائده خاص

گرم ترین کار گزاران خواں مائده کردند ز مطمح روں

خوانچه آراسته پیش نهراں هر همه الوان نعم کرده بار

صدق از شیر آب نبات در مژه بمشیره آب حیات

نان تنک صاف بدان گونه بود کز تنکی رو بدگر سو نمود

از در ویا قوت مرخان فراخ مرغ ز زر ساخته پستے شاخ
 شاخ تو گونی کہ بخوابد چکید مرغ تو گونی کہ بخوابد پرید
 (یعنی وہ مصنوعی شاخ ایسی بنائی گئی تھی کہ گویا اُس میں سے چل ابھی نیک پرے کا اور
 چڑیا ایسی پر کہ گویا اڑ چاہتی ہو)

ساختہ از موم بے نخلِ حُست کاسِ بجز از موم نیاید درِست
 باغِ سوم چوں گزریں دُباغ یافتہ از لالہ و ریحاں فراغ
 بستہ بے دستہ گلِ دلغریب کوششِ صدوستہ غمزدہ ہرِیب
 (بہترے دل فریب کھدستے تیار کئے تھے جن کی زیبائش میں سواہتوں کی کوشش
 صرف ہوئی تھی)

یافتہ سبزہ ز چمن ہا در و د بید در و د آمدہ آں جا فرد
 قصرِ ہمایوں ز زمیں تاسا کٹ زیور زربستہ چو فردوسِ پاک
 اُطلس ز رلفت بدیوارِ رنگ دادہ بہ رنگِ نیا قوتِ رنگ
 کردہ مسلسل ز گسہ لوریا کانِ زرشخِ خواندہ فلکِ بیا
 خاکِ ازاں مغرش زرباقعہ خلعتِ نور و زرشہ یافتہ
 جہن چو آراستہ شد یک سرہ از طرفِ محبتِ دوسرہ

لے کا ناگھاسن غیر کا۔ دوسرے مصرعے میں بمعنی دعا۔ آفریں۔ تحمین۔ لے نام ہے
 ایک ستارہ کا۔ لے بے تنگ و شبہ۔ لے فروش۔

اُن کا سب لکھ رہا ہے۔ جب پکار پکار کر تفصیل بیان کرتا ہے۔ رات کو
بزم سے نوشی کی دھوم دھام ہے۔ اور بدشہ کی طرف سے خلعت انعام۔

از دو طرف ریت لعل دیا سایہ رسانید ز ماہی بہ ماہ
یک دہر ز ہر پہ منفع تمام از دم خود بستہ صبار امدام
(یک دہر: گھوڑے جن کا زیور ہوا تھا ایسے تیار کہ باد صبا کو اپنی دم سے بندھ کر کھاتا
مینہ: جھلسا۔ انداختہ آتے از دو دیسلٹ ساخته
(دوئیں طرف گھوڑوں پر سیاہ جھولیں پڑی ہیں گویا گھوڑے آگ ہیں اور اُن کا یہ لباس
دھوئیں کا)

میسرہ از پوشش جلمائے لعل جلوہ کنان باد زجمل ٹائے لعل
(بائیں طرف کے گھوڑوں کی جھولیں سنسن تھیں گویا گھوڑے ہوا سے اور جھولیں لال لال ہو گئیں)
وز پیر سپان صف پیدائست ابرو ہوا کردہ بصحرائست
قلعہ آہن تیر برگستواں قلعہ بجا ماندہ ستونش رواں
ز باقی یہاں معلوم ہوتا تھا گویا لوہے کے قلعے پر پانچ پڑی ہوئی قلعہ قائم ہے اور ستون یعنی
پتھر کے پائوں چٹے ہیں)

بنیغ زر آراستہ شعلے با کردہ برو ابرو جھلستہ

لعل ستام گھوڑے کا زیور، لعل مینہ: دائیں طرف، لعل سلب: بائیں
لعل میسرہ: بائیں طرف، لعل مراد گھوڑوں سے۔

(میں سر سے اس مرتبہ تک حبلہ داران شاہی نے قدیم پیش کیے،

گشت پُر از ناله چینی زمین
 باد شد از آفتاب زمین تا فیهیں
 در وصف از صف شکنا گشت رستا
 تیغ و در دست چپ دست راست
 عجب فضال چه قری و سار
 نغز ز گشته بفصل بهار
 شب چو بر آیین بهار آید
 کرد سوا پُر ز گل و دیا سیم
 شاه بخلو تگر دولت شناخت
 خوت از دولت جاوید یافت
 کرد و اس بر کف چو لاله زار
 باد گل رنگ به بهار
 تناو بهر جرحه که بر خاک نیت
 در جگر خاک و در یک رخت

متفرق مقامات | اب ہم چند مختلف مقامات کے اشاریہ زمین میں خاص خاص خوبیاں پائی جاتی ہیں پیش کرتے ہیں۔

چو شش و اثر

مناجات میں فرماتے ہیں ۛ

اے گنہگار! مرز و شطاعت پذیر
گر چہ تین من نپے سوزِ رست
من کہ نہ نیکی سیمہ بد کردہ ام
پُر گناہاں را بکرم دستگیر!

۱۔ تفصیل بیان کرنے والے چہارہ ۲۔ سب کے بعد ۳۔ بعضی پر

شاہد اور یہ مقتدین کا محاورہ ہے

شاہ جہاں شہت بزمیں میر چشم جہاں دختہ از قد چو تیر
 آب و زرتاج و قبا و کمر تا بکر تا بہ کھو تا بہ سر
 چونکہ بادشاہ کے تاج، قبا اور پٹے میں موتی لگے ہوئے تھے تو پٹے کی
 چمک مکرتک اور قبا کی گلے تک اور تاج کی سر تک تھی۔ اس شعر میں
 ایک توفیق و شہرہ بہر ترقیب معلوس اور دوسرے ایسا مکیا ہر مذاق آب
 حقیقی معنی سے۔ اگرچہ اس شعر کی بنیاد ایسا م پر ہو مگر بندش الفاظ اور
 حسن معنی کے لحاظ سے پُر خلعت شعر ہے۔

تن چو دراز خلعت و شن جگر خون یوقیت بگردن گرفت

(بادشاہ نے جب یہ خلعت زیب تن کیا تو یا قوتوں کا خون اس کی گردن پر تھا یعنی یا قوت
 اس رشک سے خون ہو گئے کہ خلعت شاہی میں ہم کو جگہ نہ ملی یا یہ کہ یا قوت جو گردن میں لگے
 ہوئے تھے وہ بادشاہ کی گردن کی شرخی دیکھ کر شرمندہ ہو گئے)

جہنیش سہم الحشم از بر کرل سہم زناں جہشم اخترال

(فوجی سردار جو آمد و حرکت چہرے سے ایسے چست و چالاک تھے کہ گویا تاروں
 کی فوج پر جی تیر مار رہے تھے)

شہنشاہ آمد و رفت رست کرد ترک فلک سہیت از دھمست کرد
 پیش کشید نہ گراں تا کراں خدشتی بہ ہمد نہ دست گراں

تا جاکش کردن کشد لشکر شکن	بیشترے نیز او دوتیغ زن
راویست پیش زین غار شکاف	پشت بہ پشت از پست و صفا
خشت زنانه که گہ آزمون	خشت نشاندہ بہ سنگ اندرون
پایک بازی گرموزوں خرم	دادہ بازی سر خود بہر نام
پیک گراں سنگ بیک است	تہ چو ابرے کہ رود روز باد
بھر رواں بشکر دریا نورد	موج زماں آب ز مردان مرد
کیتبہ کے لشکر کا بیان ہے جو دلی سے روانہ ہوتا ہے	
نورِ عہد کہ یہ کیوں گرفت	آتشے کوئی بہ نیتاں گرفت
پرچم ہیرق کہ بگردوں رسید	در رخ مہ کرد محاسن پدید
وہ نہ کا سہ باواز خوش	کوس زدہ بانگ کاسہ دش
نیزہ کہ بر چرخ سرفراختہ	پیر فلک خانہ نے ساخته
ایکل پلایں بزمیں خم فگند	زلزلہ در عرصہ عالم فگند
زاں ہمہ دندان کہ بلائج بود	رے زمیں عرصہ شطرنج بود
جنفش ہسپاز سیم خار شکاف	لرزہ در افگند زمیں را بناف
ہر یک از اں کوہ تاجی پیل	رقص ہی کرد بانگ صیل

سنہ اولی و عرب جو عجم میں پیدا ہوئی " سنہ سردار راجپوت " سنہ نیزہ کوچک " سنہ ہندوستان
 کی ایک قوم " سنہ آواز ہمارے " سنہ مراد ہسپاں " سنہ باضیع آواز ہسپ

عذر ز عاصی بود اندر گناہ
طرفہ کہ من عاصی او عذر خواہ
نعت میں فرماتے ہیں ے

تا بسری عرب آں جم نشست
عرب عرب در جمہ عالم نشست
خطبہ لولائک سپرداختہ
منبر پادیاہ ازاں ساختہ
بستی او تا بہ عدم خانہ جود
نقش وجود از ہمہ بجایہ بود
چوں ز وجودش عدم آواخت
تنہا بستی رستم تازہ دیت

بیان معراج میں فرماتے ہیں ے

جام غایت بھضائش کرد
دز خودی خویش فراموش کرد
بسکہ بروں برد و صائش پوشت
فرق نہشت خودت بدوست
راہ کہ پر گم شد ازاں تہرسل
دہم مانک نشد آنجا دلیل
غم ازاں قبلہ کہ دل کشید
بیشتر از خویش بمنزل کشید
رفتہ و باز آمدہ در یک نام
رفتن و باز آمدنش تو اماں

یہ اس لشکر کا بیان ہے جو سلطان ناصر الدین کے ساتھ بھلے سے

آیا تھا ے

لشکر مشرق زاودہ تا بہ بنگ
پیرہ دل خیرہ گش و تیز چنگ
ترک خدنگ افکن زنداں گزرا
بر ہمہ شیر افکن دلازدن شکار

ملے جو شخص اپنا تیر سداں سے پار کر دے۔ سنداں لوہاروں کا وہ "دلازدن" جس پر لوہا کوٹتے ہیں ے

عبرہ از اس معجزہ دیا جو سے من ہم از تیغ بہ بحریں شک
 از تو ز بند و شکن پل و مال و ز قبل من قبل قیل و قال
 تاج ز من - سر ز تو افتخار حاج ز تو - تخت ز من ساق
 تا تو بمشرق بوی و من غرب حربہ خورد ہر کہ در آید بہ حربہ
 سلطان ناصر الدین کشتی میں سوار ہو کر دریائے سر جو کے پار اترتا ہے
 آب شد از بحر دلی تختہ پوش کردہ زہر تختہ معلّم خروش
 [یعنی کشتیوں کی کثرت سے دریائے دھمکی اور ہر تختہ کشتی پر ایک معلّم یعنی کپتان ملاحوں کو چلا
 چلا کر کشتی زنی کا حکم دینے لگا]

نوعہ ملاح کہ می شد با وج بر تن خود لرزہ ہی کرد موج
 آب از غلغلہ زاندا زہ مش گرد نمی گشت بگرداب خویش
 جس وقت کشتی منجھدار سے گزرتی جو تو ملاح سب مل کر کیا رنگی زور لگاتے
 اور نعرے مارتے ہیں اُس وقت کی کیفیت بیان کرتے ہیں کہ
 "ملاحوں کے شور و فل کو سن کر موج بھی کانپ رہی تھی اور دریا ہنور
 کے گرد گھومنے سے رک گیا تھا"

کشتی پویندہ کہ چوں تیر بود بود بجائے کہ زمیں گیر بود
 (نیز کشتی تیر کی من چلی اور فوراً کنار پر جا گئی)

گرد سواراں کہ بخوشید جست
تقطرہ بر چشمہ خورشید جست
بلکہ ازاں گرد سواراں فرات
چشمہ خورشید شد پائنت
مئے شگافاں بکھاں بست زہ
زہ زدہ ابروے کیاں اگرہ
تین برہنہ کہ پوشید وشت
بر بند راہیں کہ چہ پوشید
تین نہ بل کاتش فولاد خیز
برال سنگین حد گشت تیز
کیتاد کا شکر کوچ کرتا ہے

صبح چو برزد علم آفتاب
شکر سیاہ فرو شد باب
کوس غریمیت ز در شہر یار
لرزہ در آورد بروین حصا
دمدمہ را کرد دماہ بلند
دم بدم ناس دماہ فکند

کیتاد کی زبان سے فخریہ پیام ناصر الدین کے نام سے
من کہ ز دروازہ اقلیم بند
سید سکندر زدہ ام از سپاہ
شکر سے آریستہ ام تا بند
روتو چو خورشید ز شرق برا
فتنہ یا جن مثل را پناہ
شوتو سوے کام و گنج خوش
من بسم بکند مغرب گشا
نیز تو از قلمہ چیں جسے گنج
من کتم اقتصاے عراقین بخش
من ز در مردم شوم سیم بخش

فتہ دنا کو دور کر دیا

نخبر کو قطرہ کے ساتھ تشبیہ دینا ایک معمولی تشبیہ ہے۔ مگر دوسرے مصرع میں جو
صفت قطرہ کی اعناف کی ہے اس نے اس تشبیہ میں ایک نازک لطف پیدا کر دیا۔
بود یک جاعے صفتیخ و تیر پنجو فیتاں لب آب گیر

(تلواروں اور تیروں کی صف پاس پاس تھی۔ گویا لالہ کے کنارے نیستیاں کھڑی تھیں)
یہاں صفتیخ کو بکیر سے تشبیہ ہے بوجہ آب تاب کے اور صفت تیر کو فیتاں سے۔
شد زمین از فعل نقش و نگار چون شکم ماہی و اندام مار

(گھوڑوں کے نعل سے زمین پر ایسے نقش و نگار ہو گئے تھے کہ وہ شکم ماہی اور اندام مار
کی مانند معلوم ہوتی تھی یعنی زمین پر نعلوں کے نشان کثرت سے تھے۔ جیسے کہ شکم ماہی اور اندام مار
ہوتے ہیں)
تیرنگ و گوش چو پکیاں پدہ بر سر یک تیر دو پکیاں کہ دیدہ؟
(گھوڑا تیر دو رٹنے والا ہے اور اس کی کھوپڑیاں ایسی معلوم ہوتی ہیں گویا ایک تیر کے سر پر
دو پکیاں ہیں)

یہاں گھوڑے کو تیر سے اور اس کے کانوں کو پکیاں سے تشبیہ دی ہے۔ دوسرے
مصرع میں تعجب مفید ملح ہے۔

دائرہ خیمہ بسبزی تظار ابر فرخ آمد و درم غما

ہر بادل میں خیموں کا کیمپ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سبزہ زار میں بادل اتر پڑے ہیں
یہاں خیموں کو بادلوں سے تشبیہ دی ہے

سوز و گداز

ز سرِ کرشمہ گیر گزے بسے من کن بنایتِ کہ داری نظے بسے من کن
منم و دے دے ز غمت چو ناتوانا بز کوہِ تندرستی گزے بسے من کن

ایجاز

گرچہ پدر بر تختش کشید شہتِ فرو داد پیشِ فروید
سلطان ناصر الدین نے زبردستی پکڑ کر کیتباد کو تخت پر بٹھادیا تھا۔ دوسرے مصر
میں کس اختصار کے ساتھ تمام کیفیت کی تصویر کھینچ دی ہو کہ
کیتباد تمہیں حکم تخت پر جا بیٹھا۔ مگر فوراً اُترا اور دوڑ کر باپ کے پاس چلا آیا۔
اس مثنوی کے اشعار میں تشبیہ و تمثیل اکثر نادرو غیر مکرر ہو
تشبیہ و تمثیل اور بعض جگہ معمولی تشبیہ کو کسی نکتہ کے اضافہ سے لطیف
دل پسند بنا دیا ہو۔ لہذا چند اشعار متضمن تشبیہ و تمثیل نذر ناظرین کے ملتے ہیں۔
شکرِ اسلام کہ آنجا رسید بود ز میں تشنہ کہ دریا رسید

و اسلام کا شکر وہاں پہنچا گو یا پسی زمین کے پاس دریا پہنچے یعنی وہاں میں خوشحال ہو گئی
اس شعر میں شکرِ اسلام کے پہنچنے کو ایسے دریا سے تمثیل دی ہو کہ پسی زمین
پر جا پہنچے۔ اور اس کو سیرابِ شاداب کر دے۔

نخبرِ شقطرہ آبے شمار قطرہ کہ نبشاند زمین را بجا

لہذا شمار کے بغیر شقطرہ آب سمجھ کر لیا تو وہیں نے روئے زمین سے گرد، غبار، گودا، یعنی

کولانی سے اور بادخزاں کو آندھی کی رونما۔ تشبیہ دی ہے۔ وجہ شبہ ہر ایک کی ظاہر ہے۔

غم بکبت دست چنار از روش زین لرزاں بکبت مرعش
 چنار کے پتوں پر تری جس حج حرکت کرتی جیسے رعشہ دے کی تیلی پر پارہ کا پتا ہے
 یہاں چنار کے پتوں پر نمی کے بٹنے کو ایسے زینت سے تشبیہ دی ہے جو کفِ مرعش پر
 لرزاں ہو۔

جامہ گل پارہ شدہ برنش غنچہ گرہ پر زدہ برداش
 (چول چونکہ گل چکا ہے تو اس کے تن پر چونکہ غنچہ نکلا۔ گر گل ایسی معلوم موتی ہے گویا چول
 کے پٹے دامن میں گرہ لگی ہوئی ہے) یہاں پھول کی پتیوں کو جامہ پارہ شدہ سے تشبیہ دی
 ہے اور غنچے کو ایسی گرہ سے جو پٹے ہوئے دامن پر لگی ہوئی ہے پہلی تشبیہ تو متبدل ہے
 مگر دوسری میں تازگی و ندرت ہے۔

قطرہ کشد زابر چکاں ہر ہوا مہرہ بلور شدہ در ہوا
 (شدت مہرہ کا بیان ہے کہ جو قطرہ بادل سے ٹپکتا ہے وہ سردی سے جگر مہرہ بلور بن جاتا ہے)
 یہاں قطرہ آب کو بلوری مہرہ سے تشبیہ دی ہے۔

بادہ چون خورشید پگہ تابہ شام کردہ طلوع سے وغروبے بجم
 (شراب صبح سے شام تک پیائے میں آفتاب کی طرح طلوع و غروب کرتی ہے۔ یہاں شرب کے آفتاب سے
 اور شرب کے پیائے میں ہر جلنے اور نکالے جانے کو طلوع و غروب سے تشبیہ دی ہے)

پیک گراں سنگ بکالتیا تند چہرے کہ رود روز باد

(۱) حق ہے تو بزدلی کو جنت پٹ کھڑا جاتا ہے۔ تیز رویا جیسے آدمی کے من ابرا
 میاں باقی کو ایسے بادل سے تشبیہ دی ہے جو آدمی کے دن ہوا پر دھرتا ہے۔ وجہ
 شبہ تیز روی ہے۔

ظرفہ عروسی شدہ آ رہا ہے آئینہ از آب رواں خواستہ

قصر کیلکٹری کی صفت میں بیان کرتے ہیں کہ :- یہ قصر حسن و زیبائش میں ایک عروسی ہے
 جس نے جہان کے آب رواں کو اپنا آئینہ بنایا ہے تاکہ اس میں اپنا جمال دیکھے

اس شعر میں قصر کو عروس سے اور آب رواں کو آئینہ سے تشبیہ دی ہے۔

چھو دو آئینہ مقابل زتاب آب رواں عکس نما رود آب

(یہ تھوڑا آب جمن دو صفائے میں ایک دوسرے کے مقابل پانی کا عکس تو صفائی یاروں میں نظر آتا ہے)

اور قصر پانی کے اندر اس شعر میں قصر اور آب جمن دونوں کو آئینہ سے تشبیہ دی ہے
 مگر ایسے آئینے کہ ایک کا عکس دوسرے کے اندر نمودار ہے۔

زرگس بے دیدہ رواں کو روش خارحصا باد غراں کو رکش

(یہ موسم خزاں کا بیان ہے کہ زرگس کے دیدے پٹ ہو گئے۔ مذہب کی طرح چلتی ہو کاٹا اس آدمی
 کی اٹھنے سے اور باد غراں، سکو کھینچ کر لے جا رہی ہے اس شعر میں زرگس کو آدمی سے کاٹنے

سہ استاد ذوق نے ایک قصیدے میں ہی قبیل کو الٹ دیا ہے

مہر پہ دوڑتا ہے جس طرح سے ابرسیاہ کہ جیسے جلے کوئی پیا پیستے زنجیر

تو دہستے کہ ہر گوشہ بود سے زمین بڑ ز جگر گوشہ بود
اصل جو تار کے گئے تھے سرطون پرستے تھے گویا سطح زمین نہایت رنگ مٹوں سے پڑتی یا
وہ اصل زمین کے جگر کے ٹکڑے تھے کیونکہ اصل زمین کے اندر سے نکلتا ہے

آمد آں سادہ ز نَخ بر من ہیوش زرد بر سرِ تشنہ نگہ کن کہ چہاں چہ برید
یہاں ز نَخ کو چاہ سے تشبیہ دی ہے اور یہ نہایت متبذل تشبیہ ہے مگر دوسرے
مصرعہ کے مضمون نے کہ ”چاہ بر سرِ تشنہ رسید“ اس تشبیہ میں ایک دلاویزی
پیدا کر دی ہے۔

موسے میاں در کمر ز ر شدہ رشتہ یا قوت گم در شدہ

بسایہ بودم خفتہ کہ یار آمد و گفت چہ خفتہ؟ کہ رسید آفتاب در سایہ

پنجیکشادہ کل لعل از پلہ غرق بخون ناخن سیریلیہ

ز ابروے خم پشت کماں خستہ تیر مرہ نیم کش انداختہ

اودہ میں ایک شب سلطان ناصر الدین کیتباد کی خیمہ گہ میں آیا ہو اور
دونوں بادشاہ ایک ہی تخت پر جلوہ فرما ہوئے ہیں۔ اس موقع کے بیان میں
سے یہ پاپکس۔ دہشت ڈھاکہ۔ مع ہزم مغزی کے آفریں ہن شعر پر لٹ دیا گیا ہے۔

شہ بہرہ پھر سیہ می حمید اول شب صبح دوم می دمید

[بادشاہ چتر کے سایہ میں خزاں خزاں طیق تھا گویا رات کے شروع ہوتے ہی صبح صادق نمودار ہو گئی تھی]
اس شعر میں چتر سیاہ کو اول شب اور بادشاہ کو صبح صادق سے تشبیہ دی ہے۔ وہ چہ شبہ
تشبیہ اول تاہلی اور دوم میں نور ہے۔

دلکٹ دندان برہنہ تناس چوں شغپ چو بکت بگتناس

[جو لوگ برہنہ تن سے ہانڈے لگتے ہیں کے دانت بچ رہے تھے دانتوں کے بچنے کی آواز
ایسی تھی گویا چوکیدہ رچ بک بجا رہے ہیں]

سبز نورست تو کوئی مگر بچہ طوطی مست کہ شد شیخ بر

[سبز خزانہ آگاہ تھا اب معلوم ہوتا تھا کہ طوطے کے بچے نے ابھی کیاں نکال دیں]

روڈ زن از سینہ ہروں بردہ صبر آب چنگاں دست چو باران ابر

[طوطے کیسی بجایا کہ لوگوں کے دل تیز کر دیئے۔ اس کا ہوشیاریت طیف ہو گیا بدل سے میسر ہو گیا]

ورکبان دست برد چوں نہر بر قوس قزح دال کہ برآمد ز ابر

کمان کو قزح سے تشبیہ دی ہے۔

پشت نے از بار کمر زردہ چوں بسحر گلشن شبنم زردہ

[بادشاہ سے چتر کی سمت بڑا دھڑکتا ہوا چہرہ سے یسا تھک گیا تھا جیسے صبح کے وقت گلشن شبنم

کے دھڑکتے]

سہ شدت سرو سے دانتوں کے بچنے کی آواز۔ مٹھ چو بک دندان زمانہ قدیم میں ضرچو بک ران
بک دندان اور ایک تھنہ جھٹکا دندان سے اس نئے کو بجایا کرتا تھا کہ چوکیدہ اپنے اپنے کام پر
بہنہ ہیں ۱۳ شہ روزن۔ مطلب۔ مٹھ آب بیکان۔ نہایت ہلکا اور طیف۔

کشت نہیں آبِ دوباراں چید مغزِ جاں بجے دو بتاں کشید
چرخ کیے شد بہ دو ماہِ تمام بزم کیے شد بہ دو دورِ تمام

صوفیانہ خیالات | صفتِ ساقی کے عنوان میں امیر صاحب نے ظاہرِ بزم
شاہی کے ساقی کی صفت نگاری کی ہے مگر موقع ایسا

دلچسپ تھا کہ بیاں مجاز کے پردے میں حقیقت کی جھلک دکھائی ہے اور بعض
اشعار ایسے پر لطف ہیں کہ ادسنے نال سے اصلی ساقی (مرشد) کی یاد دلاتے ہیں۔

ساقی صوفی کش و مہم فریب بزن بیک غمرہ ذِ عالمِ کیب
ساقی یعنی مرشد کمال صوفی کا قاتل ہے عوام لٹاس کو دبوکے میں ڈال رکھا ہے کہ اُس کے
کمال سے ناواقف ہیں اُس کی ایک اداسنے ایک عالم کے دلوں کو بے صبر و بیاب کر رکھا ہے

گرچہ کہ خمیش شدہ با خوابِ جنت لیک گئے فتنِ خمیش نہ خفت
بظاہر اُس کی آنکھ سوتی معلوم ہوتی ہے مگر اُس کی نگاہِ باطن کی تاثیر کبھی معطل نہیں ہوتی
ہمیشہ طالبانِ حق کے دلوں کا نثار کرتی رہتی ہے

عکسِ خیاں نرگسِ ست و خراب ہر ہمہ را سرمد و ہر در سراب
اُنکی بخودانہ نظر کی تاثیر جذبِ محبت کو اور بھی تیز کر دیتی ہے (یا اہل محبت کو خاموش بنا دیتی ہے)
ہر کہ بیک جرعہ اوسر مند بے بیشیش بسیند و بر ترودہ
جو شخص دنی فیضانِ مرشد کو تسلیم و رضا سے قبول کرتا ہے تو مرشد اُس کی بخود کی اندازہ

کر کے اُس کے حال پر اور زیادہ توجہ کرتا ہے

خسرو شہزاد نے بہت سی تمثیلیں نکالی ہیں جس سے طبیعت کی جو رانی اور تخیل کی
وسعت ظاہر ہوتی ہے

ہر دو بیک تن چو دو پیکر شند	بر فلکِ تخت چو مدہ بر شند
گشت بہ پر بجے دو قمر تلک گیر	گشت فرین بدو سلطان سر میر
ملکت یک تخت دودار نمود	دہر یک آب دودریا نمود
رے زمیں فرد و جمشید یافت	چشم جہاں نور دو خورشید یافت
خاتمِ جم را دو نگین دست داد	افسر کرے بہ دو فرق اوق داد
دبدبہ کوس دو شکر زوند	نوبتِ قبالی دو سحر زوند
گلشنِ دولت بدو گل تازہ گشت	صوتِ دہلبل بیک آواز گشت
مستقلہ چرخ دو خنجر زود	آئینہ ملک و صورت نمود
سایہ یکے کرد دو قمر ہماے	پایہ یکے ساخت دو شکر کشاے
شاخِ بہم سود و دسر و جواں	موجِ بہم داد دو آبِ رواں
گشت یکے باغ و فاراد و جو	گشت یکے منبع و صفا و دور
گشت زمیں آبِ دوبار ان شید	منغر جہاں بجے دو بستان کشید

چرخ یکے شد بہ دو ماہ تمام

بزم یکے شد بہ دو در بزم

طاری ہوتی ہے کہ قیامت ہی کے دن ہوش میں آئیگا
حکمت و اخلاق

اشکر و رگشت ہمیں بستگاہ از ہنر خویش زبردست شاہ
نکرہ کو اپنے ہنر کی وجہ سے بادشاہ کے ہاتھ پر ایک بہتر نگہ ملی
چوں ہنر مرغ مستر اوں شود مرغ زبردست سلیمان شود
واسے بر آں آدمی بے خبر کو کم از اں مرغ بود در ہنر
دیگر

گشت چو قاصد بن مردخوں بہ کہ پیشتر کند از تن بردوں
دیگر

دجلہ چو آئینہ گردد نیل بہت جدا کردن آن شستہ نیل
دیگر

ما بچمن سر و بود سایہ دا کس خنہ ز زیر گیاسید دا
دیگر

چشمہ چاہ ارچہ کہ بالا شود چشمہ محال ست کہ دریا شود
دیگر

ملک بمیراث نیابہ کے تازند تیغ دودستی ہے
دیگر

سے دھو خون خور و از دل تمام جسیر عذباتی نگذار دہ بجم
 مرشد فیضان پہنچاتا اور مرید کے دل کو خواہشوں کے لوث سے پاک و صاف کرتا ہے
 یہاں تک کہ اپنا فیضان پورا کر دیتا ہے

ورنہ شود مست حرلیت از شراب رو بناید کہ بعفیت خراب
 اگر طالب پر فیضان مرشد سے بخودی طاری ہوئی تو مرشد اس کو اپنے انور کا مشاہدہ
 کرتا ہے اس مشاہدے سے وہ بخود ہو جاتا ہے

مست درو بند و ادوسے می اوشد مست از میوستان زوی
 چریر حالت ہوتی ہے کہ طالب بخود جو کچھ دیکھتا ہے و شد کی ذات میں دیکھتا ہے اور
 مرشد فیضان غیب کا متظر بناتا ہے غرض مرشد فیضان غیب سے مست و بخود رہتا ہے اور طالب تو
 مرشد کے مشاہدے سے

بسکہ ہم جور بود و دور او ہر کہ بود خون خور و ز جور او
 ایسے مرشد کا دور و سراپہ جور ہے یعنی کثرت فیضان لیکن ایسے فیضان کا تحمل کس سے
 ہو سکتا ہے ناچار طالب بظہر خراب حال ہو جاتا ہے

از کف او دور و مادہ خوش است ویشل جور بود ہم خوش است
 ایسے مرشد کا فیضان بتدریج ہو تو زبے غیب اور اثر یکایک ہو تو بھی پی
 چوں بہر بادہ و گوید کہ نوش مست بروز دیگر آید ہوش

جب مرشد کامل فیضان پہنچاتا اور طالب کو نوری عطا کرتا ہے تو طالب پر ایسی بخودی
 لہجہ سے جام نیال پڑ کر پیے واسے و اسے نیال پیے مست و بخود کر دینا

گرستہ زانی کہ دریں تنگناے ماں ز ملک می طبعی زخداے
غزہ بہ نزدیکی سلطان مشو بیل باغی بگس خوان مشو
بست ہے از خرم ہستی خستے تا توچہ باشی کہ کمی زہو ہے
بادشاہ عالم موجودات میں یہاں ہے خرم میں ایک تنکا پر تو جو اس ستیجی

کم تر ہے کیا چیز ہے ۱۱۱

چند کشتی پیش ہاک دستہ پیش مات رکوتے وہ از ملک خیش
تشنہ میر آب زد و ناں خواہ خوں خور و از خواجہ ثاں ناں خواہ
چوں بربدی طمع از نا کساں صرف کمن گوہر خود باخساں
فلج بھر اگا و ستوراں مہر آئینہ در مجلس کو رہاں مہر
تخیل | تخیل شاعری کی روح ہے اس مثنوی میں جا بجا ایسے موقع پاسے
جاتے ہیں جہاں حضرت خسرو نے تخیل کا طلسم بندھا ہے مثلاً
جوہری شام بسوداگری کردہ گہر پیش کش مشتری
شاعر کا خیال ہے کہ وقت شام ایک جوہری ہے جس نے سوداگری کی غرض سے خدیا
کے سامنے جواہرات پیش کئے ہیں یعنی شام کو تارے نکلتے ہیں۔

چرخ یکے حلقہ انگشتریں بر سر یک حلقہ ہستہ اراں گیں
دیگر

بلکہ صراحی طبعی گشتہ صاٹ بادہ درویدہ شد اندر طواف

نیج که سهراب برستم کشید هیچ شنیدی که نگیتی پدید

دیگر

خوشت یکی خواسته لیکن نیافت آنکه نمی خواست برده خوشت
رفت یکی در طلب لعل سنگ ریزه انگیش نیاید بچنگ
دال و گرس را که غم آں نبود لعل چای یافت که در کال نبود
کوشش سپیده ز غایت برون کوش آب ست به لادن درون

دیگر

این همه بیداری با خفتن ست کآملن باز پنه رفتن ست
گر بودت خوش خورد و بد خوابان در نبود رنج شو گوشت باش
تنگ باش از پنه عیش فراخ کال بری از بان که خیر و زناخ
هر چه رسد پیش خورد کم مخور در رسد هم برسد عشم مخور
هر چه بجوی و نیابی مرنج زانکه نخواهش تو ایست گنج

دیگر

آنکه شکیبش بقناعت درست قرض خور از قرض زارش بهترست
کال بقذا لذت کاش دهد دین بطمع خست نامش دهد

خطاب به نفس

ترک طمع گیر ز خود شرم ده تانثوی چون بخواش شرما

دیگر

آسمان پویندہ بیال وزیر
خانہ خود ساخته در کام شیر

دیگر

گرم شود بر ہم بے ہیج کیس
پس ز حیا در ز داغ در زمین

دیگر

کشتی ماج ست تو گوئی رواں
گشتہ دو گوشش بدو سواد با
گوش کہ با چشم ہی کرد لانع
مردہ بود بہ پیشش چراغ
طرز کہ آں مردہ را یسب با
ہیج گزندے پچرا غش نداو

دیگر

خاک یکے بیضہ طوطی شمار
بیضہ یکے بچہ او صد ہزار

یعنی کہ زمین طوطی کا اٹھتا ہے اس ایک اٹھ سے لاکھوں بچے ملے۔

سبزہ نورستہ تو گوئی مگر
بچہ طوطی ست کہ ندسیخ بر

نیا اٹھا ہوا سبزہ گویا اس طوطی کا بچہ ہے جس نے نئی کلیں نکالی ہیں۔

اسالیب بیان
کی تازگی

بلکہ ایک نئے پیرائے میں بیان کیا ہے۔

آفتاب قوس میں

بیان کرتا یہ ہے کہ آفتاب برج قوس میں آگیا برسات ہو چکی سردی

گوئی کرا و صفت صفائے زبرد باوہ بڑن ست و صراحی درو
 جلی صراحی ایسی صاف ہے کہ اس میں شراب گردش کرتی نظر آتی ہے اس کی شغاف
 سے معلوم ہوتا ہے کہ شراب باہر ہے اور صراحی اس کے اندر

دیگر

در شکم او کتب صافی گٹر از ہوس بادہ شدہ شیشہ گر
 صراحی کے پیٹ میں پاک و صاف بھاگ اٹھتے ہیں تو ان بھاگوں کو شراب کی سی
 ہوس ہے کہ وہ شراب بھرنے کے لئے اور نئے نئے شیشے بنا رہے ہیں مطلب یہ ہے کہ :-
 صراحی میں شراب ہے۔ شراب میں بھاگ ہیں۔ اور بھاگوں پر بجلی اٹھ رہے ہیں۔

دیگر

عکس رسن ہا کہ فرد شد آب بستہ بہ پہلوئے ننگاں طباب
 جب کشتی کی رسیوں کا سایہ پانی میں پہونچا تو اس سایہ سے ناگوں کو طباب میں
 جکڑ لیا تاکہ ہل نہ سکیں۔

طفل کن سال و لعابش رواں دایہ او سپرخ وے مہرباں
 آفتاب ایک گمن بچہ ہے جس کے منہ سے رال ٹپک رہی ہے جو اپنی دایہ یعنی آسمان
 کی گود میں ہے مگر آسمان گونگ رہا ہے لیکن اس بچہ کے لئے دایہ مہربان ہے۔

دیگر

باہمہ چوں سایہ شدہ شمش
 یک تن و ہر جا کہ بچو منہست

گل ریاں جو پھولوں کا بادشاہ کہلاتا ہے اُس کو نکال دیا۔ ہر چمن کے اندر اُس کی حکومت باقی نہیں رہی۔

فصل خزاں چمن چمن خانہ ساخت بادشاہ کڑھ بگلزار آخت
شاہ سپر غم زو لایت براند کس چمن بیچ ولایت منانہ
لیاں ۱۳

فصل ہار

مقصود یہ ہے کہ موسم برسات آپہنچا اور ابر نمودار ہونے لگا پھول کھلنے لگے۔ اس مضمون کو یوں ادا کیا ہے کہ

جب بار کا جھنڈا بلند ہوا تو ابر نے اپنا خیمہ ستاروں پر جا لگایا پھولوں کا سکہ
تیار ہونے لگا میسے ہارے بادشاہ کے دام بنتے ہیں اور اس سکہ کی تیاری مقول
طور سے کی گئی۔

فصل ہاراں چمن در کشید ابر سر پر وہ بر خستہ کشید
سکہ گل چوں در ہم شد زوڑ سکہ جسد و جب جو حب زوڑ

آفتاب برج ثور میں

مطلب یہ ہے کہ جب آفتاب برج ثور میں آیا تو کھیتوں میں غلہ پک گیا
اس مضمون کو یوں بیان کیا ہے۔

کا موسم ہے اس مطلب کو یوں ادا کیا ہے۔

آسمان کے بادشاہ نے جس وقت کمان ہاتھ میں لی تو ماہ تیر نے ددڑ کر ملک کی
حکومت موسیم مرا کے سپرد کر دی۔

شاہِ فلک چل بجان دست بڑ تیرمہ تسلیم بسرما سپر
شاہِ فلک = کنا یہ ہے آفتاب سے - تیر = برسات کے ایک ایسے کا نام ہے۔ کمان =
بیچ توں لفظ تیر کمان سے مناسبت رکھتا ہے۔

یہ مضمون کہ اس موسم میں دن چھوٹا اور رات بڑی ہونے لگی یوں ادا
کیا ہے کہ

جان ایک بڑھیا ہے جس نے چرخ کا تنا شروع کیا ہے اور رات کو نہایت لمبا
دعا کا کات کر دیا ہے۔

زالِ جہاں چرخِ زدن کو سنازداد و شبِ رشتہ بغایت و راز

زالِ جہاں = کنا یہ ہے دنیا جہاں سے جسے بڑھیا مانا ہے۔

چرخِ زدن = چرخ کا تسنا۔ رشتہ = دورا، دعا کا۔

فصل خزاں

مطلب یہ ہے کہ خزاں کا موسم آگیا۔ ہوا تیز چلنے لگی۔ پھولوں کی
بہار ختم ہو گئی۔ اس مطلب کو اس طرح ادا کیا ہے۔

جب فصلِ خزاں نے چمن میں گھر نہ لیا تو بادِ رواں گھزار میں اپنا گھوڑا کھالے لگی

صبح

رات کو سورج چھپ تو گیا تھا مگر پورا چاند تھا صبح ہوئی تو سورج نکلا
یہ مضمون اس طرح سے بانڈھا ہے کہ

چوں دل شب حاملہ مہر گشت برشبِ حالِ مہرِ کمال گشت
حائل کیا ہر نہ بل یکشبہ باجویرے زادِ دریاں کو کبہ

دیگر

صبح ہوئی اور رات کے چھپ گئے۔ اس مضمون کو یوں بیان فرماتے
ہیں۔

صبح چو برزِ علم آفتاب لشکرِ ستیاریہ فروشد آفتاب

دیگر

رات گزری صبح ہونے آئی
کہ دچو شبِ نیت خود راتِ تمام

دیگر

صبح برآوردہ چو پستہ پید بستِ سیاهی بہ پیدی امید

دیگر

کوسِ سحر کہ فلک آوازہ گشت دید بہ روزِ زمستازہ گشت

دیگر

چون صفت بر آفتاب پخت ہمہ دائرہ پڑیں آفتاب

آفتاب برج جوزا میں

جب آفتاب برج جوزا میں آیا تو لوہے لگی اور گرمی کی شدت ہو گئی۔

اس مضمون کو اس طرح بیان کرتے ہیں

خانہ خورشید بجز اگر رفت رفت در آن خانہ دوس جڑت

بادز جڑا شد و آتش ز مہر سوخت جہان ز زمین تا سپر

آفتاب برج سرطان میں

جب آفتاب برج سرطان میں آیا تو برسات شروع ہو گئی۔ اس مطلب

کو یوں ادا کیا ہے

کہ در چورہ در سرطان آفتاب چشمہ خورشید فرو شد بآب

ابر سر پر دہ بالا کشید سبز صفت خویش بجز کشید

بیان کرنا یہ ہے کہ جنگل میں نیا سبزہ لگا ہے جا بجا پانی بھرا ہوا ہے اس

مضمون کو اس طرح ادا کیا ہے کہ

سبزہ بھرا شدہ چون نو خطاں ملک جہاں گشتہ بکام بھلاں

لے پڑیں ایک خوش ہے ستاروں کا برج ثور میں جس کو ثریا بھی کہتے ہیں ۱

لے جو زار برج بادہی ہے ۱۱

صنایع بدایع | صنایع بدایع عروس کلام کا زیور ہیں۔ اس شبنمی کے اکثر شعراء
اس زیور سے آراستہ نظر آتے ہیں۔

چند اشعار متضمن صنایع میں نقل کیے جاتے ہیں :-

صنعت طباق یا تضاد

یہ صنعت اس طرح ہوتی ہے کہ ایسے دو لفظ ایک جاؤ کر کریں جن کے معانی
فی الجملہ ایک دوسرے سے مخالف یا ضد ہوں :-

خون دل گرچہ کہ بسیار برفت اندک ماند صبر ہر چند کہ بود اندک بسیار برفت
اندک و بسیار متضاد ہیں۔

دیگر

پایک بازندہ برون از قیاس چروں و جالی دل شال از خبریں

دیگر

مستی او مایہ ہشیاریش خفتہ ہمہ سلق ز بیداریش

دیگر

کرن نزرگی سخن کھمت را دوا و بکت ہمہ بقیمیت نگران

دیگر

ایں ہمہ بیداری ناخوشست کاہن دین ماننے لست سنست

بیداری و نشتن میں اور آدن و رقتن میں تضاد ہے۔

تج کشید اختر عالم منور
شکر شب کرد ہریت ز روز

دیگر

زنگی شب کرد پیدہ برت
خندہ زناں شد فلک از چار سو

دیگر

مسعد صبح کہ شد نور دا
ساخت یکے شعلہ ز چندیں شر

دیگر

از تفت آں شعلہ کہ در تاب شد
سیم کو اکب ہمہ سیاب شد
آفتاب کی روشنی دگری کے اثر سے مارے سیاب بن کر اڑ گئے یعنی چھپ گئے۔

دیگر

صبح زبس دم کہ دما دم گرفت
آتش خورشید بعالم گرفت

دیگر

روز دیگر کہ دچوتاب جہاں
مشک شب از آہوی مشرق نماں

دیگر

گشت چو دریاے پسر آگہوں
داد و داں حشمہ خور را بروں

دیگر

شد گرہ پنج چو گنبد نماں
فل مر افگند گنبد زپاں

دیگر

روز دیگر صبح چو خنجاک شد
مار سیہ در شکم خاک شد

ارصاد

یہ صنعت اس طرح ہوتی ہے کہ شعر میں ایسا لفظ لائیں جس سے یہ معلوم ہو کہ مصرعہ
ثانی کے آخر میں مندر لفظ ہوگا۔ اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ شعر کے قافیہ کا
حرف ردی معلوم ہو۔

ثقفہ دیبا بر زیبا شد یہ سب اس صورت دیبا شد
پہلے مصرعہ میں لفظ ”دیبا“ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ دوسرے مصرعہ کا قافیہ
میں لفظ ہوگا۔ کیونکہ پہلا قافیہ ”زیبا“ معلوم ہے۔

سر پیادہ خوش بود اندر چمن لیک اس سر دمن پیادہ خوش ست سوار خوش
اس مندر کے قافیہ ہم کو معلوم ہیں کہ ”زار“ ”بار“ وغیرہ ہیں پس لفظ
”پیادہ“ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس شعر کا قافیہ ”سوار“ ہوگا۔

موسے ہو گیوسے و شک شک فرق نہ بون سر موسے و شک شک
دیگر

آئینہ صورتش از سینہ رفت صورت ادراک ز آئینہ رفت
دیگر

باغ خراب از قدم بوم شوم چغد قدم شوم شدہ بار بوم

از پشیمانے کہ مبادا شام پیدا
نامہ سید کردی دیدہ سپید
دیدہ سپید کردن سے مراد بیاں نابینائی ہے۔ مگر حقیقی معنی کے لحاظ سے سیاہ
وسپید میں تضاد ہے۔ دیگر

گرمی دل نیت چو حامل مرا
سروشدا از آب سخن دل مرا
نو کم اندازن رسم کہن
پس روی پیش و ان سخن
نو کہن۔ پس و پیش رو۔ میں تضاد ہے۔

لکب جہاں نختہ بہن شد تمام
کے دہم از دست بود ارم؟
پختہ صند خام۔ دیگر

بستہ تست این دم بدگرانش بند
کاشاکہ بدگرانش نختہ
بیاں بست و کشاد میں تضاد ہے۔ دیگر

تیز چو شد خنجر آں گرم خو
پشت نہ دیدہ کس از پیچ رو
بیاں رو کے معنی وجہ و طور کے ہیں۔ مگر اصلی معنی کے لحاظ سے پشت و رو
میں تضاد ہے۔ دیگر

نشستہ ہیزیں سو دچپ گل
شادہ سرو زں سو جانب تست
دیگر

گرم شدہ از مدہ جامہ مرد
مردم بے جامہ بجا گشتہ سرد
گوش کن این گفت دکن گفت کس
بشنو و شنو۔ سخن این ست و بس

آب فردا ند چو کوہ از شہاب کوہ درآمد تیززل چو آب

دیگر

چشم پر ہر جگر گوشت تر گوشت ہر چشم شدہ پر جگر

حسن تعلیل

اس صفت کا طریق یہ ہے کہ کسی وصف کے لیے کسی شے کو علت قرار دیں
مگر وہ شے حقیقت میں اس وصف کی علت نہ ہو۔ گویا یہ صفت ایک تخیل ہے جس سے
طبیعت مخطوطا ہوتی ہے۔

چنانچہ گھوڑوں کی تیز روی کی صفت کرتے ہیں :-

از تگ شاں کاں ہر ضرزہ بد بدیوار بے سر زدہ

گھوڑوں کی دڑ سے جس نے آدمی کو بی مات کر دیا ہے ہوا سے اکثر دیوار سے سر
پٹکا ہے۔ یہ امر تو ثابت ہے کہ ہوا دیوار سے ٹکراتی ہے مگر شاعر خیال کرتا ہے کہ ہوا کا دیوار
سے سر چوڑنا اس شک و شبہ سے ہے کہ وہ ان گھوڑوں کی تیز روی کا مقابلہ کر سکتی
شدت مراد اور آتش کی صفت میں فرماتے ہیں۔

آتش از آنجا کہ بدل جائے کرد دود برآمد ز نفس ہائے سر

یہ بات تو ظاہر ہے کہ موسم سرما میں سانس کے ساتھ بھاپ نکلتی ہے جو دھوئیں سے
مشابہ ہے۔ مگر شاعر خیال کرتا ہے کہ یہ دھواں اس سبب سے نکلتا ہے کہ آج کل
دلوں میں آگ نے بج کر لی ہے۔

عکس و تبدیل

اُسے کہتے ہیں کہ کلام میں کسی چیز کو دوسری پر مقدم کریں۔ پھر مقدم کو
مؤخر بنائیں اور مؤخر کو مقدم۔

خواب من از دیدہ من آب برد آب من این دیدہ بی خواب بُد
مصرعہ اولیٰ میں خواب مقدم ہے آب پر۔ مصرعہ ثانی میں اُس کا عکس ہے۔
چرخ نہ اندر و دیوار کس تکیہ بدیوار و درش کردہ لب

دیگر

مردم یک خانہ و صد سنہ می خانہ یک مردم و صد مرد می

دیگر

چتر شاہ آن ست کہ شد چرخ ماہ چرخ مداین ست کہ شد چتر شاہ
چتر شاہ او چرخ ماہ کی ترتیب دوسرے مصرعہ میں بدل دی ہے۔ علاوہ اس کے
یہاں صنعت مرؤ المعجب علی الصدر بھی ہے۔ یعنی جو لفظ مصرعہ اول کے شروع میں تھا
وہی مصرعہ ثانی کے آخر میں آیا ہے۔

وہم از سخن زباں بر گشتم سخن زباں را بہت کم در گشتم

دیگر

آمد بہار شد چمن را از بار خوش وقتے ست خوش بہار کہ وقت بہار خوش

دیگر

لہذا اُس کو ایسا استغنا حاصل ہو گیا ہے کہ آسمانوں کی طرف پشت کر گئی ہے۔
 یہ امر ثابت ہے کہ پتر کی پشت آسمان کی طرف ہوتی ہے اور پشت کسی کی طرف ہونا
 بے پروائی کی علامت ہے۔ مگر شاہ عرنیں کرتا ہے کہ یہ بے پروائی اس وجہ سے ہے
 کہ اُس نے بادشاہ سے فیض حاصل کر لیا ہے۔

پیش درازش ہم پہر کبود نیمہ کامل یزید شد فرد
 دیگر

پشت ہفتہ بہ سمن زار با کوزش از چیدن دینار
 ادیان

یہ صنعت سطر ہوتی ہے کہ ایک کلام سے دو معنی حاصل ہوتے ہوں اور دوسرے
 کی کچھ تصریح نہ کی ہو۔

لالہ چو از کوہ برفت آں شکوہ کبک بُترید دل از تیغ کوہ
 موسم خزاں میں لالہ کی مبار پناہ پر ختم ہو چکی ہے اس سے کبک نے بھی پناہ کی چوٹی
 سے دل اُچاٹ کر لیا ہے۔

دوسرے مصرعہ کا یہ مفہوم بھی ہو سکتا ہے کہ لالہ کے فراق میں کبک نے
 تیغ کوہ سے خود کشی کر لی ہے۔

شستن او با بعمدہ نندگار رفتن او جانپ خون نندگار
 دود کی تعریف کرتے ہیں کہ وہ داناؤں کے پاس ٹہمتی ہے اور کلمے پڑے لوگوں

گرمی کی شدت کے بیان میں کہتے ہیں کہ :-

جانب سایہ شدہ مردوم روں سایہ بد بنا کہ مردوم دواں
آدمی سایہ کی طرف کو جاتے ہیں اور سایہ آدمیوں کے پیچھے دوڑتا ہے۔
یہ تو ثابت ہے کہ آدمی کا سایہ اُس کے ساتھ ساتھ دوڑا کرتا ہے مگر شاعر کا
خیال ہے کہ سایہ کا دوڑنا اس وجہ سے ہے کہ وہ بھی آدمیوں کی طرح دھوپ سے
بچنا چاہتا ہے۔

اب دوبار اسی کے بیان میں فرماتے ہیں :-

پردہ نشین گشت فلک ہو بسو باجمہ زالی شد پوشیدہ رو
یہ امر ثابت ہے کہ ابر میں آسمان چھپ جاتا ہے۔ مگر شاعر کا خیال ہے کہ آسمان نے شرم
کے سبب سے منہ چھپا لیا ہے۔ مگر تعجب یہ ہے کہ بادیو جو دیر زال ہونے کے اتنا پردہ
کرتا ہے۔

گل زکرم زرد وہاں اک نہت وز پئے خود جامہ ناز و دست
گل کے زیرہ کو زنگل کہتے ہیں۔ شاعر خیال کرتا ہے کہ یہ زرخیزی گل کی طرف سے
ازراہ گرم ہے۔ مگر خود پئے کپڑے پہنتا ہے۔ اور پئے کپڑے پہنا کتا ہے اس کے
کھلنے سے۔

از رخ شاہ زنگ چہ در یوز کہو پشت بندہ قبتہ فیض زہ کہو
مہر چتر شاہ میں کہتے ہیں کہ اُس نے زنگ بادشاہ کے رخ سے بیک رنگ کر لیا

اس موقع پر تائل سے سمجھیں آتے ہیں۔ اس لیے یہ معنی بعید ہیں۔ مگر مراد قابل ہی
 معنی بعید ہیں۔ تو اس کو ایام کہیں گے۔ ایام کے معنی ہیں ”دہسم میں
 ڈالنی“

ایام کی تعریفیں طرح جی کی گئی ہیں کہ کلام میں ایسا لفظ لائیں جس کے
 دو معنی ہوں اور اس محفل پر دونوں معنوں کا اطلاق صحیح ہو۔

یہ دوسری صورت ایام کی پہلی صورت سے زیادہ پر لطف اور پسندیدہ ہے
 اب ہم اس ثنوی کے چند اشعار متضمن ایام بیان نقل کرتے ہیں :-
 روم بگرد گیسو کارزار تیغ سے۔ از رنگ بگریز عار

لفظ رنگ کے دو معنی ہیں۔ نام ملک اور لوسہ کا میل۔ اس موقع پر دونوں
 معنی درست ہیں یعنی مروج کی تلوار جنگ کے وقت ملک و مروج کو توجہ کرتی
 ہے اور عار کے سبب سے ملک رنگ کو کہ ایک حقیر ملک ہی نہیں لیتی۔

دوسرے معنی بھی صحیح ہیں یعنی عار کے سبب سے وہ تلوار رنگ کو
 قبول نہیں کرتی۔ بلکہ ہمیشہ صاف شفاف رہتی ہے۔

درکشش تیر چہ سخت کوش زہ۔ ز کمان خودش آید کوش
 لفظ زہ کے دو معنی ہیں (۱) چمک کمان (۲) کلمہ تحسین و آفریں بیان دونوں

معنی درست ہیں۔ یعنی

(۱) جب اس نے تیر کو زور سے کھینچا تو کمان کی نہ ہک کے پاس آگئی۔

کے پاس جاتی ہے۔ یہ کہ جو اُس کو جانتے ہیں اُن کے پاس منہ پٹی جڑا اور جو بھاتا ہے
اُن کی طرف چلی جاتی ہے۔ غلہ ہذا

شاخ ہیرا برگے کردارہ جلتے گہرے باز شدہ بارگاہ

رجوع

صفت رجوع یہ ہے کہ کلام اول کو باطل کر کے دوسرے کلام کی طرف کسی
فائدہ کی غرض سے مصروف ہوں۔

سلطان کی قباد کی طرح میں منہ پٹتے ہیں۔

افسرخورشید بشاہی توئی نے غلظتِ قلب اتنی توئی
میاں رجوع کا مقصد مع میں ترقی ہے۔

پیام

صفت پیام کا طریق یہ ہے کہ کلام میں ایسا لفظ ذکر کریں جس کے دو معنی
ہوں ایک قریب اور ایک بعید۔

معنی قریب وہ ہے جو اُس مقام کے مناسب ہو اور معنی بعید وہ ہے جو اُس مقام
سے نسبتاً نرکت ہو مگر کہنے والے کا مقصد معنی بعید ہو۔ مثلاً

ع۔ آئینہ دُشمانہ برابر شدہ

میاں لفظ شانہ کے معنی ہیں (۱) لنگھا اور یہی معنی قریب ہیں اور آئینہ کی نسبت
سے اول اسی معنی کا دبسم ہوتا ہے (۲) دوسرے معنی استخوان بازو ہیں جو

یہ دوسرا ایہام ہے۔

پیل طلب کرد مشہر پیل نہ در کاؤر د آں بے مکان ایشور
لفظ شور کے معنی ہیں ۱) کاری جو نمک سے مناسبت رکھتا ہے ۲) غل
میاں دوسرے معنی فراد ہیں۔ بے مکان بصورت آدمی۔

مطلب یہ ہے کہ بادشاہ نے فتح منگایا تاکہ اُن بصورت لوگوں پر حملہ آور
ہو اور وہ ڈر کر شور و غل مچائیں۔

بچو کہاں پر خم و تیرا ز میاں تیر سا دہست و گمانش د اں
میاں تیر کے معنی ہیں کشتی کا متول۔ اور تیر آلہ معروف بھی ہے جو کمان
سے مناسبت رکھتا ہے۔ یعنی کشتی مثل کمان تھی۔ اور متول بیچ میں گویا تیر کھڑا تھا
اور کمان چل رہی تھی۔

نسیان محمد ایہ پیچارہ دل خود کہ تیرانہ زمین مست و کش کا زنی
لفظ کش کے دو معنی ہیں ۱) تیر دان۔ ۲) کش (مذہب)۔ میاں معنی
دوم فراد میں جو بعید ہیں۔

طنش شگوفہ برہ افاد و مرد شاخ بدید و بناد دل سپرد
لفظ عنادل کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک توجیع عند لیب دوم عنا
بمعنی رنج اور دل بمعنی معروف۔ اور میاں دونوں معنی صحیح ہیں۔ یعنی شاخ
نے جب شگوفہ کو مرد دیکھا تو غنڈیوں کے سپرد کر دیا۔

دوسرے یہ کہ:

۲. جب اس نے تیر کو زور سے کھینچا تو اس کو اپنی کمان سے داہ! داہ!
کی آواز سنائی دی۔

ناوک پیکانش بنیائے جنگ ایں زخطاؤر شدہ آن زنگ
بنیما ایک شہر ترکستان میں۔ اور خطاؤر زنگ نمک میں۔ یہ معنی قریب
ہیں۔ مگر مراد قافل دوسرے معنی ہیں۔ یعنی
بنیما لوٹ۔ خطا قصور۔ زنگ لوسہ کا میل۔

ایسام کے علاوہ اس شعر میں صنعت لفت و نشر بھی ہے۔ یعنی ناوک زخطا
ہی اور پیکان بے زنگ۔

گر در ہش کاں بے ہرشدیل سُرمد ہر چشم شدہ چندیل
مصرعہ دوم میں سُرمد اور چشم کی مناسبت سے لفظ میل کے معنی
قریب (سلانی) ہیں۔ مگر یہاں مراد دوسرے معنی ہیں یعنی مقدار مسافت
صورت اُن تحت گہرے با عین چو ابرو شدہ ہر چشمہ
لفظ عین کے کئی معنی ہیں (۱) انگو ابرو کے مناسب ہی (۲) میل
و ذات (۳) چشمہ یہاں دوسرے معنی مراد ہیں۔

بادشاہ کی کشتی جو تخت گاہ بے باتی بعینہ ایسی معلوم ہوتی تھی جیسے آنکھوں
پر ابرو یا چشمہ جمع چشمہ۔ یعنی کشتی چشموں کے اوپر مثل ابرو معلوم ہوتی تھی۔

لغت و نشر

وہ صنعت ہے کہ اَدل چند چیزوں کو مفصل یا مجملاً ذکر کریں۔ پھر اُس کے منسوبات یا تعلقات کو بلا تعین بیان کریں اس اعتماد پر کہ سامع ہر منسوب کا تعلق منسوب الیہ کے ساتھ سمجھتا ہے۔

حصہ اول کو لغت اور دوم نشر کہتے ہیں۔

آپ فرما دیجو کیا نظم و قیاس ہے تا بکرتا بہ گلو۔ تا بے
اس شعر میں نشر کی ترتیب لغت کی ترتیب سے معکوس ہے۔ یعنی آپ دُر پہلے کی وجہ سے
کمر تک اور قبا کی وجہ سے گلہ تک اور تاج کی وجہ سے سر تک تھا۔

جمع، تفریق و تقسیم

چند چیزوں کو ایک حکم میں شامل کرنا صنعت جمع کہلاتا ہے۔
دو چیزوں میں فرق ظاہر کرنا۔ اس کا نام تفریق ہے۔

جب چند چیزیں یا ایک ہی چیز جس کے چند اجزا ہوں ذکر کریں۔ پھر ہر ایک چیز
کی طرف کوئی بات منسوب کریں بطور تقسیم تو اس صنعت کو تقسیم کہتے ہیں۔

یتخ خوش و یتخ زبان خوش است یتخ چو آب ست و زبان خوش است

اَدل یتخ ہونے میں یتخ اور زبان دونوں کو جمع کیا ہے پھر دونوں کا فرق

ظاہر کیا ہے کہ ایک اچھی ہے اور ایک بُری۔ بعد ازاں ہر ایک کی طرف
ایک وصف منسوب کیا ہے بطور تقسیم۔ یعنی یتخ مثل آب ہے اور زبان مثل آتش

دوسرے معنی یہ کہ شہزاد کا دل بدلتا ہے رنج و غم ہو گیا۔ اس شعر میں تشبیہ اور
تکلف ظاہر ہے۔

از رخ خود پیش تو خاقان چین صورت ہیں کہ بے زین
دیگر

سایہ او پر سر مستند و فنا بند شد از لب ہمہ غظم سوا
اس میں شک نہیں کہ اس صنعت کا التزام مذاق سلیم کو نہ گوارا ہوتا ہے
حضرت خسرو کو جو اس صنعت کی طرف زیادہ میلان ہے شاید اس کا سبب
ہندی شاعری کی تقلید ہو۔

استخدام

یہ صنعت اس طور پر ہے کہ ایک لفظ کے دو معنوں میں سے ایک معنی مراد ہو
اور ضمیر لاکر جو اسی لفظ کی طرف راجع ہو دوسرے معنی کا ارادہ کریں۔
سوائے سواد آؤ دو آمد چو باد کرد ملک از خنجر تیراں سواد
لفظ سواد کے دو معنی ہیں گرد و نواح شہر اور سیاہی و تھری۔

پہلے مصرعہ میں پہلے معنی مراد ہیں۔ اور دوسرے مصرعہ میں اسی لفظ
سواد کی طرف اشارہ کر کے سیاہی کے معنی لیے ہیں۔ در اس پر لفظ ملک
دلالت کرتا ہے۔

۲۔ اعراق یعنی باعتبار عقل ممکن ہو اور باعتبار عادت محال ہو۔

۳۔ علوی یعنی باعتبار عقل و عادت محال ہو۔

از ہم پیش کہ زمین کو خاک خاک پراز شد و زمین ز خاک
یعنی خاک پراز ماہ ہو گئی بسبب نقش نعل کے اور ماہ پراز خاک ہو گیا کثرت گرد و
خبار سے۔

دین اور اکلہ اکلہ مسافہ جگہ فسادش کہ دین کلاہ
مسافہ کی بلندی میں مبالغہ کیا ہے کہ اس کے دیکھنے کے لئے چاند نے اپنی نوپی
اتار لی۔ پھر کہتے ہیں کہ بات یہ نہیں ہے بلکہ دیکھتے وقت خود اس کی نوپی گر پڑی
خواست کہ پیش ز سپہریں ماہ فرد آید و بوسد زمین

دیگر
سے فلک ز زمینش گرد ہم بفلک نہ زمین بوس کرد

دیگر
اوج معانی نہ بہتد ابر طمع جگہ گزشتہ ز سموات بسع

دیگر
عشق در و کا بجائے کشید کرتہ او گشت زمین ناپدید

دیگر
رفت زمین اچو حجاب از میا گشت پدید از تہ آب آسمان

نافہ و خلعت کہ نہ از شک دم ہر دو ہم زادہ شد از یک شکم
 ایک جزا میں فرق نہ باید گزید کہ طرف مشک شد آپدید
 یہاں نافہ اور خلق مدوح کو مثال مشک ہونے میں جمع کیا ہے۔ پھر دونوں میں فرق
 بیان کیا ہے کہ نافے کے مشک کو آہو سے نسبت ہے اور آہو معبوسنی عیب ہے۔
 بگفت حسد و کلمات نہایت شینید حریف و مطرب چنگ و باب شد
 میاں حریف و مطرب و چنگ و در باب کو یک حکم میں جمع کر دیا ہے۔

تجربہ

کسی ذی صفت چیز سے کوئی چیز اسی صفت کی حاصل کرنا۔ یا اپنے آپ کو
 شخص غیب سے جھجکا میں کن۔

خسرو من! بگذر ازین گفتگوئے نیکی خویش و بد مردم مگوئے
 چشم تو از عیب تو دیدن توست از درگاہے پرس کہ عیب توست
 چشم بخود باز کن چون خصال میں سے خود ایک بخیم کمال

مبالمعہ

مبالمعہ یہ کہ کسی وصف کو اس حد تک پہنچاویں کہ اس حد تک اس کا
 پہنچنا بعید ہو یا محال۔

اُس کی تین قسمیں ہیں :-

۱۔ تبلیغ یعنی دو بات جو عقل و عادت کے موافق ممکن ہو۔

پس خدا وہ ہر جہ کی عظمت میں کوئی شریک نہیں۔

تجربہ نہیں

یہ صنعت اس طرح ہوتی ہے کہ الف ظاظ میں شاہ جوں اور معنی میں متعارف

بہش بکام کہ بکام توام زندہ تو نازندہ بت م توام

دیگر

گل کہ پیردشس فراہم شدہ پیش پر غم سپر غم شدہ

دیگر

فلک فلک تہہ خوش نبت حجت خود کرد ہست نزل دست

دیگر

حکمت دھکش کندارد زوال ہم ز خلل عالی جسم ان خیال

پہلے مصرعہ میں تجنیس ہے اور دوسرے مصرعہ کے لفظ میں شبہ اشتقاق۔

بردرد تو آمدہ ام شرمسار از شرمین زرگزرد در گزار

دیگر

ایں خط پند مہرہ لبر کہی دے دین دے سر مہرہ ماں کہی دے

دیگر

اشتر پویندہ پولاد پائے کوہ منت از تن کوہاں نائے

دیگر

دیگر

نیم فلک ہست بزمِ زیریں چوں تہش نیست میں آن پس

دیگر

بس کہ زمیں رفت ز بزمِ پیش گھاؤ زمیں شد خوشتر پیش
 ان اشعار میں خوف کی گہرائی کی نسبت بیان کیا ہے۔
 بردہ تو ہر کہ نہ بند دگر غرق شود تا کمر اند گہر

دیگر

نیزہ درانی بنان و مصفا در شب بار از سر کیں تو شکار

دیگر

آئینہ گشتہ ز بگ صاف خشت دیدہ در دو صورت خود بہشت

مذہب اکلامی

وہ صنعت ہے کہ کلام دلیل دہن پر مشتمل ہو یعنی اس سے بطور دلیل
 نتیجہ مطلوبہ حاصل ہو جائے۔

شرک نہ در ملکش دست سدا خود تہواں بود بہرکت خدا

اس شعر میں صورت دلیل یہ ہے:

جس کی سلطنت میں کوئی ساجھی شریک ہو تو وہ ناقص ہے اور ناقص خدا
 نہیں ہو سکتا۔

دیدہ کہ نادیدہ دیدار است دیدہ و نادیدہ گزشت
 دیدہ و نادیدہ دیدار یہ الفاظ ایک ہی مادہ سے مشتق ہیں۔

دیگر

کن کن اور است ز تو کن انچہ کند کیست کہ گوید کن ؟
 کن کن کن کند مشتقات ہیں "کردن" سے۔

دیگر

نامہ محل را بہ نام خامہ کرد نامہ راحت کش نامہ کرد
 لفظ نامہ کو ناما اور نامیہ سے اشتقاق میں کچھ تعلق نہیں مگر مادہ کے لحاظ سے
 یہ الفاظ ملتے جلتے ہیں۔ اس لیے اسی صورت کو شبہ اشتقاق کہتے ہیں۔

دیگر

کون و مکان و رخت مکان کائن و من کائن گہر کائن او
 اس شعر میں پانچ لفظ ایک مادہ سے ہیں۔ اور لفظ کائن کہ فارسی ہران سے
 قبا جتا ہے۔ یہ شبہ اشتقاق ہے۔

دیگر

سکہ خود زیں فن اندیشہ زلے تانہ تشام ز نشیم زپے

دیگر

عاجب فصل آید تفصیل داو کرو فصل ہمہ و فصل دید

حضرت! بی گفتِ دل و داد جنتِ عدن ست کہ آباد ہو

دیگر

ابر شد کہ بندِ زشکوہ برق شدہ بر سرِ آتیش کوہ

دیگر

آبِ معانی زدلم زاد زود آتشِ طبعِ علمِ اودود

قلب

تجنیس ہی کی قسم میں قلب داخل ہے جس کی دو صورتیں ہیں، پہلے کے
حروف تہرِ ب ا ل ت ثیے گئے ہوں یہ قلبِ کل کہلاتا ہے (۲)، اگر حروف تہرِ ب
ا ل ت ثیے گئے ہوں تو یہ قلبِ بعض کہلاتا ہے۔

آہرِ ربِّاں جمِ نشست رعبِ عربِ ربِّہ عالمِ نشست

دیگر

قلعہٴ چشمِ آمدہ ز اں سودا م تیغِ زبانِ خفتہ میانِ نیام
ان شعریں میں کلمات رعب، عرب، میان، نیام میں قلبِ بعض ہے۔
اشتقاق و شبہ اشتقاق

یہ صنعت بھی ایک طرح کی تجنیس ہے۔ دو لفظ ایک مادہ سے مشتق ہوں تو اس کا
نام اشتقاق ہے۔ یا دو لفظ مشابہ ہوں در مادہ دونوں کا پیدا ہو تو اس کو شبہ
اشتقاق کہتے ہیں۔

صفتِ تجنیس بھی ہے۔

صفتِ قلم میں بیان فرماتے ہیں :-

آہوئے مشکینِ سرش بادِ شلغ و زدم او مشکِ بھرا فراغ
یہاں بطور استعارہ قلم کو آہو کہا ہے۔ اور آہو کی مناسبت سے سرش بخ شلغ
صحرا کا ذکر کیا ہے۔

یہ بھی صفتِ قلم ہے :-

در طلبِ صوف تراشیدہ سر گرچہ حمدِ جعدِ کندش زبر
اس شعر میں صوف، تراشیدہ سر، جعد الفاظ مناسب ہیں۔

راکِ دبا جشدہ در مقام در دلِ شب کردہ بیکِ قیام
پنج نبودہ بقیامش قعود طرد کہ در عینِ قیامش وجود
راکِ ساجد، قیام، نبود، الفاظ مناسب ہیں جو فقہ کی اصطلاحات ہیں۔
عاجی، از موج بر آب و گر بر تنِ دریا صفائش گزر

عاجی ایک قسم کا مہین کیڑا ہوتا ہے۔ اُس کی صفت بیان کرتے ہیں کہ لہروں سے
اُس کیڑے میں بڑی رونق ہے۔ اور دریا صفت یعنی اربابِ کرم اُس کو پسنتے
ہیں۔ پس :-

موج، دریا، آب الفاظ مناسب ہیں۔

چشمِ چو بگلشنِ نخستِ فاد گشت پیادہ چو گل از بہت با

دیگر

از دو طرف تخت مطوق شود وز دو طرف بخت مشرق شود
 یہاں علاوہ اشتقاق کے صنعتِ ترصیع بھی ہے۔
 چوں اثر شوق ز غایت گزشت کفہ و انش ز کفایت گزشت

سیاق الاعداد

یہ ہر کہ اعداد کو ترتیب یا بلا ترتیب کلام میں ذکر کریں :-
 پنج طرف چتر چو مہر سپہر شش بہت آراستہ از پنج مہر

دیگر

چار گھر کرد جہاں را پدید در گزشتش بہت اندر کشید

دیگر

ساختہ نہ حجرہ باز ہشت باغ ہشت بہت از تیرہ ادبا فراغ

مراعات النظر

اس صنعت کا انداز یہ ہر کہ کلام میں ایسی چیزیں جمع کریں جو با مسم نہت
 رکتی ہوں (مولے نہت تقابل و تضاد کے)

وقت نہیں میوہ پز و گرم تاب وز دہد ابر جہاں غرق آب
 ابر در افشاں ششہ ریاتوال ایرشش خود را ندید ابر الجلال

ان اشعار میں ابر آب، نور، دریا الفاظ متناسب ہیں۔ اور ابر و ابرشش

خزم و خداں چو گل از بارگاہِ سجے گلستانِ دگر حبت راہ
خزم خداں گل، گلستانِ الفت و مناسب ہیں۔

ز دلچسپی علی اللہ

یہ صنعت اس طرح ہوتی ہے کہ پہلے مصرع میں جو لفظ یا جو دوسرے مصرع
میں کسی کو لٹا میں۔

عودِ قاری کہ بھی داد دود غالیہ می ساخت گل از دود
اس شعر میں لفظ عود اور دود کو مصرعہ ثانی میں لٹایا ہے۔

تا کہ بزلت نشاندہ خیز پیشتر زمرگ بزلت گریز
دیگر

باد کہ اندر سربہ بہ قناد تاجِ سلیمان ز سرشس بُرد باد
سے سرِ حُر تو ز اختر بلند
گرچہ تبدِ برگ و نولے بشاخ برگِ نوا بود بجا بس فراخ
می کنم از تیغِ خود آن دم دین چوں کنم از خونِ خود آلود
تبر صبح

وہ صنعت ہے کہ دونوں مصرعوں کے الفاظ وزن اور قافیہ میں متحد ہوں
اور وزن میں موافق ہوں۔ ہم قافیہ نوں تو اس کو مثالہ کہتے ہیں۔
باد و نوشیں بھنا خواست کرد وعدہ و دشیں بوفارست کرد

سے چوگل ہو دہشت میں گشت زمیں پر سمن ہیں
 گلشنِ بخت سے مراد کعبادہ مطلب یہ کہ لیکھاؤں نے جب کعبادہ کو دیکھا تو گلوں
 سے اتر پڑا اور پیادہ پا ہو گیا اس کا چول سائنہ پشت زمین پر جا رہا (انرا دھنم)
 گوینہ زمین سمن دیا سمن سے پڑ ہو گئی۔ رفس دہشت میں تضاد ہے۔
 ساتی خورشید شش ماہ ہر دور ہی کرچہ ہر پہر
 اس شعر میں خورشید ماہ، پہر دور الفاظ متناہب ہیں۔

سینہ خسرو زنت سینہ زنگ خور معتدل وصل کو؟ ہر دایہ مرا
 آئینہ، زنگ، معتدل الفاظ متناہب ہیں۔

حوض کہ دوریں تسلسل نشست دورے ز دور تسلسل بخت
 فصل ہے اور شدت سرمایہ کے بیان میں کہتے ہیں کہ:-

اس قدر پر جم گیا تھا کہ حوض کے دور کا تسلسل ختم ہو گیا۔ لیکن ماہی
 کے دور کا تسلسل قائم رہا۔

دور و تسلسل اصطلاحِ محکمات اور الفاظ متناہب ہیں۔

دور کے معنی یہ ہیں کہ ایک شے موقوف ہو دوسری پر، اور دوسری موقوف
 ہو اسی پہلی پر جیسے مٹی کا وجود اندسے پر اندسے کا وجود مٹی پر موقوف ہے
 تسلسل سے یہ مراد ہے کہ غیر متناہب اشیاء کا وجود ایک ہی وقت میں ایک
 دوسرے پر موقوف ہو۔ اور یہ سلسلہ یوں ہی جاری رہے۔ ختم نہ ہوا۔

گم شدہ ام۔ راہ نام تو باشتاں بے بصیر۔ نور فراہم تو باشتاں

دیگر

بے کسے نام زدوشی کند بے گہرے مرتبہ کوشی کند

دیگر

برق ہرے تباہے دگر دشت زہر جے آبے دگر

دیگر

یتغ برگیر تا ز سر جسم تیر کشتاے کز نظر جسم

دیگر

مہر چوئی ز وقت ہفت سے چہ پی بھناے کفیت

دیگر

منزلِ سعدین شود بیج تخت مجمع بحرین شود درے بخت

دیگر

ہر طرش رہ بلبے دگر ہر قدش سیر ربّے دگر

دو قافیتین

اُس شعر کہتے ہیں جس میں دو قافیے ہوں یہ بھی ایک صنعت ہے

تن ز غنیمت بہریت سپرد نیرین جاں را عینیت شمر

دیگر

دیگر

نورِ ہدایت بچرا غمِ رساں بوئے عنایت بد ما غمِ رساں

دیگر

از حدِ ناموتِ برونِ تاختہ بر خطِ لاهوتِ وطنِ ساخته

دیگر

ہر بنے یک گلِ صد آجوبے ہر چنے صد گلِ صد آجوبے

دیگر

بر ملکِ سایہِ حرفِ بر طرف تا فلکِ پایہِ شرفِ بر طرف

دیگر

از د و طرفِ تحتِ مطرفِ شو دزد و شرفِ بختِ مشرفِ شو

دیگر

غمزدگانِ را بطربِ لکشی گشادگانِ را بکرمِ رہنمائی

دیگر

حقہ تن را بقادرِ کشائے جوہرِ جاں را بقادرِ ہمائے

دیگر

طفلِ گیار از ہوا رنجیتِ شیر مغزِ ہماں را از صبا ز دجیر

دیگر

اشارہ ہے۔

رفت و براوزنگ سکندر
ورصف پیلاں سد یا جوج لب
میاں اشارہ ہے اس واقعہ کی طرف کہ سکندر نے قوم یا جوج و ماجوج کا حملہ روک دیا
کو سندر و میں بنائی تھی۔

تفصیل الصفات

یہ ہے کہ ایک موصوف کے کئی اوصاف پے درپے ذکر کریں۔
باد اجمہ وقت ببادی و ناز بادہ کش و خیم کش و بزم ساز
لشکر مشرق زاد و دہا بہ بنگ چہرہ دل شیرہ کش و تیر خنگ
خیرہ چہرہ میں تجھیں خطی بھی ہے۔
چند ہزار شش سواران کار تیغ زن و کینہ کش و نامدار

فطیم مسیح

وہ ہے کہ قصیدہ یا غزل کی ہر بیت میں سولے مطلع کے تین تین قافیے ہوں
اور چوتھا قافیہ قصیدہ یا غزل کی زمین کا ہو۔

چنانچہ اس مشنوی میں ایک مسیح غزل موجود ہے۔

سے زندگانی بخش من! لعل کمر گفاری تو در آرزوئے مرد غم از حسرت یاد آ تو
گر شد باشد برباں۔ یا آب حیوان دہا گفاری میگوم کہ آں نبود مگر گفاری تو
زیر پس بچو باں نگر۔ در کویشاں گزم گرینچ کیرہ جاں برم۔ از غمزه خون آرتو

چرخ زبیدا و غماں تافتہ مملکت از ظلم اماں یافتہ

دیگر

چنگ نوازل ہوا سر کشید چنگ نوا زندہ نوا بر کشید

ہوا، نوا، سر، ہر مصرعہ میں دو دو قافیہ ہیں۔

دیگر

خوشہ چرخ از غلبت خانہ خیز ہر عروسانِ سحر دانہ ریز

دیگر

جلد عالم ہوتا جویش خاطر خرویش گواہ گواہ

دیگر

آتش از آن خاک کہ بل خاک کرد دو دہر اندر نفس ہر دہر کرد

دیگر

آپ معانی زد ولم زاد زود ز آتش طبعم بستم داد و داد

دیگر

یہ جو کہ کلام میں کسی قصہ یا واقعہ کی طرف اشارہ ہو جو مشہور ہو یا کتابوں

میں مذکور ہو۔

شرط اکرم میں کہ ہنگام جنگ گوہر خود رنجیت پادشہ جنگ

اس شعر میں جنابِ سالتِ ماسب کے دزدانِ مبارک کے شہید ہونے کی طرف

اس ثنوی کے یہ دونوں شعر ہی اسی طرح کے ہیں۔

ہستہ یکو تبومیرث شاہ من ریشام تبومیرث خواہ
مصرعہ ثانی میں زس بشس کے اجتماع سے کبھی قدر ثقالت
پیدا ہو گئی ہے۔

زشت ترازنگ شدہ بے شاہ پست ترازشت شدہ بے شاہ

دوسرا مصرعہ زبان پر آسانی سے جاری نہیں ہوتا۔

پاسے توراں بزمیں شدہ گاؤز میں رائیم شاہ سرشدہ
دوسرے مصرعہ میں ایک گونہ ثقالت پیدا ہو گئی ہے اس بشس کے

اجتماع سے

مولانا شبلی مرحوم نے شعر مجسم میں حضرت خسرو کی
لفظی رعایتوں کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے کہ کیس کیس
وہ ضلع جگت کی حد کو پہنچ گئی ہیں لیکن اس ثنوی میں تو
صرف ایک شعر جس کو ضلع جگت کہہ سکتے ہیں۔

ظفر شگوفہ برہ افتاد و مرد شخ بدید و بغدادی سپر

جس طرح خوب نظمی کی ثنویات خمسہ میں سے سکندر نامہ
کو زیادہ شہرت اور قبولیت نصیب ہوئی اسی طرح خسرو کی کام
قبول عام ثنویات میں قرآن مجید کو قبول عام کا فخر حاصل ہوا۔

در کوے تو برہنہ افتادہ بی نیم سر
 این نیست کار دیگرے بزم کارست و کار تو
 خواہی نمک نیش - خواہی کش درینا
 ہر چو کہ خواہی خویش - بر بستہ ام و بر تو
 چون غم بختار آورم - یا گریہ رکار آورم
 یا روبرو یا رآورم - باست جان یواری

خواہی کہ برہنہ پیش افغانی افگندہ

اینک چو خسرو بندہ نوبرہ بازار تو

و دایک جگہ اس ثنوی میں شاہ نگاہ قلیفے بھی لگے ہیں
 قافیہ معیوب | اگرچہ اس قسم کے قلیفے کو اہل سخن نے جائز رکھی مگر اس کو
 معیوب سمجھا ہے۔

باوزندہ ست بدست ہمہ وز دم او باد بدست ہمہ
 ایک اور شعر میں ایسے قافیے ہیں جن کو شاعراں بھی نہیں کہہ سکتے۔
 با د جنہاں آواز آج کہ بود خشک شدہ شاخ ہم آں جا کہ بود
 ممکن ہے کہ اس شعر کی کتابت میں کچھ غلطی ہوئی ہو۔

تت | دو ایک اشعار میں تنافزی پایا جاتا ہے۔ تنافز اسے کہتے ہیں
 کہ ہر ایک لفظ بجائے خود تو فصیح ہو مگر ان کے اجتماع سے مفقظ
 میں گرانی پیدا ہو جائے اور وہ زبان پر آسانی سے رواں نہو سکیں جیسا کہ
 حضرت نقاشی کے اس شعر کا دوسرا مصرعہ مشہور ہے:

ز نم ستوران رن پن دشت زمیں شش شد آسمان گشت

اب سے نصف صدی پہلے تک جب کہ فارسی زبان کی درس و تدریس کا ماتم تھا
تھا سکندرمہ اور قرآن السعیدین یہ دونوں مثنویاں ہائے مکتب میں داخل درس تھیں۔
اسی لیے بڑے بڑے قابل لوگوں نے ان کتابوں پر حواشی لکھے اور ان کی شرحیں مرتب
کیں۔ رفتہ رفتہ دورِ رواج کے دستِ تبدیل ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ اب ان کتابوں کے پڑھنے
پڑھانے والے نادراتِ روزگار میں شمار ہوسکتے۔

قرآن السعیدین کے اباب قبولیتِ ازلؑ چند خصائص میں جن کا ذکر ہو چکا ہے۔
اور ان خصائص نے اس مثنوی کو محض مثنوی نہیں کہا بلکہ نظم کے اصنافِ ثلاثہ کا ایک
بافزہ مرکب بنا دیا ہے جس میں ہر مذاق کا سامانِ ضیافت موجود ہے۔ قصیدہ کی جگہ قصیدہ
غزل کی جگہ غزل اور مثنوی کی جگہ مثنوی۔ پھر مثنوی میں محض قصہ گوئی پر اکتفا نہیں کیا
بلکہ ہر موسم اور اس کے لوازم کی تفصیل ہے۔ ہندوستان کے پھولوں اور پھلوں کا ذکر ہے
دلی اور اس کی عاتقوں کا بیان ہے یہ مضامین اہل ہند کے لیے قدرتا موجبِ اہتمام ہیں۔

اہلِ قصبہ ہندوستان کا ایک تاریخی واقعہ ہے اور حضرت خسروؑ نے اکثر چشم دید حالات
کو نہایت وضاحت و نظم کیا ہے۔ اس لیے تاریخی حقیقت بھی وہ حالات قدر و قدر کے قابل ہیں
چنانچہ بعد کے مؤرخین نے قیباد کی سلطنت کے ذکر میں اس مثنوی کے اشعار سے اکثر واقعات
کا استناد کیا ہے۔

ان تمام خوبیوں کے علاوہ تشبیہ و تمثیل کی ندرت اسالیبِ بیان کی تازگی، تخیل
الفاظ کی کثرت اور سببِ بالائز خسروؑ کا حسنِ بیان ہے جس کو اس مثنوی کو قبولِ عام کا خلعت پہنایا تھا۔

مثنوی

قرآن السَّعید

خسرو

ساخته گشت از ردش نام
از پسش با پیش نام
در مقام شد بعبادت تمام
یافت قرآن نام سعید نام
آل چربتا ریخ از هجرت گزشت
بود سیه ششمد و بشاد و بهشت
(از مثنوی قرآن السَّعید)

تا خسته ام بر ز راه دراز
 بر اثر حکم نه ز رشک ساز
 نوبت پیری و نم طفل راه
 عاجزم و عاجزیم عذر خواه
 خوش شمع گشته در سفته اند
 "پیری و صعب خیس گشته اند"
 نیز پای بجناب بشیر
 خلق می آید شکر شیر
 به دوری او کسب کار کرد
 از کتب خواسته انبار کرد
 خامه زن من که حسن شتی است
 به دوری تو چشم ز آینه استن
 که لک و بر رخ کاغذ داس
 عارض کاغذ که سخن آرد
 عاجزم به کاغذ زار و حسرت
 از خورشید مر که روی کست
 شعر تو به خسر شیرین باین
 خضر توئی و سخن آب حیات
 شعر تو برود و دست بسوزد
 گرچه گزشت بهت شوش صد دل
 تا دم گرم تو نفس بر کشید
 آتش سوزنده زباں در کشید

شاد بمان خسرو جنت نشین

باد بجان تو حق بنسیر

۲

۳

۴

سه سیخ بشیر این صاحب نیر که آن آفریننده بر تو سه ایام حسن چشتی اند که شایه جان میری

ایہ نئے تنوی کے اشعار کی تعداد ۲۹۴۴ بتائی ہے ۵
ورز مہسل بازگشتی شمس

نہ صد و چار و چیل و سہ ہزار (صفحہ ۴۴۴ من و ۵۰۰ نمبر)

مگر موجود نسخہ میں یہ تعداد صرف ۲۶۹۰ ہے۔ یعنی ۲۵۴ ابیات کم ہیں۔ ۷۰ عنوانات کے ۷۰ اور ۲۱ غزلوں کے ۱۹۰ اشعار کل ۲۹۴۴ یا موجودہ ۲۶۹۰ کے علاوہ ہیں
محمد منصف علی خاں شروانی

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	شکر گویم کہ جو فقیہ خداوند جہاں	برسر نامہ ز توحید نو ششم غزلوں
۲	تمام ایں نامہ والا است قرآن السعید	کر بلندیش بعدین سپہرست قرآن
۳	در تضرع بہ در حق کہ گنگاراں را	داد باران گنہ شوست ز زمین غفلان
۴	نعت سلطان رسل آنکہ میا بدیش	پڑو وارے ست نشہ زبس شاد دیاں
۵	و صفت معراج چیمہ کہ شب روشن شد	بستر اسری ش ز لعلت بیشک فشاں
۶	در حبت شاہ کہ نامش بفلک خرقہ چاکہ	نقش آن داغ شدہ خنک فلک یزداں
۷	در خطاب شدہ عالم چو بیلک خدمش	ایم و ایں گہر چند فشاخ ز زباں
۸	صفت حضرت دہلی کہ سو اودا شمس	ہست نشویدی از خر ساندہ نشان
۹	صفت مسجد جامع کہ چنان ست درو	شجرہ طیبہ ہر سو سے چو طوطی سخناں
۱۰	صفت نکل منارہ کہ ز رفعت نگرش	از پتہ خجہ خورشید شدہ رنگ فشاں
۱۱	صفت حوض کہ در قالب بگیں گوئی	ریختہ دست ملک آب خضر صوفیاں
۱۲	صفت خلیل و سرمدی جہر شہ شرف	و آمدن تیغ کشید ز پے ضعیف جہاں
۱۳	صفت آتش دہاں گرم رویا شہ بی	کہ شب و روز بود جمع دل دیوہ جہاں

فہرست مضامین

متن

قرآن العیدین

مثنوی ہذا کے عنوانوں کی دو قابل لحاظ خصوصیتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ بھی منظوم ہیں دوسرے یہ کہ اول سے آخر تک اس طرح مرتب و منسلک ہیں کہ ان کو بہ یک نظر پڑھنے سے کتاب کے مضامین کا مائل و حل خلاصہ عمدہ طور پر معلوم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ خود مصنف علیہ الرحمۃ نے ان اشعار میں اس کی جانب کتابیہ فرمایا ہے ۵

طسیر سخن مار و شیش نو دہم	سگدایں ملک بخترو دہم
نو کیم اندازہ رسم گمن	پس روی پیش روان سخن
در محرم تاجہ در نشاندہ ام	تا بچہ ترتیب سخن راندہ ام
کام ازیر نامہ عنوان کشاے	نام بلند ست کہ ماند بجاسے (منظوم ۲۲۸)

اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ فہرست مضامین میں ان عنوانوں کو یک جا کر دیا جائے اور عنونیوں جو متن کے اندر بیچ بیچ میں آتی جاتی ہیں ان کا سلسلہ جدا قائم کر دیا گیا ہے اور بطور حوالہ کے صرف مطلع کا پہلا مصرعہ درج کیا گیا ہے۔

اسی ضمن میں چند اغانی مثنوی کے اشعار کی تعداد کے متعلق گنا چاہتا ہوں۔ کیوں کہ مولانا محمد امین صاحب مرحوم (غالباً مقدمہ کے ختم کرتے ہی انتقال فرمایا جسے کی وجہ سے) متن کی جانب توجہ نفراس کے تھے اور مقدمہ کے اندر انہوں نے صرف یہ تحریر فرمایا ہے کہ حضرت

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۱۱۳	سوئے یا قوت اس گشتِ خونناہ کا	۳۲
۱۱۶	قصدِ یوسف گم گشتہ بہ پیر کھان	۳۳
۱۲۰	پیل خویش انہی خون مست کند و میدا	۳۵
۱۲۳	پیل بندست دوداے کہ پہنچد بختاں	۳۶
۱۲۶	ماہرے کے زخون بوش را بیاں	۳۷
۱۲۸	شریت آب حیات لڑپئے سوز بھراں	۳۸
۱۳۲	برادر چو گلی نویر سسٹر و اں	۳۹
۱۳۷	برشہ شرق یکجا عرض اس جوہر اں	۴۰
۱۴۲	چرخ گردانت بگرد میراثیاں گزراں	۴۱
۱۴۵	موج دریاے کدقہ زکراں تا بکراں	۴۲
۱۵۰	ہم ہراں گونہ کہ دماغ وز دبا و ذراں	۴۳
۱۵۳	تو اں خارج شاں گفت نہ داخل چاں	۴۴
۱۵۹	نزد اں روح ملک برد سلام بزاں	۴۵
۱۶۲	درداں چاک نہ درہ ظلمت ز میاں	۴۶
۱۶۳	نمود در دل شب گور بود پیر و جواں	۴۷
۱۶۴	کہ ہمہ کار گزار فلک اندازد وراں	۴۸
۱۶۷	کہ گرفتند و مسعود یک برج قراں	۴۹
۱۶۲	بیے سوادیش بخوان نسخہ آب حیاں	۵۰
۱۷۳	شیر خدایت بیاں سرش فرشتہ	۵۱
۱۷۴	دو گلو دست زنی خویش برید ز دہاں	۵۲
	ذکر پیغام پر سوئے جگر گوشہ خویش	
	گفتن شاہ جہاں پاسخ پیغام پر	
	باز پیغام پر پر بر پسر خود کہ بزم	
	باز پاسخ ز پسر سوئے پدر کا سپہرا	
	باز پیغام پر بجانب فرزندِ عسکریز	
	باز از شاہ جہاں پاسخ پیغام پر	
	از پدر آمدن شاہ جہاں کی کاؤس	
	رفتن شاہ کیومرث و بتوزک تاریں	
	اتصال مہذخور شید و قرنِ سعیدین	
	صفت کشتی دوریا بمسیان کشتی	
	ذکر داسپ فرستادن سلطان بہ پدر	
	وصف اسپاں کہ شہرعت بخروج و دخول	
	صفت آن شب با قدر کہ تا مطلع فجر	
	صفت شمع کہ چون بر سرش آید قہر من	
	صفت نورِ چسپہراغ کہ اگر بر تو او	
	صفت سیرِ رنج و دردش منزلسا	
	صفت اخرواں طلوع و وقتِ سحر	
	صفت بادہ کہ مینی چو خطا بعد از	
	صفت توابہ کہ بہر حرمِ خستہ روز	
	سخن ز صفتِ سحرچی کہ گراں نازک را	

نمبر شمار	مضمون	صفحه
۱۳	جنبش شاه زوپی زپه کین پدر	۴۸
۱۴	صفت قصر نو شهر نو اندر آب	۵۴
۱۵	صفت فصل خزان و فصل غرم پناه	۵۰
۱۶	صفت فصل بهار آن که چنان که دوزخ	۶۸
۱۷	صفت موسم نوروز و طرب کردن شاه	۷۲
۱۸	صفت چتریه که زپه چشم خورشید	۷۴
۱۹	صفت چتر پیدایش آن چتر پناه	۷۵
۲۰	صفت چتر که اصل است و خورشید صبح	۷۵
۲۱	صفت چتر که بنبرست ز سر بنبری شاه	۷۶
۲۲	صفت چتر که گل گز شده از گل گز او	۷۷
۲۳	صفت دریا ش که نزدیکش از میت نا	۷۸
۲۴	صفت تیغ که با خنجر نیا مش گوید	۷۹
۲۵	صفت خنجر که کماست که بیا زوی شست	۸۰
۲۶	صفت تیر که برانش بنیت سخت است	۸۱
۲۷	صفت دایت حل و سیه اندر سر شاه	۹۲
۲۸	عزم سلطان بسوی منه بیایان بیا	۸۰
۲۹	ذکر آیه آن قلب شده از قتل غل	۹۱
۳۰	نامزدن شکر بزرگ سوسه اوده	۱۰۰
۳۱	صفت موسم گرما و بره میستن شاه	۱۰۶
۳۲	صفت خرپزه که ز پرولی آنجا که بود	۱۰۹

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۲۲۸	یہ سوز سے شود و نقش بر آرد بریاں	۷۳
۲۳۱	بہجہ بر جیس بقوس دقرا اندر سلطان	۷۴
۲۳۵	کہی جویت خطا را بدستی بریں	۷۵
۲۴۴	از پے اختر و صحبت ارباب جہاں	۷۶
۲۵۶	تا ابد باقی باد او مبادش پایاں	۷۷

غزلیات

۲۰	اسے زندگانی بخش من لعل شکر گنار تو	۱
۳۶	اسے دہلی واسے بتان سادہ	۲
۴۰	شد ہوا سر و کنو اتش و خرگاہ کجاست	۳
۵۰	سوار چاکب من باز غم شکر می دارد	۴
۶۰	برگ ریز آئد برگ گل و گلزار بر رفت	۵
۷۲	آہ بہار و شد چمن دلالت زار خوشش	۶
۸۶	گل امر و ناخبریں شبست بر ناست	۷
۹۰	دوش ناگہ میں دل شدہ آں مہ بر سید	۸
۹۹	تبع گیر سیر تازہ سر بر ہسم	۹
۱۰۵	از دل پیام دارم برد دست چون رسام	۱۰
۱۳۶	بہار غسایہ بیدست و تب دیسایہ	۱۱
۱۳۳	وہ کہ اگر روئے تو در نظر آید مرا	۱۲
۱۵۲	خوزم من لحظہ کہ مشتاق بیاد سے برسد	۱۳

نمبر شمار	مضمون	صفحه
۵۳	سخن از وصف پیا که پس جنبش نوح	۱۰۳
۵۴	صفت ماتی رعنا که کند مستان را	۱۰۵
۵۵	صفت چنگ کبیه موت بن کبک لیر	۱۰۷
۵۶	صفت کاس یاب برش کفچه دست	۱۰۸
۵۷	صفت شاک که بر خطه زدم دادن او	۱۰۹
۵۸	صفت نکت که در دست کسان بد پاس	۱۸۰
۵۹	صفت پرده و آن پره شینان بگرف	۱۸۱
۶۰	صفت ماده خاص که ز خوان بهشت	۱۸۳
۶۱	صفت بیره تنول که نزد همه خلق	۱۸۵
۶۲	صفت نغمه گری باستان مطرب	۱۸۶
۶۳	صفت تاج مفضل که پیرایه زشاه	۱۸۹
۶۴	صفت تخت که همچو فلک ثابت بود	۱۸۹
۶۵	صفت پیل که شد داد یغز ز غریز	۱۹۰
۶۶	صفت صبح دکلایه سیاه و چتر سپید	۱۹۵
۶۷	صفت چینه خورشید بر بیست سپهر	۱۹۷
۶۸	شب دیگر ز پنهان طاقست و شام	۲۰۱
۶۹	درد و دایع دو گرامی که پدر را در اشک	۲۱۱
۷۰	صفت موسم باران و بره رقت شام	۲۱۶
۷۱	سخن از وصف قلم آنکه بلوح محفوظ	۲۲۵
۷۲	صفت مجمره کوگر چه سیاه دارد دل	۲۲۷
	خون قریه سوی دست بدمد وقت کشتن	
	بیک آمد شد خود پیش دست و غلطان	
	موی ساق دگرش تا بر می آویز را	
	که در آن کاسه خالی است نعم چند انوار	
	کله مطرب پر باد شود چون آب سال	
	صحن گرداشته و کوبش پامین بچه سال	
	که بر دست نمایند هزاران دستار	
	چاشنی داد بر کام و زبان لذت آں	
	باز آن نیست بنای قبه بندوستان	
	که بس لحن کند زهره جو گیرند الحان	
	آں پسر که سر کس تاج شد از خاقان	
	و از شره شرق بخورشید شرف داد مکال	
	که شد از جنبش او کوچه دوریا لرزان	
	و قن شمشیر بد روز شب نور افشان	
	که کند بر تو او ماه سمارا تابان	
	در پدر دادن بند و ز سپر گوش بر آن	
	مردم دیده همی رفت ز چشم گریان	
	جانب شهر شدن از لب فلک بکران	
	هست آوازه صفتش با خلق الله بخوان	
	آں میای دلش بایه علم ست و دیان	

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شکر گویم کہ بتوفیقِ خداوندِ جہاں	بر سرِ نامہ توحید نوشتم عنوان
نامِ اس نامہ والا است قرآنِ سعید	کز بندش بسعدین سپرِ قیاس
حمدِ خداوندِ سرِ ایمِ نخست	تا شود اس نامہ بنامش دست
واجبِ اولِ بوجودِ قسم	نے بوجو دے کہ بود از عدم
پیشتر از وہمِ خسرو پرور اس	بیشتر از فہمِ فراست گراں
نورِ قرآنِ بصیرِ دوریں	دیدہ کائناتِ دلِ عبرت گزین
فکرتِ صاحبِ خرد اس خاکِ او	معرفتِ عجزِ درادراکِ او
دلِ متحیر کہ چہ دانند و را	روحِ دیریں گم کہ چہ خوانند و را
زہرہ نثارِ درخوشتِ فیض	تا کند اندیشہ دیریں راہ تیز

یعنی خداوند تعالیٰ واجب الوجود است، ای ذاتِ متعقی وجودِ دوست، اول است ای وجودِ پیش از ہر چیز است پس واجبِ اول صفتِ بعدِ صفتِ مسمیٰ خداوند، و اولِ راضی است، واجبِ آشنی، زبیر، آتش، از کجی کہ واجبِ اخیر است، یعنی بصری کہ نظر بواجبِ موردِ مضمون حکم و معنی، یزدی می نمازد و نورِ عینِ وقتِ سالی اور ای افراہ ۱۲ اسے انراں روشتِ خیر گفہ کہ جولان سے دلِ درخوشتِ دیدہ رافتِ تہذیب و رمانہ ۱۰

نمبر شمارہ	مضمون	صفحہ
۱۳	زمزم کرشمہ یک رہ گزرتے بسوسے من کن	۱۵۸
۱۵	نہر بکشتائے لعل میگوں را	۱۹۴
۱۷	آفت زہد و توبہ شد ترک شراب خواہ من	۲۰۰
۱۸	آرام جانم میرود جاں را بصوری چوں بُو	۲۱۰
۱۸	سخت دشوار است تنہا مذہن از دلدار خوش	۲۱۶
۱۹	بازا بر پیرہ از ہر سوسے سر بر می کنند	۲۳۰
۲۰	عمر نگشتہ مرا باز کہ جاں باز آمد	۲۳۴
۲۱	نامہ تمام گشت بجائتاں کہ می برد	۲۵۵



نوٹ۔ مذہب بالاطریق پر متابین جن کی فرست مرتب ہو چکے کے بعد حضرت امیر کے دیوان فقہیہ فقہیہ کے ایک نہایت قدیم نسخہ کا حال معلوم ہوا جس کے مصنفین کی فرست بھی منظوم حوالوں کے یک جا جمع کر دینے کے ذریعہ سے مرتب کی گئی ہے اور غلب ہے کہ یہ ترتیب خود مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی دی ہوئی ہے۔ علاوہ بریں اس مشنری کے ذخیرن مطلق سے اسی قد زمانہ در پر از معلومات تمہید فقہیہ کا جمع ہو جائے گی ایک نہایت عجیب اور نادر قرآن اصدیق ہے۔ ایک سے زیادہ امور میں تو یہ حقیقت ایک ایسا طیفہ ہے جس کی توجیہ صرف خسر و کے روحانی فیض کے حوالہ سے ہو سکتی ہے۔ بزوالہ مضبوط

محمد مقصدی خاں شہر والی

خیرت غیر از قدرش دیر
 شرک نہ بر ملکش ہست سائے
 پاک ز امکانِ تعینہ چو غیر
 خود نتوان بود بشرکت نہائے
 فطرت ہستی نہ بابِ بیافت
 نقشِ صورت کرد۔ بآلت نہ کرد
 بے سبب غیر مسلم بر فرات
 بر فلک طمسِ دولت نکرد
 چون در نقشِ طرازِ تن ہست
 آن کہ گنجِ خیال و صورت
 پاک ز آلودگی آب و خاک
 نے کس از وزادہ فتنے اور کس
 دیدن خود گفت بکارِ نہفت
 دیدن او ہست ز مردم دروغ
 چشمِ بہت بینش چہ بیند جو
 بہت مکان رہ بجہاتِ مصفا
 بے عمدہ جاؤ ہمہ جاہروں
 راستی او بدستی کہ خواہست
 در جمہ جاؤ ہمہ جاہروں
 راست درست اپنے کند جہاں ہست

معنی یعنی مرتب قبل نشانی از ست از آنکہ غیر از ہر غیرت برود و دوی مروت و کنتہ بہ غیرت و اقران و نہفت
 ممکن الحصول باشد مندر ہست از امکان تیرہ است ایس میت ترجمہ: کاندہ کلا بصارد و ہویدہ کلا بصارت
 یعنی میان او رائے یا نہ اویشانی درستی یا بدینی را کہ کہ "کرس برہا نظر تو ایم ایل پوشیدہ از چشم ناہرہ" معنی غیر
 شینہ اصبع ہر دم است ایس مصحح تلخیص بہت کدہں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از معراج: یا محمد صغیر پر سید ندک یا سئل
 قنہ ما دیدی جواب گفت خودائے تالی ز ست پروردگار و تو

آدمی اس جا پہنچ راہ دوست
 لیک سخن کے رسد آنجا کہ است
 ہر کس از آمدہ در گفت و گوے
 معرفت از ہم پوشیدہ روے
 خوش عمل و در بہش انگذہ سم
 عت و معلول در و ہر دو گم
 کس نہ سہ در راہ بہ تحقیق او
 در برداراکہ بتوفیق او
 من کہ جب ہستی من نیستی است
 ہستی بے نیست نہ انم کہ ہست
 ہستی باز و خرد اند کے است
 ہستی ہا ہستی مایکے است
 نیست شناسند ہستی مگر
 آنکو و رایت ز ہستی گذر
 نیستی از ہستی او نیست دست
 ہستی بود نیست شود ہر ہست
 ثابت مطلق بصفات حمد
 ز ندہ باقی بقیائے ابد
 بود در اول کس اندویش نہ
 ماند در آخر کس از ویش نہ
 حادثہ را بہ از شش کارنے
 نقش رفت با ابدش یارنے
 حکمت و حکمش کہ نذر و زوال
 ہم نہ خل خل و ہم از خیال
 کرد خرد و جدت اورا بخود
 ثانی او مستغندر وجود

لہ سم، تھم نہ کنایت از عجز و در بدن مست حاصل معنی اس کہ چون دلیل در راہ معرفت حق پہنچے
 خرمیدے مدائے کہ بوسے ثابت شدہ معلومے کہ از سہ اصل آید نیز کم ولاتے خواہد بود پس ہم حکمت
 و ہم معلول ۱۱ تھ ثابت لے ہو جو و ایم مطلق اسے تنزہ از جمیع قیود مہر او با حدیث صفات آنکہ ہر ایک
 از صفات حق فی نفسہ واحد است کثر و تعدد بجزۃ تعلقات است مثلاً ہم کے است و کثرت او بہت یکشت
 معومات مست و تعدد دیکے تعدد او باعتبار تعدد و تعدد است اس پنیں سیر صفات ۱۲

راستی روی برو دین صلا	داده درستی بشکست دلاں
غمزدگان را بطرب دل کشے	گم شدگان را بکرم رہنمائے
مونس ہر دل کہ فرغیش نیست	محرم ہر شب کہ چرخیش نیست
ہر چہ تا وہ در خط امکان است	ہر چہ جزا و بندہ فرمان است
روزی ہر کس پر ساند بے	منت روزی نہ بندہ بر کسے
داوطلب روزی تن را کلیہ	خستہ و ناجستہ بخواہ رسید
کن مکن اور است ز نوتا کن	ہر چہ کند کیت کہ گوید مکن
عالم برق نہ تقسیم کس	ہر عہد ز دیافتہ تقسیم نہیں
ہر چہ کسند در گل و در جزا اثر	کلی و جزیش بوداں خبر
مور پنهانے کہ نہ پئے رست	اویشب تار بہ اندک جاست
انچہ بیتی ریش حرف جوست	خامہ گزاقسم صنعت است
صانع بے عیب منت بری	نور قزاقے قسم و عشتہ می
غالیہ ساسے شب مشکیں پر	پردہ برانداز سپہر بند
نور دہ انجسم فرشتہ تب	سبز کن خاک بتا شیر آب

۱۵۔ سونے حق و اہل امکان است لے از ہر ممکنات مخلوقات است یا اگر قدرت است یعنی ایجاد و عدم آن نزد او برابر است امکان یعنی قدرت بلیا را کہ ۱۶۔ است یعنی لب را کلیہ تن گویا کہ از شے در روزی او کشد و شود و اگر روزی کہ تصور از حق متعصب خود دن و شامیدن نیست کہ چہ شخص کہ در حیثت تمدن و تمدن است روزی است و میترس از کلیہ سخن مراد است زیرا کہ سخن سبب تحصیل مسبابہ معاش است ۱۷۔

گر پہ نیب یہ زمین خاک ر زانچہ شوم بر در تو بستگار
ہم تو ام بہت اُمید تمام کز در تو رد نشوم و اشدام

در تصرع بہ در حق کہ گنگاراں را

و ادبار ان گنہ شومے ز عین غفراں

سے بکلات قدم آ رہے	تہہ شبست زمیاں نہستے
فات تو پیدا تھے نے چون	من ز تو پیدا تو از خویشتن
نیت تہ سے کمال تو کس	ہستی خود ہم تو شنائی پس
دانش ہر کس کہ بسویت گزشت	یک قدم رفت بخون تاب گشت
فکر دین پر دوہ راز ایستاد	بانگ نہ دش حیرت باز ایستاد
عقل دین خطا لٹنے نیا فت	خطا ماں جہت دفنانے نیا فت
دل تو داوہ است نشانی مرا	در تو رسم گر برسانی مرا
سوئے خودم کش کہ اتھی شوم	خازن گنجینہ اشا ہی شوم
آں عل آور زمین اندر وجود	کاں تو ام راہ تو اندر خود
وانچہ دلم راز تو دوری دہ است	و دور ترک دار کہ دوری بہ است
نور بصر دہ بشناسا یم	تا بنو جس نہ بہ تو میناسا یم

۱۱ شہ شہ اول یعنی شک و شبہ یا کسی معنی نظیر یعنی اس شبہ ازمیں برنست کہ کے نظیر یا شہ شہ یعنی یس کثر غشی

سلسلہ آب زن بر زره
 باد محیط کرہ آب ساخت
 کحل شب از دیدہ پنجسم نمود
 طالع مردم ز شمشاد نخت
 ز آب چنان کرد مصوّر خیال
 نقش چنان بست بر تن کمر بست
 قصر جبر را بہ ہمیں داوری
 دفتر دل را خط شای نوشت
 جان کہ بس رسم و افش داد
 گوش باواز سخن تان کرد
 ما کہ نبودیم۔ بو و آدمیم
 کیس در اگر او نکند دے بہا
 نور بصر داد کہ مینا شدیم
 معرفت گر نشدے رہنمائی
 گر بعد از اندیشہ جگر خوں کنم
 طاقت مانے کہ مش بے قیاس
 لے صفت بندہ نوازندگی
 طوق زین کرد و گرد بر گرد
 تار بہ سپہ امن آن بفرخت
 نور دل از سینہ دم نمود
 کرد بتقویم خایت درست
 کاس بتصور نمید جمال
 کش بدل خود نتوان نقش بست
 ز آب و گلے کرد عمارت گری
 جائزہ مسرہ الی نوشت
 پر تو سے از نور بد آیش داد
 وز سخن آفاق پُر آوازہ کرد
 از عدم از نے بوجود آدمیم
 دولت ایں خانه کہ واسے بہا
 چشم کش شد کہ کشتنا شدیم
 نے ز خود آگہ بندے نے از نہ
 شکر چنیں م جتنے چوں کنم
 ولے براں کس کہ گوید پاس
 از تو خدای و ز ما بندگی

جز تو نشاندہ ایس راز کیست
 کہ چو آوردی و باز مبری
 جز برہ خویش ندارم مدار
 پرودہ بر انداز کہ چون لاشوم
 گم شدہ ام راہ نمایم تو باش
 وامن تریاب ندارم بجائے
 سانشہ سوختنم چوں خصال
 گر چہ تن من ز پئے سوز رست
 لے گئے آمر نہ شفاعت پذیر
 من کہ نہ نیکی ہمہ بد کردہ ام
 نیک ہم نیک نشہ بیچ بد
 در بد و نیکم تو ایمید وار
 خود منم از فعل بد و کرد و رشت
 کندہ چو در سوختن آرد و بال
 ہست چو انعام تو لے کار ساز
 مر جتے کن کہ گنہ کردہ ام
 عدل تو گر حکم بطاعت کند
 کا مدین در حق باہر صیت
 ہم بسوئے خویش فرازم بری
 ورتو ایمید ندارم مدار
 پرودہ کشائے در لاشوم
 بے بصیر نور فرازم تو باش
 وامن از عین غایت بشوئے
 آب ز سر چشمہ غنیمت رساں
 رحمت تو از پئے ایس روز رست
 پر گناہ را بکرم دستگیر
 نیک و بد خود بتو آردہ ام
 از من بد ساز کش نیک خود
 نیکی بپذیر و بدی در گزار
 کندہ دوزخ نہ نال بہشت
 پیشتر از سوختن کن نال
 ق از من و از طاعت من بے نیاز
 نامہ اعمال بسیدہ کردہ ام
 بچو منے را کہ شفاعت کند

قوت دل بخش ز دین خودم سینہ قوی کن بقیہ دین خودم
 تا چون ز عین تو قوی دل شوم بو که تو انم که بمنزل شوم
 در دندارد دل بے حاصلم چاشنی درد نه اندر دلم
 حسن عمل نیست که پیش آورم عذر بر سوا بی خویش آورم
 بر من رسوا شده عیب کوش عیب تو پوشی که تو بی عیب پوش
 گر همه نیک ست عمل یابدم دیده برافروز عیب خودم
 چون کژی دل کندم خود پرت آئینه راستی هم ده بدست
 در بسوسے راستی آید سرم راست چنان دار که راست نگذرم
 هر روز خیرے که بگیرم پیش راه برم بخش به توفیق خویش
 آنچه ببارد بر دامن کار از من و از خاطر من دور دار
 معرفت ده که شتا سازم بخردیم بخشش که داناشوم
 نور هدایت بچراغم رساں بوسے عنایت به ما غم رساں
 لے ز کرم پر دل باد کشاے گم شده گان را سوئے خود رهاے
 بر در تو بسته ام امید بار بار کشا بر من نیست و بار
 باز کن از روضه رحمت دے بو که بیایم ز سعادت برے
 از در خویشم بدر کس مراں خود چکشاید ز در دیگران
 من که بکلم تو دریں کارگاه از عدم این نوزده ام بارگاه

اے کرمت غل گزرا حساب ق مرمت کن کہ یوم الحساب
گر مثل نیک و اگر بد شوم در کف غل محبت شوم

نعت سلطانِ مصل آنکہ میبادش

پروہ دایست نشتر پس شاد ویاں

پیشہ و کو کبہ انبیا	کو کیش از منزلت کبیر
کون و مکان در خط امکان	کاین و من کاں گہر کاں او
کرد لو انصب در ایوان ہو	تحت لوا آدم و من دو تہ
از حد ناسوت بیرون تاختہ	بر خط لاہوت وطن ساختہ
لعل سے از خاست اگر شدہ	خاتم انگشت یہ اللہ شدہ
خاتم از ہفت فلک ملقہ سنا	یافتہ از مسر نبوت طراز
گر چہ سیلماں شود انگشتیں	خضر اور انر سد در گنجیں
گرد شدہ و طلقہ پیمیں	ناتش مسر نہادہ براں
ختم نبوت شدہ بر صان او	معصیت ختم آمدہ در شان او
سکہ چو از مہر نبوت کشاد	محمد تش نام محمد نہاد
طرفہ کہ ہر حرف کراں کم کنند	قامدہ خاص فراہم کنند
گرد بن مہم شود زونہاں	حد فداوند کند بے دہاں

کے شوم از طاعت خود رنگا	تا نشود عین تو ام دستیار
عذر نہ و جرم زاندا زہ میش	خاصہ کہ چوں بنگرم احوال خویش
کار دو عالم کرمت ساخته	لے بنیات علم افزا خستہ
جز تو کس از منبر تو آگاہ نیست	در تثنیستہ تو ام راہ نیست
باز رہا ہم کہ رہا نسنده	منبر مرا چوں ہمہ دانستہ
نامہ من خط نجات من ست	گزر تو بر خلد برایت من ست
در کہ پناہ ہم کہ ز تو وار ہم	ور تو کنی سوئے جہنم رہم
عفو تو کوکت شودم عذر خواہ	عذر نہ دارم چکسہم برگناہ
از منبر من در گزرو در گزار	بر در تو آمدہ ام شہ مسار
ہم تو کنی روئے سیاہم پیہ	روئے سیاہم تو دارہ امید
کار من آخر ہمہ بردست است	کار بہستم چونہادی سخت
دست ز کار من مسکین مار	دست من اں دم کہ باند ز کار
ذیل کرم پوش بریں تنگدل	از عل خود پوشینم خجسل
مشعلہ دہ زانار القہم	در شب تاریک چو مینی رہم
شام مرا شمع شب افز و بخش	چوں شب من تیرہ شود در بخش
ظن خودم بخش در آن آفتاب	صبح قیامت کہ بود گرم تاب
سب کفر بخش ز جسی کفا	پیش تو آرم چو حساب جفا

دیر تنی با گشت گاه بار	باید کشت عیسی و خضر آید ار
پیش چنان چشمه در یاقین	نوح نبی آبی خود در هر اس
موسی اگر در ره ادیت پیک	کر آری گوید و انظر ایک
ز ان میخ گلگون که گل افشان شده	نار بر اهیسم گشتاں شده
خوسه خوشش چون خوسه گل گشت پای	از خوسه او گل بیدیده ز خاک
گل که لباس خوشیش در برست	از خوسه دیباچه پیچیده است
ساخته با حجره به از هشت باغ	هشت بهشت از تر اود با فراغ
حجره نه و غلله نه از هشت میش	یعنی از ان هشت بیک حجره پیش
تا بسیر عرب آن جم نشست	عرب عرب در همه عالم نشست
خطبه لولاک سپرد داخته	منبر نه پایه از ان ساخته
هستی اوتا بعد م حنه بود	نقش وجود از همه بیگانه بود
چون ز وجودش عدم آوازه یافت	تخته هستی قسم تازه یافت
سایه محش که ز گردون گزشت	رزق رساں بر همه آفاق گشت
سایه زبس نور نه بد پیش و پس	سایه خورشید نه دیده است کس
سایه نه و خل سلامت ازو	سایه خورشید قیامت ازو
اتپے خورشید قیامت جساں	ساخته از گیسوے اوساں باں
موتے موتے گیسوے او مشک مشک	فرق نبوده بر موتے ز مشک

و ز میان حلقه ها گشت دو
 و رکب میسم دگر برکش و
 نادره ناله که به حرف خویش
 نام محمد بدو تدویر میم
 یعنی اگر کس ز محمد پرد
 بلکه محمد بدو میسم درست
 حلقه او سدر یافت
 در شب تاریک عدم ره نبود
 نور نخست چو علم بر کشید
 هستی از آن نور چراغ بدست
 یافت نخست آدم از آن نور تاب
 چشمش از آن نور چو بینا شده
 باد میخاکش چو دما زنده
 مرده میخاکش بدو بستدگی
 سیدم آدم دم از ویافته
 بلکه خود آدم بر پیش خاک بود
 آتش بدو آه پوشده تابناک
 و ز لای دهر آن شاخ نور
 و ال بر حمت شد و آن در کشد
 نادره بخش از اندازه میش
 در حد خود یافت و چشم سلیم
 چشمش آن به که ز حد گذرد
 یافت و حلقه بخد خویش حست
 هر دو جهان بسته آن یافته
 و رچه که ره بود کس اگر نبود
 شام عدم را سحر آمد پدید
 راه نمانگشت بهر کس که هست
 عطسه زد و از دیدن آن آفتاب
 عطسه او نور میجا شده
 مریم از وحسا طار از شد
 دم زنده پیشش از زندگی
 زخم عصا مرهم از ویافته
 خاک ورا کرده ملایک سجود
 دولت او گشت بیک مشت خاک

من که بدل بسیم نیست کار	رست نگر دم بجز آن رستگار
نے ہو گفت اگر از گفت	کا پنجه بگفتند بد و باز گفت
ماه زیر شش اثر سے یافتہ	تاب نیاورده و بشت گماشتہ
گرچه شب چار و ہم راست	چارده سہ توانش نزل چارده
ابزد و مژگان تسلیم و نون ہم	صورت اسورہ نون و تسلیم
ایمی دانا کہ بعلم فزون	رانده قلم بر ورق کاف نون
بے خط و قرع اس ز علم ازل	مشکل لوح و قلمش کر و حل
چون قلم از انہ علمش نہ آست	علم بدل کرد و قلم را گزاشت
اعلم حافظ بوجود علم	قصص صادق ز عرب تا بحکم
آنکہ دریں پرده مخالف نہ است	گو بکجا زانے کہ حجت بجاست
ایں کہ نمی گفتہ او گفتہ	مردہ توان گفت اگر گفتہ
ہست مہمی گر سخن آن بشر	تو بشری نیز جوئی دگر
آینچہ دل از یک نقطش گم بود	کے بحدہ فکرت مردم بود
دور شوا از حجت غیبت بدور	کیں ہمہ گفت آنکہ بدانہ حضور
سخت ترین کفر کہ اسباب است	غیر بر این نشد ستمد است

۱۱۔ دریں شرح تفسیر میں ہے کہ یہی قولی قرآن گفتہ اکلام ہی ست کلام نہ نیست اگر تو ازیں مفرغ فصل تو
مردہ توان گفت ۱۲۔ دریں بیت ہم تعقید ست یعنی اگر قرآن کلام ہی ست کہ او بشر ست آخر ہم بشر ہی
مثل ادبگو شرح آید کہ کسٹھری شت مم تزلزلنا علی عبدنا وانا لیسو منا من مثله ۱۳

بے غلط آنجب کہ چنیں ہو بود	مشک گویم کہ ز آجو بود
کعبه ز مشکش بزمیں دادناف	خوش دم از و نافه عبد المناف
امت از ان سلسله مشکائے	یافه منشور نجات از خدائے
اندر مش غرقه آب فنا	یافه در بحیر بقا آشتا
ایمنی امت از ان گوید جنت	کامن خود از ایمنه خود بشت
عون عباد الله از ان ساں نمود	کافیت عبد الله اش آساں نمود
عذر ز عاصی بود اندر گناه	طرفه کرم من ساصی و او نه رخواه
سنگ و قارش بصف صطفا	مرد و سلم آه و کوه حفا
تیغ زبانش که چنان تیسر بود	بد گهرش میں کہ بسنگ آرمود
سنگ کہ برگو ہر تیغش رسید	زمنہ دنداناش از ان شد پدید
گرچه کہ دندانه فادش تیغ	ہم سہر بدخواہ برد بے دینغ
شرط کرم میں کہ ہنگام جنگ	گوہر فرور بخت بپاداش سنگ
خضر تیزش جہت تن شد زبان	تا کند آیین بشہادت بیان
ریختہ از لب ہمد دیر شین	رشتہ آں دُر شد جہل متین
خضم رکیکش بہ بیان و منفعت	شاعری گفت ارچہ کہ شعرے گفت
آئندہ بد و دوحی پیاسے رسد	شاعر کہ آب بد و کے رسد
و انکہ سخن بہت کند از دروغ	پیش چنان مرد نہ ارد و دروغ

خیر بود یای ابدی سے راہ	دو نویدش کہ ازین قعر چاہ
داعیہ دعوت یزدان بت	رو کہ کشادہ در احسان بت
مقطر اہل نظر سے وہ بخویش	منظر انسہ مدیک بہ پیش
پسے برون نہ زمین و زمان	بازگشت دست و بر آسمان
نغمہ در عالم بچوں فلک	خیمہ ازین دیرہ بیرون فلک
ساقی سے عرش فرست از قدم	در قدم افر از بزرگ رسم
برگزراں منبش قلب از فلک	بازگشت آصف جناح از ملک
تبع برون کش سر شیطاں بزین	قلب رواں کن در سلطان بزین
خبر بدولت بر کاب آریئے	فرصت آن نیت کہ شنی بجائیئے
رے از ایں مجمع دولت بت	صاحب مجمع کہ ایں مرده بت
کر دیشاق شتاب از نو بت	برق صفت جت بہشت برقا
پیشہ و کوکہ خسرواں	صفیہ ملایک بر کابش دواں
مشعل در پیش ز نور اللہش	ظرقوا از غیب ندئے رہش
ہفت فلک حلقہ قلندہ بگوش	چار ملک غاشیہ بستہ بدوش
ماہ کہ شکست از و شد درست	بر فلک ماہ برآمد نخست
تیر در ایں کیش شد آرام گیر	تاقت از ایں جائے مید ان میر

مدت ہفتہ شد از و تابا
 تازہ ترست این خط و الایما
 گر بوزانی بدے ایس رہ پائے
 اوشد و ایس نیز نہ تہدے بجائے
 ہرچہ نہ آتا چند الی و ہر
 کے ہمہ وقت روالی و ہر
 اینت شے کو زجاں بست بار
 دولت او تا ہاید پاند ار
 بار خدایا بچی آن رسول
 کیس سخن چند کن ازما قبول
 وصفِ معراجِ پیمبر کہ شب روشن شد

سُورِ اسرٰی ش ز زلفِ مشکِ نشان

چون شبِ قدرش بفلکِ نور دُر
 قدر ہزاراں شب از اں نور زاد
 شمعِ نخستینش کہ سر بر فراخت
 دودہ اں رشبِ معراجِ خست
 چشمِ ملائکہ ز سوائے کہ داشت
 کردہ ہم گونہ اں شبِ شگفت
 محوئے اے از گہوئے کلی نشان
 بازیہ کرد ہمہ چشمِ شاں
 نیم شاں پیکِ آسمی ز دور
 آمد و آور و بر آستے ز نور
 پائے براقش کہ ز اختر گذشت
 چشمِ کس از پائے وے اگر گشت
 انجم اں شبِ ہمہ دیدہ سپید
 طالب اں نو بجوشم امید
 وین توان گفت کہ بود او بچو پ
 خفتہ کہ دیدست مر و آفتاب

انکہ بانگوار دریں دم زند	بر دہنش زن کہ زنج نمی زند
لے کہ ترا عقل دریں شبید	این خبر بود او را کہ عقل آفرید
بانگوار عقل تو گر خویش نیست	عقل تو از دانش او پیش نیست
عقل تو تحقیق ترا در نیافت	کے تو اندیچہاں رہشت یافت
ظہر و گر بیشتر از عقل بہت	واں نبود کے رسد آنجات بہت
دست ہماں مرد باں جا رسد	کز حد قوسین بیا دانی رسد
راست بقوسین در آمد چو تیر	چشم زما زغ شدہ گوشہ گیر
آں دو کمانش کہ یکجک کشید	بانگ زہ از چرخ بگوشش رسید
ترک کماں کرد قدم پیش برد	دست بآماجکہ خویش برد
منزل یافت منازل نور و	کیف دکم از راہ بروں برد گرد
پردہ خویشی زمین خاست	مرتبہ بخودی آراست
آینہ صورتش از میعہ رفت	صورت ادراک ز لیلہ رفت
چون زمیناں رفتہ حجاب خیال	بے محیش جسلوہ نمود آں حال
رفت چو حد جہت از پیش پس	از پس از پیش خداوند پس
نقش خود از راہ فنا بر گرفت	نور بقا دید و فنا در گرفت
بانگ بروں ز باداںے سپاس	شکر فروں کرد و ز راہ قیاس

زہرہ کہ دریافت از آن صبح پہ
 کرد حسن بدقت آفتاب
 دید چو خورشید بدریائے نور
 کرد زں پشیمانی آب دور
 گشت در آن کو کبہ ہر ام پست
 تیغ بیکندہ و ہم دست بست
 یافت خبار سے ز ہش مشتری
 قیمت آں داد نہ انگشتی
 پر تو اوتافت بروئے زحل
 گشت نحوست بسادت بل
 کرد از آنجا بجا بت عروج
 پرمو خورشید شد از منے روج
 پاش چو کرسی فلک اگر اشت
 عرش ہواں کرسی خود پیش نشست
 پیشہ کنان پوشندش دلیل
 دامن از آن پایہ فرو ترکشد
 طالعوشی بوسے سدر راند
 جست بروں جو ہر ش از کن فلک
 از زبر و زیر بروں بردوات
 در محله کز جہت آمد بری
 پیشتر از محفل کل از جانے خویش
 زاب و گلش کرد ثمارت گری
 رفت بگل با ہمہ اجزائے خویش

۱۱۰ یعنی چوں زہرہ از آن صبح تاب حاصل کرد و بفت آفتاب را حارت داد و ہر دوں آفتاب زنتاد
 ۱۱۱ و بوقت نوافتن از آتش گرم میکند ۱۲

۱۱۲ یعنی در جھیکہ از جہات ست بری بود رسول صلعم آمد از گل تعمیر نو دینی مع جسم ظاہر شریف بردند مراد
 ۱۱۳ ست کہ صریح مع جھیکہ بود کہ کبر و روح ۱۲

قطرہ اوچشمہ والا شدہ
لے شب تو روشنی روزِ ما
چشمہ چہ گویند کہ درِ پیشہ
نورِ رختِ شمعِ شبِ افزِ ما
توشہ و مخصوصِ بے خون خدائے
عون تو مارا بختِ اربہائے
بندہ سے حاجت تو امیدِ بیت
واں با حاجتِ سدا امیدِ بیت
اولش ایس کیں بخشم درِ پذیر
ورز سے بہت گرفتہ گیر
آں دویش گرچہ نہ اندرِ خورم
سجے خودم تو ان و ماں از دم
سویں آنست کہ انجمِ کا
دستِ بگیر و بختِ ایم سپار

مدحتِ شاہ کہ نامش بفلکِ فتنہ چنانکہ
نقشِ آں داغ شدہ خنکِ فلکِ برابرِ آں

وقت شد اکنوں کہ بجا دو گری
دقتم از سحرِ زباں بر کشیم
باز کشائیم درِ دواوری
سحرِ زباں را بقلمِ در کشیم
بر من از غالیہ بندیم بند
پیشِ صفِ مورچہ پریم قند
سلکِ سخن را کہ در انشاں کینم
پیشکشِ حضرتِ سلطانِ کینم
لے سخن از رشتہ بروں ریزد
وز دُرُودِ کن ہمہ آفاق پُر
زاکہ چو بوسم درِ دولتِ پناہ
تختہ ازیں بہ بنودِ پیشِ شاہ
شاہِ سکنِ روش و دارِ انشاں
آئینہ ارے سکنہ روشاں

دل بضرع خسته اندو کرد
 گاه بخود داشت و الاک گفت
 رحمت حق نیز بعون تمام
 ریخت بدامنش زهر گشتی
 یافت کرامت بخطایب که خواست
 جام عنایت بصف نوش کرد
 بس که برون بر دو صالشی پو
 راه که پرگم شد از ان جبرئیل
 غم از ان قفسه که دل کشید
 بس که می آید راه برعت تو
 رفته و باز آمده در یک ناس
 چشم یقینش چو بر حمت افتاد
 هر تنگه که کرم غیب یافت
 با شرف رحمت و تشریف جود
 آمد از ان مقصد مقصود باز
 گشتی آن را که سزا دید گفت
 آب که خود خورد از ان زمره
 لب تحت آب آموز کرد
 گاه بدو نعبه ایان گفت
 گفت سلامش علیه السلام
 گویا با سفتی و سفتی
 گشت مشرف بواب که خواست
 از خودی خویش فراموش کرد
 فرق ندانست خود تا بدوست
 و بجم عایک نشاء بخیل
 پیشه از خویش بمنزل رسید
 پیشه از رفیق خود بازگشت
 رفیق و باز آمدش توانا
 امت بیچاره ز رفیق زیاده
 دامن پر جانب امت نیست
 گوهر اقبال بحیب وجود
 ز لایحه آورد با بل سیاه
 داشتنی بسم بل اند نفست
 قطره چکانید بکام همه

تاز کفش یافت زمین کیمب
 گل که بروید ز زمین سرخ و زرد
 سکه زور بخت برف زمین
 در کفش از سکه ضرب کرم
 سکه چو از منبر درم ساز کرد
 گر جود و الاکش ز بر کرم
 ہیں کہ عیار در مش تا چہ شد
 ہر طرف کا خیر اور و نہاد
 خاک دوش بر سر شاہاں منہ است
 چشم خراں سر منہ نیاں اردازو
 بس کہ بخت ک در او گاہ بار
 سر کہ ہر چشم بران در خانہ
 زابل بصر ہر کہ بران در شافت
 از نیم اپش کہ زمین کرد چاک
 خواست کہ پیش ز سپر بریں
 سونے فلک رفت زمیہ افش گرد
 تیغ زناں گرم شود آفتاب
 دست زرا از خاک بچائے گیا
 تنکہ زرداں کہ کفش تخم کرد
 گرچہ کہ روز روشہ زرا زیں
 کو فت گیا مت برف درم
 بخشش او مہ درم باز کرد
 کردیکے را دو عیاں درم
 کز سیکے بودیکے را سہ شد
 فتح دوید و در دولت کشاد
 خاک براں سر کہ ز افش ہوت
 کیت کہ این چشم نہ اردازو
 چشم نہاوند سراں صد ہزار
 خاک ہمہ گم شد و آن سہ ماند
 خاک طلب کرد و لے سر نہایت
 خاک پُر از مہ شد و مہ پُر ز خاک
 ماہ فرود آید و بسہ زمین
 ہم فلک ماہ زمین بوس کرد
 تا ہمہ آفاق بگیرد ز تاب

ہفت فلک خضر اور ایشیت	برج شرف چون فلک از ہفت پشت
جائے شرف بر سر مرد ساختہ	با شرف ماہ سرافراختہ
ہر طرف از ہر دو طرف تاجہ	پشت پشت از دو طرف شہرہ
بر صفت تاج بگو سر بند	در گہر از تاجوران سر بند
شاخ نشان شب سروران	میوہ دلماے بلند افسران
میوہ یکے آمد و بالمش چہار	میوہ کہ آمد چو ز بالمش بہار
فرجہ از فرجہ خود یافتہ	نور جہد از جہد او تافتہ
اظہر من شمس جد دیگر شمس	شمس جب نگیر جد با فر شمس
خے خوش نشین باغ بہشت	ناصر حق شاہ فرشتہ بہشت
حاکم فرماں ز عرب تا عجم	قدیم شاہ و غیاث امم
کردہ دو عالم سر جدش را سجود	ہر سہ جدش کعبہ ارکان وجود
کیست کہ ایں پایہ بدو در حریت	پایہ شاہی کہ ز سر بر ترست
تاج وہ و تخت شان شہاں	شاہ جوان بخت مغرب جہاں
کافر جد نہ کیانیش داد	وارث اکیلیں کیان کیقتبا
پایہ منبر فلک برود ہر	یافتہ از خطبہ نامش اثر
خطبہ او پر شدہ آسمان	با حمد زان منبر چون زرد باں
بلک بنا مش دم از خاک برت	سکہ نامش چو دم شد درت

در خطاب شه عالم چو بسکبک خدمش آیم و این گهر حیف فشانم ز زباں

سے میر چتر تو زخمت میند	چتر تو از ماه بیک مریبند
سود بد چتر سیاه تو ممر	در مه ازاں کرد سیاهی
گوهر آن چتر که بر شد بماه	قطره بار است در ابر سیاه
کف گردون که عماری و شست	بر در قد رتوباری کشت
رایت میوں که شد چرخ تاب	کوس زد و با علم آفتاب
کوس تو کا فاق پر ارمیت است	جز سخن فسخ نگوید بوست
شکر تو از عد و ذره بیش	هر یک ازاں ذره ز غر شد پیش
افسر خورشید بای توئی	نے عظم طفلی الی توئی
بارگت راست بنگام بار	مهر سلاجی و فلک پرده دار
صف کسری که تو اس طاق گفت	بارگت راتوں گفت جفت
قصر ترا برج کمان تیر کش	شمس آن نه فلک شیشه و ش
مر که در انگیزش بیک است	نقش گر صورت ایوان است
بر در تو حس که به بند دگر	غرق شود تا کس اندر گهر
تیر بر آور که بخت اختری	آینه برگیر که اسکندری

نہ جینیش چو بدید از کیس	در شدہ از شرم یزیر زمیں
دشمن اور است ز رفعت مکا	یزیر زمیں چوں زیر است
مزم چون پرکشتن دشمن کند	خون بداندیش بران کند
گاہ غایک تن چوں سد سپاہ	ہلک تانندہ ترازمسہ راہ
بت چو رقبہ کشائی کر	لعل و گہر ساقی عدو را بگر
سکاب گہر از دُور بگری برش	عبرہ بحرین بہائے دُرش
روہ گیسو گر کارزار	تیغے از رنگ گیر دزار
تاوک پیکانیش بنیاد ونگ	ایں زخا دور شدہ از رنگ
گر بجان دست برد چوں ہزیر	قوس تسخیر داں کہ برآمد ہزیر
درکش تیر چو شد سخت کوش	زہ ز کمان خودش آمد بکوش
رے چو خورشیدے اندر کھوں	کوئی روز بہ اندیش داں
آمد تیرش ز خطا چندان	لیک ز رفتہ بخطا پہنچ گہ
تیرے از شہ ہبہ گاہ کار	شیر ز تیرش پنجہ دہکار
گوے زمیں در خم چو گان است	خاک لگہ بخت بمیدان است
ایزدش از قند نگہد ارباد	ہائے و باد دولت سے یار باد

ناز و خست که ز دواز شک دم
 هر دو بهم زاده شد از یک شکم
 یک جزین فرق نشاید گزید
 که ز طرف شک شد آب و پدید
 صحن زمیں پیش تو بایں وقار
 ماند چو ذره هوا بقیع رار
 دور فلک مست ز جام توشه
 زهره بخینا گریه کرد غم
 خوں شده ز احسان تو کان دریا
 بوج کنت رفقه بدریائے آب
 لاف نواله چو دریا شنید
 خود همه دریا ز گفت خاک شد
 باد دام آن کف دریائاں
 گشت که بخشش از زمین
 آب ز تیزی لب دریا گزید
 چون کف تو دھل خاک کشد
 زابر کرم بر سر باد و رفتاں
 هر غم خاصه تو خاصه این

غزل

ای زندگانی بخش من لعل شکر گفتار تو
 در آرزوی مردم از حسرت دیدار تو
 اگر شد باشد بر زبان یا آب حیوان در دهان
 گفتار میگویم که آن نبود مگر گفتار تو
 معذوری از زلف یه پوشی بر آن کوچکم
 سیری ندارد هیچگاه چون دیده از دیدار تو
 گیم ترا زین چشم تر دشواری آید نظر
 بیرون کنم دیده از سر آسان کنم دشواری تو

خند و خنکاک براورنگ خویش	پیش سر بریت کر شد از چرخ پیش
صورت چسپ کرده بر مے زمیں	انج تو دیش تو خات ب صیں
می نمد دیدہ بخت کربت	کیت فریدوں کہ بند گت
تا نکند خاک برت رسیہ	چشم سید کو کر نید براہ
نیست مر اور ایہ ازیں سر شبت	نام تو جم بر سر افسر نوشت
تیغ فر و خفت میان نیام	تا تو گرفتی ہم عالم بنام
لوح خدائیت کہ محفوظ باد	جست تو بارقم عدل داد
جلد جہاں بستہ بیکت رموسے	عدل چو مخنے تو بہ چار سوسے
گردن دہ گرب بیکتے میشت	عدل تو برست یہ نیز نے خویش
بید لمر زید ز طوفان باد	تا و بر عدل تو جہاں بر کشاد
زر گس رخا ز زمیں خفت خاست	عدل تو تا ایمنی دہر خواست
دیو نگر د و بحد دیو گیر	کفر شد از بس کہ خسرانی پڑ
حر بہ زرد اندر دل شیران مست	بیت تو تیغ یاست بدست
بخت تو در خواب نہ بند کے	فتنہ ز بخت تو خسر ہے
چشمہ نور شید نہ اندنساں	روشنی از رے تو گیر و جاں
از توشہ انگشت نپاچوں ہلال	خاتم جسم با بقیہ نقش کمال

قلعه فیروزه شد تخت خشت	هر دم از آن قلعه میزهرشت
نپوش فلکهای دگر بستان	چون فلک ثابت ثابت صفات
برج حصارش همه ثابت شمار	برج فلک آمد و ثابت سه چار
گشته بگرد سر او داد و مهر	برج به برش در جات سپهر
و آمد و بام او تک در سخن	کنگر او گشته زبان جسد تن
تکیه بدیوار و درش کرده پس	پرخ نماند در و دیوار کس
سینره دروازه و صحنه پاسبان	فلک دروازه افستح پاسبان
تا بختن شد همه بیگانه گرفت	نام بلندش به بالا گرفت
که شود طاعت بند و ستان	گر شود قصه این بوستان
شهر خد گشته زمینش صم	شهر نبی را بسراو قسم
گفتم روم ست گفتم خطا	در حقش از چرخ چو دیدم عطا
بسته او قیام بخت آسمان	قبه اسلام شده در جهان
گوشه بگوشه همه ارکان ملک	ساکن او جسد بزرگان ملک
گشته از اقبال شهاں بهره مند	تختگاه تاجوران بسند
گشته بصفت زربله صرف و صرف	گوشه هر خانه بسته شکر و
در رف هر خانه نهال فرنی	بر سر هر کوزه بزرگان صفی

۱- یعنی ملک یعنی غارت هر دو مورد است ۱۲- یعنی طاعت کرده و نیز شهری است محبوب
 ۱۳- یعنی قیام و نیز ملک و خانه و نیز درستی و صحت و گاهی نیز کبریا و عزت و از آن ساخته

نہیں پس بجاں نگریم در کوئے ایشان گذرم
 گر سچ یک جہاں برم از غمرہ خوشخوار تو
 در کوئے تو بر ہر درے افتادہ می نیم سر
 این نیست کار دیگرے این کا رست این کا تو
 خواہی نمکنن پیش ما خواہی بکشن درویش
 بر چونکہ داری خویش را بر بستہ ام در تو
 چون غم بگفتار آورم یا گریہ در کار آورم
 یار و بد یار آورم یا سہ جہاں دیوار تو
 خواہی کہ بہر خندہ پیش انسگنی افندہ
 اینک چو خستہ بندہ نو بردہ یا زار تو

صفت حضرت دہلی کہ سوادِ اعظم ہست مشہور وی از خزائن اللہ نشاں

حضرت دہلی کشف دین و داد
 جنت عدن ست کہ آباد
 ہست چو ذات ارم اندر صفات
 خزائن اللہ عن احسان دہانت
 دورش از انکاہ کہ پُرکار شد
 دامہ چسبج ز پُرکار شد
 تا کہ بتایافت نگنجید پیش
 دہمسہ عالم ز بزرگی خویش
 از رخصتارش دو جہاں یک مقام
 وز دو جہاں یک نفس دہ سلام
 حصن برویش ز عالم بروں
 عالم بیرونش بچمن اندرون
 حصن برویش تو گوئی مگر
 چرخ بزیارت مہارزش زبر
 گفت حصار نو اورا سپہر
 کاشے فلک نو کمین دہسہر

در تیر او داشته نگین ستون	سفت سما که گسی میشد گنوا
گنبد بے سنگ فلک گنبد یافت	تا سرش از این گردون نیفت
سنگ نزدیک فر ز رفته است	آنکه ز ریز بر سرش افشاده است
زوزر زوزر شید عیاری نمود	سنگ بے از بس که بخور شد نمود
آمده از مهر شده هم بهر	سجده سنگین که ستون بهر
از چه بران سنگ بود شیشه بانه	گر نه زلف شد فلک شیشه ساز
بلک قد و شش گردید نکلان	دیدن او را کله فلک نه ماه
کز مهر تختش خنده دارد بهر	ماه خنچه بپوشد شب تا سحر
برق ز جایت و درگه جاقاد	ز آن خط بهر بار که در ابر داد
زد زبندی بحق چرخ نمیش	شد چو بنده از شرف نفس خویش
تا فلکش پایه شرف بر شرف	بر فلکش سایه طرف بر طرف
کرد زمین تا بفلک زرد باں	آنچه بر رفتن بخت آسمان
قائمش از مسجد می گزشت	گرد میزش کرد موزن چو گشت
قائم موزن نتواند رسید	موزنش آنجا که قامت کشید
خض زیر وین شده کوثر شربت	مسجد جامع ز در وین چون مشیت

طهیت المقدس ۱۲

سنگ موزن طرف از آتون یعنی کوزه که موزن بران ایستاده آتون می گویند ۱۲

مردم کینانہ و صہ قزوی خاتیک مردم و صہ مردی

صفت مسیح جامع کہ چنان ست درو

شجره طیبہ ہر سوئے چو طوبی بحبتاں

مسیح اوج جامع فیض آلہ	زمرہ خطبہ اوتابساہ
بر سرینہ تخت گرفت شہی	منبرش از خطبہ بیت اللہی
آمدہ دروئے ز سپہر کبود	فیض میک خواندن قرآن فرود
غفل تسبیح بگنبد دروں	رفتہ زنہ گنبد و الابوں
گنبد اوسلدہ چونہ راز	سلسلہ چوں کعبہ شدہ حلقہ سنا
خواندہ اہم کعبہ دین خودش	پیش نشستہ حجر الاسودش
بنہ نگش درو لعل و عقیق	زومہ آزادی بیت العتیق
ہر کہ سعادت بودش رہنمای	بردیراوسر نہ از گاہ پائے
در تہ نقش ز مسما زین	انصب شدہ جہدہ توں لے دیں
قامت خود کردہ موذن دراز	دادہ اقامت بہ ستون نواز

صفت شکل منارہ کہ ز رفعت نگش

اپنے خنجر خورشید شدہ سنگ نشان

شکل منارہ چو ستونے ز سنگ اپنے سقف فلک شیشہ رنگ

مغ بر روی اندر سرود	تیس کناسی از آواز رود
شیش گری کرد بر آتش باب	شیش خالی و بیس پر گلاب
باد که برش خطریا نوشت	نسخه ماهیت دریا نوشت
عمق دروکار بجای کشید	کزت او گشته زمین ناپدید
رفت زمین را چو حجاب از میاں	گشت پدید ز تـاب آسمان
نیم خاکست بر زیر زمین	چون تیش نیست زمین آسین
بکه زمین رفت همه آتش	گاه زمین شد خورشید مایش
حوض نگویم که جانے ز نور	نور کز دیده دید باد دور
گرد می از اهل تماشا گردو	دامن خمیده شده دامن کوه
نادره شهرے که بجندش درو	نادره زمینان بدارد برو
شهر نزل بجز عجائب نـ	بجز دے گشت بکوه آشنـ
زاں بدل کوه گرفت قرار	تا کسند قلم مد و سنگ ر
تا بد و فرسنگ به پیرانش	روضه باغ و چمن گمشنش
تا خاک از خون بد و د آب	دجله رواں بر دینچه ادا آب
هر که دریں ملک دُو آب خورد	گشت دل از آب خراسانش مرد
بکه خاک یه خراسان پیر	گشت همه سال برو سر دهر

صفتِ حوض کہ در قالبِ سنگیں گوئی ریختہ دستِ ملکِ آبِ خضرِ صوفِ جاں

در کمرِ سنگِ میانِ دو کوہ	آبِ گہِ صفت و دریا شکوہ
ساختہ سلطانِ سکنہِ صفات	در سدِ کوہِ آئینہ ز آبِ حیات
تا منظرِ آبِ خوشِ او نوش کرد	آبِ خوشِ حشرِ فراموش کرد
شہرِ گرازے بود آبِ کش	کسِ نخورد و در ہمہ شہر آبِ کش
آبِ کہ علتِ زبرائے تریست	تری آن آبِ علتِ بریست
درِ نخور و آبِ بے اندر زمیں	کے بزمیں درِ خور و آبِ پینیں
در تہِ آبِش ز صفارِ یکِ خرد	کو رواند بہ دلِ شبِ غمِ سرد
موجِ بلندش کہ رسد تا بہامہ	باز دہد آبِ بایرِ سیاہ
یلِ بے آہنگِ بکسار کرد	کوہِ ہتر دامنِ اقرار کرد
چوں مد و جزرش ز نشیب و فراز	ز آبِ نہ کوہِ آمدہ و رفت باز
چو ترہ و قصرِ بلندش در آب	گشت از اں ساغرِ صافیِ حباب
رود بے زوشدہ تا آبِ چون	چوں نہیے آبِ از دستِ عون

۱۱ یعنی آبِ حوض در زمیں غیر و زیر کہ زمیں لایقِ ایں آبِ محترم نیست
 ۱۲ یعنی یک آبِ او چنان صفاست کہ کوہیم در میانِ شبِ ذرا ہائے لادایتہا نہ شمر دہے
 ۱۳ چون دریا شے چمن

پنج ہزار از ملک نامدار
 لشکرشان بیشتر از صد ہزار
 کو کبہ زیگونیہ کو اکب عدد
 کا بھجن چسپنج بر دواں مد
 بر سر شاں شاہ جوان بخت بد
 تا چور و پاک گھر کیتب و
 کرد چو در ششصد و ہشتاد و شش
 بر سر خود تاج بد خویش خوش
 ضبط چنان کرد جہاں رازداد
 گنج برانگو نہ بصحر ہنگند
 مرتبہ عدل چنان میش گشت
 بکے جانے ہزار اندوہ شد
 گرم شد آوازہ بگرد جہاں
 لڑہ در افتاد بر بیان ہند
 رفت خبر پر شد مشرق پنا
 کافر اور اپسر انبا ز گشت
 گر چہ پنج در راہ انداد ایں غبار
 چتر بر کرد و عسلم بر کشید
 لشکر مشرق ز غرض تا بہ بنگ
 ترک فدنک افکن دستان گزا
 تا جاکت گردن کش و لشکر شکن
 ہستری تیزہ در و تیغ زن

گرچہ دریں ملک محبت گرم
 مہرِ خاک گرم شد اندر و فاش
 گلِ عیسایِ یمن خوش نسیم
 تری صد گونہ بصد برگ
 خطِ تر بنیرِ بھسکہ او کشت
 میوہ نہ مند و ز خراساں بے
 مردم او جسدِ فتنہ سرشت
 ہر مہِ نزدیکِ دل گرم خوں
 ہر سہِ برتنِ ایشان ہنر
 ہر چہ نصرتِ بعدِ عالم است
 و ز قلمِ ہر چہ بر آرد علم
 بیشتر از علم و ادب بہرہ مند
 ہر طرفِ سحر ز بانی فہم است
 چوں ز سخنِ بگذری آہنگ دہ
 زخمِ زمانے کہ بگاڑ سہ
 و از ہنرِ نیزہ و پیکان و تیر
 لشکرِ فی ہمسہ لشکرِ شکن
 از خشکسائی خراساں چہ شرم
 گرم از گشتِ ہمیں ابو ایش
 خاک ز گھما شدہ پر ز زیم
 کوزہ ہر خاک پر آبے دگر
 نسخہ گرفتہ ز سوادِ بہشت
 ز انچہ نخوردہ بخراساں کے
 خوش دل و خوش خیمے چو اہلِ بہشت
 رفتہ چون در تن مردم دروں
 و آمدہ در سحے شگافی بسر
 بہت در ایشان زیادتِ بہم
 و آنچہ گنجِ زبانِ مسلم
 و اہلِ سخن خود کہ شمار دہ چند
 ریزہ چیں کتر ترش خسر بہت
 نغمہ مرغانِ بریشم نواز
 از رگِ ناپید بہت بندہ رود
 ہر کہ در آید بطنِ سبے نظیر
 گاہ و غا غازی کا فر شکن

خوں غورہ نِشاں بآتشکارت	گرچہ پنہاں نورند بادہ
فرس نبرہ نرا کند ہستند	از غایت ناز خود مرادہ
نزدیک دل آہنچا کند جان	برداشتہ گوشہ ہنسادہ
جانے کہ برہ کنند گل گشت	در کوچہ دم گل پیادہ
آہیب صبار سید بردوش	دستارچہ بر زمیں فقادہ
شاہ در رہ و عاشقان بنیال	خوناب زید ہاکشادہ
ایشیں بمسہ باد حسن و سر	و اینیسا ہمہ دل بیاد دادہ
خورشید پرست شد مسلمان	زین ہند دکان شوخ و سادہ
کردند مرا خراب و سرمست	ایں مرغ بچگاں تاکت زادہ
بر بستہ شاہ ہوئے مغل	خسرو چو گیت در ستارہ

صفتِ فصلِ دے و سردیِ مہرِ شہِ شرق

و آمدنِ تیغِ کشیدہ نے ضابطہ جہاں

شاہِ فلک چوں بجائ دست بڑ	تیر تہہ تسلیم لبر با سپرد
گشت چو کینا نہ کسانِ سپہر	دو سپہر آتش تیر سہ ز سپہر
قوسِ بھی گشت نمی ایستاد	زاں فلکش آتش خورشید داد

سہ مرادہ نہ کہتے ۱۲ تاکت قوم نامک ۱۱ تہہ تیر و تیرا و عقب پارسیان ۱۰ تاکت نامک آفتاب
در برج سرطان و خلیفہ را نیز گوینہ ۱۲

راوت شروین زن و خارا شنگ	پشت پشت اپنے دوسے منہ
خشت زنہ نے کہ گہ آزمون	خشت نشاندہنگ اندرون
پایک بازی گرو موزوں فریم	دوہ بازی سرخو دہسیرم
پیل گراں سنگ بیک ایتہ	تند چو ایرے کرو در و زیاد
بحر رواں شکریا نور د	موج زمان آب ز مردان مرد
ساختہ جنگ پاسے چن	گشت ہواں اپنے شاہے چن
تند چو باد آما ازاں خار خار	اپنے گشت ہواں بہار
راہ ازاں جا بعض باد اپنے	باد ہی ماتہ زیر شس بجائے
دور خوش آمد کمرینہ چست	خلیہ خود کرد بد آتجی درست
شہر خوش راہم ازاں دستہ د	خارت ترکا نش میسپہر
زین طرف آگاہ نہ فرزند شاہ	کرنپے اور اند سپہ در سپاہ
نوش ہی کروے از جام مر	بے خبر ز گردش دور بہر
دور خوشی بادہ ام زیش	ساغر مقصود پے اندر پیش
از طرف چنگ بنگام نوش	ایں غزلش جائے گرفتہ بگوش

غزل

لے دہلی دے بتاں سادہ پگ پتہ ورثہ کج منادہ

لے راوت قے ست در ہند کہ اس مارا بہت گویند شروین زینہ کو ایک ۔ مے نہتہ ز شیرہ

بہ ہوا بر دل آب از عمل	عقدہ شکل کہ نمی گشت حل
سکڑے کردہ بضر بکیاں	نقرہ قزوں درم ماہیاں
باد کہ بر آب ہی زد قسم	آب چو شد تختہ بماند از قسم
گر بے دیوانہ جنوں گرفت	باد از آب ارچہ رقم بر گرفت
وانہ بھدے کہ زرت از گیا	آب شد از گردش دور آسیا
گشتہ غدیر از تہ بط نقرہ سائے	زویط ز پنے شدہ نقرہ پنے
حوض کہ دورش تپسل نشت	دورے از نقش تپسل نشت
چونکہ شمشیر سد در پانگند	کرد ہوا سلسلہ رانختہ بند
آب رواں شد گرد نہکند	روے زمیں آغوش گیش داد

صفت آتش و آں گرم رویا شنیدی
کہ شب و روز بود جمع دل و میوہ جاں

آتش از آنجا کہ بدل جلے کرد	دود بر آمد ز نفسانے سرد
گرچہ زبردست غنا نشت	گشت بسراجمہ را زیر دست
بسکہ جہاں سوزی و گرمی نمود	چوب چہاں خورد کہ بر فست دود
دود کرد سوختہ در قف تاب	بر شدہ برابر با میہ آب

۱۱۔ شمشیر بختیہ جس خور دہیستی از کثرت برف و غل مجہ بود ہوا سلسلہ موج زانختہ بند کہ بود ۱۲
۱۳۔ دود بماند ہلاک شدن ۱۴

بکے زخویشہ شد آتش نشین	گشت ہمدخانہ قوس آتش
زال جہاں چرخ زون کرد ساز	داد بشب رشتہ بغایت دراز
دشمنہ ز تطویل ہمدنوہ دپیچ	نامہ تقصیر ہر ازیش پیچ
بندہ بے دید کہ شب کم بخت	گرچہ کہ برب شد کمال گزشت
گم شدہ روز از شب بے منشا	خواندہ می از پے خود و الضعی
روز چنان تنگ مجال آمد	بکش گدہ چاشت زوال آمد
خنجر خور یک نقطہ از خط شب	کرد حکم روز نما و دل لقب
بتن پنج بود ہمسہ بوتاس	گرچہ نہ برف بندہ ستا
از عمل عالم پر افتلاب	نقرہ خالص شد سیلاب
داشت چمن باقی دیوانہ جنگ	جئے عی دادید یوانہ سنگ
آب تراہن شدہ ز بنجر تاب	بلک تراہن شدہ ز بنجر آب
برکہ کہ در سلسلہ کاری نشست	سلسلہ گم شد و دیوانہ جست
چتر بے نگلی خودی شافت	گشت گراں نگ زنگی گرفت
آب کہ صد شیشہ فروئے ز دست	نگ شد و شیشہ خود را شکست
بتہ جہاں بندہ مسلسل بر آب	داد کلیش بکفت آفتاب
قطرہ کہ از ایر چکاں بر ہوا	مردہ بلور شدہ در ہوا

زنده‌اش تا کند ادا و زیباں	شمع اگر گشته شود و دجیان
گشته بهر خانه از ور دستناس	نور چرخ که بشب دشت پارس
کو ز دخت یافت کلا و پاه	سود کلاه سیس سر ماه
زنده کنان آتش مرده بدم	هر که می زوشده میس قدم
شقه بر پشت شده پشتیان	شعله کنان از سترش زیباں
نود میان مانده چنین دید کس	خلق ز پیش آتش و پنبه ز پارس
رشته خود از آتش خورشید یافت	هر که ز پوشش مدد پشت یافت
خاصه که پوشش ایام خز	پوشش شامان خروآپ ز
گردن مر را به وال قصب	سیمبر این بسته بگاہ سلب
تا بگلو یار مر اسد زماں	آب تنک شد ز تری بهراں
چون گل نسری لب آب گیر	لزه کنان بر تن خواباں حریر
شعر سید در تیر جعوسیاہ	پیر بن از پشت بتان چوماہ
بافته و شعر لقب یافته	تا ربیب ریگی مو تا فست
لت که کند بر تن خود خستیا	تن ز کتاں دولت دبا زده باد
سیم براں صورت دیبا شده	شقه دیبا بر زیبا شده
آتش از دو بروں آمده	اطلس ز گیس که ز خون آمده

در بہرہ تبیر شدہ پخت کام
 خلق و جہاں گشت از پخت غم
 پختہ بے گشت از دیگر مرد
 دیگر بے پختہ بے خود بخورد
 گاہ بہر خانہ وطن ساختہ
 گاہ بے خانہ بر انداختہ
 بسکہ زباں آوری آموختہ
 بگلہ جہاں را بر زبان فروختہ
 تیغ زباں را چو گرفتہ بدست
 رشتے از وفاتہ ہر کس کہ بست
 ذرہ کہ گرد و بدست آفتاب
 ذرہ او سوئے ہوا و رشتاب
 تیز چو شد خجر آں گرم خوئے
 پشت ندیش کس ز پوچ روئے
 گاہ گل شمع شدہ در ضیا
 گاہ شدہ فاکلہ فی الشفاء
 ہندوانہ سوزش تن دید سود
 پیشترش گرچہ پرستش نمود
 ہر کہ شد از دہن نہ تہسلا
 آب کہ زویش بسیر وید
 سوختہ گرد و ہم از ان تبدیل
 کڑہ ناری تب و نامدار
 کشتن او مصلحت کار دید
 کڑہ کہ چوں باد روانہ شدہ
 گام نزد تانہ شش باوید
 کڑہ کہ مس بر طبق پختہ کرد
 گاہ شدن حسانہ بخانہ شدہ
 سوختہ شد دم بدم و چوب خورد
 گام تانہ ششش باوید
 گرم چو خورشید گرفتہ جہاں
 سوختہ شد دم بدم و چوب خورد
 یک اگر جہت بردن ناہاں
 بس کہ در ویافت لطافت اثر
 گام تانہ ششش باوید

ہر کہ بشب کر دیگئے واز	کر دہ با لدا زہ آں پاوراز
وانکہ زانہ ازہ بروس جرد پا	سہ دی ایام نمودش منرا
ایں شدہ پشیم ز گیم و شرت	شقت شدہ او ز پے پنبہ پشت
گشتہ ہم پنبہ و پشم آتش	گرچہ بود پشم ز چنبہ جدا
دککہ دندہ ان برہنتاں	چون شغیب چوبک چوبک تاں
گرم شدہ ازہ و جامہ مرد	مردم بے جامہ بجا گشت مرد
بوکہ ز سر ماش رہانہ خداے	لرزہ گرفته ہمداد دست و پا
زانوئے مردم بشک در شدہ	آیندہ شانہ برابر شدہ
دست بکش مردم مغس ز باد	کش خنکے دست کشیدن ز باد
ہر کہ طلب کرد ز خورشید تاب	گرم روی کرد بر آفتاب
تافت جہاں ز شہ صبح از پھر	دوخت بے جہہ میکس ز ہر
مہر نما چرخ بہر مسرعین	ہم ز پس پشت ہم از پیش روئے
بس کہ شدہ پریش خورشید گرم	پشت بدوداد ہر کس ز شرم
شبہ بچیں وقت بر آہنگے	رخش طرب کردہ رواں پے پے
بادہ بھی خوردنی خورد غم	عیش ہی کردنی کرد کم

۱۔ زبیر سے پہلے پشت ایشیں چنبہ شدہ ہو یا کہ پشت ایشیں میں چنبہ شدہ ہو ۲۔ ۱۲۔ یعنی بلاک شدہ ۱۲
 ۳۔ مغس۔ ستا در بغل نو کردہ ہو و زیراکہ سردی اور اجازت دست ز بغل کشیدن فیہاد ۴
 ۵۔ قال ابنی سلی اندہ سید و کلمہ شمس جہہ اساکین ۱۲

قرط شده بر تن چو بسیم تاب
 در کلبه شده قفسه زمیقم
 قائم انگشت ناپشت دست
 رقت بقائم بت سنجاب سس
 شانه بران موج زباں آوراں
 شانه زده مویش نایافته
 زانوی موگره موختاست
 از همه پیوند دوری سمور
 سوزن بوسینه شده خطه قوز
 دست کشیده همه در آتش
 محنه بو مخلص موینه دوست
 قائم و سنجاب بنعم رساں
 بر خطی و قتلے دم بدم
 بس که خطه در بنر خطه نود
 از خط او بیج کشی بر نخاست
 وای قتلے زان خط نوبافته
 زیر گیمه شده هر کس مقیم
 غرق خوش گشت از دست با
 خاسته مو بر تن قند ز بیم
 بردهنی ز دور بر شکست
 محنه ز قائم تخلیه شش پی
 رفت و بغیر یزبانش دراں
 شانه ز پشت مکاں یافته
 کز گره مو ز پهن خاست
 از دم سنجاب نمی گشت دور
 محنه شکافی شده موینه دوز
 کرده مرده همه را پویش
 گرگ سگای شده در زیر پوت
 برده گیمه بر مفلساں
 کرده بسم غوی خطه و قلم
 پیش بیا بر کاغذ نو
 کشی بوالقلم کرد است
 داغ خطا بر سر خسته یافته
 آمده مرداں همه زیر کلیم

چند ہزارش ز سواران کار	تیغ زن و کیسہ کش و نامہ دار
بر عہد یک ل شدہ کزدست برد	جاں بسپارند بگاہ سپرد
نیزہ و ریلے بنان در مصاف	در شب تار از مہر کس مونس گشت
پایک بازندہ بروں از قیاس	پُر دل و خالی دل شایانہ ہر
بر سر خود تیغ سبازی کشاں	یافتہ بازی جہل از تیغ شایان
ظلمتِ خون دادہ ز شمشیر کیں	جنگلی زرد قبایان چیں
سیاک ترکان شکاری شکوہ	دم بدم آلایش خون جگر
کشتن گاو میش بدشت فراخ	در کف شاں داو کمانہ شاخ
پیش کماں شاں شکم گاو میش	زخم بے خوردہ ہم از شاخ خویش
بحر دال تیز ز غایت بروں	آمد و نامہ بنایت درووں
قصر دانی چو سپہا رچند	از قدم شاہ شدہ مہربند
تن ز ننگیش فروں آمدہ	وز دہن مار بروں آمدہ
لاہرہ زمیں بارگہ سرفراز	چار طرف کردہ در خویش باز
بتوہ یکے خانہ عمارت برآب	ناشدہ از آب عمارت خراب
لوریکے ماہی دُم در ہوا	ماہی چو مین و آب آشنا
چند صف آراستہ پیمان بست	بے زمیں در تیر پاکر دست

۱۲۔ ایک نویں تیر و شصت شکوہ کہ جانور سے است شکاری ۱۲

۱۳۔ شاخ خویش کماں کہ ز شاخ گاو میش بدشت بود ۱۳

می زلب شاه رسیده بکام	ریخته ساقی سے رنگیں بجم
صورت دیبا شدہ شاہانِ عصر	درخز و دیبا ہمہ دیوا بقصر
منطقہ بند ان بگہر تاکسہ	تا جو راں غرقہ دور تا بسہ
خرگہ خورشید شدہ پُر زماہ	محرم خلوت شدہ فاضلِ شاہ
دورِ نشاط آمدہ پیمانہ را	عیشِ مدام آمدہ فستارہ را
دوست شدہ سرفروش و دشمنِ خرا	ہر ہمہ را سرفروشی از شراب
فتنہ زہر شہر و پے کردہ روک	امن پیدا آمدہ در چار سوک
ملکت از ظلم اماں یافتہ	چرخ زبیداد عتسائے تافتہ
ہمچو غبارِ زمیں از آب تیغ	ضبط شدہ رونے زمین زیر تیغ
قطرہ کہ بشتانہ زمیں را غبار	خجرتہ قطرہ آبے شمار
قاعدہ دولت شہبختانست	تا کہ از اینجا کہ جہانے جہانست
تافتہ شدہ بر خط مغرب چو برق	گرم شدہ آوازہ کہ خورشید شرق
تیغ بر آور دیکیں کرد لے	ناصر دنیا شہر کشور کشے
تا پیش گرد بر آرد ز سندان	رانہ ز لکھنوی و دوریلے ہند
کاب فر و میل سبا لاغود	میں کہ پیرش چہ تمنا مند
آب یسا لانرود از فرود	قوت سیلے بنود تا برود
کرد حک از خنجر تیز آں سواد	سوئے سواد او دھ آمد چو باد

کرد شارت که دلیران رزم	ساخته دارند همه ساز و نرم
گفت بخازن که نه اید نگاه	سیم قراری ز قناریات خواه
فرج و قناریات بهم ضمیمه کنند	کار چشم زین دو فراموش کنند
خازن شد کرد و در گنج باز	گشت چشم به هم در دل نواز
گشت چو شکر ز زر آراسته	یافت بے خواسته ناخفته
بیدری شد ز کف مرد و طلب	گشت درم از مهر و پامرد قلب
نامه فرستاد به کشته رے	خواند زهر شکر و ولایت سرے
جمع شده از امرای دیار	از شه و خان و ملک شهریار
تیغ زمان بمهر اقلیم جبهه	نیزه گزاران تو اوجی بسند
عرضه طلب کرد شه سر فراز	خامه مهر محبت را کرده باز
در قلم آمد زیل و پهلوان	یک لکه آراسته برگستوان
مردم و یک اسپ بکاسه بنمود	پایک افغان بشکاف بنمود
لشکرین مهر ستاره سوار	باد چو ذرات هوا بے شمار
چاکر او گشته سکندر بر زم	ساقی او خنجر بهنگام بر زم
بند ز یادش همه حال بشا	وین غزل از حال منش دادیاد

غزل

شد هوا سحر دکن آتش و خرگاه کجاست باوه روشن در خارها و نخله کجاست

ہر یک ازاں پلِ حصاری زجاج	بستہ ز آفاق بدندانِ خسیج
جلد چہ پر کوہِ برند از سیتیز	کوہِ قیامت کند اندر گریز
فشل و تری ہمہ لشکر و اس	از شد و خان و ملک و خسرو اس
در بر و بحر از سپہِ خشنک	غفلہ و رج و تزلزلِ بجنک
قلعے ازیں گو نہ بر آراستہ	تیغ شد و فوس ز میانِ خاستہ
آمدہ اقصائے اودہ در گرفت	و از ہمہ تسلیم سر اسر گرفت
نیت شبِ روزِ بزمِ افیش سخن	کایں منم ہسکندہ دارِ شین
گر پدم رفت بجانبِ منم	وارثِ اکیسلِ سلیمانِ منم
تا مہر من در فوراً ضر بود	سر کہ نہ تاج کر اسر بود
بر کہ زد عوی من آیہ بقیل	سر کشمش چوں دبہ در پائے پل
مردمک دیدہ من کیقباد	کافہر جبہ قزیر گیش داد
گو ہریش از نبوتِ من و شست	کاں گہ از مہرِ پشتِ من ست
گر چہ جا نیگیر شد و تاجدار	نیت جہانم دیدہ تر از من بکا
تختِ پد کر پے پائے من ست	ہر عہدہ دانند کہ جائے من ست
جے خود از بخت بود رہنما	تا نہ سست نم ز نفیغ ز پے
مہر فیائے کہ بس سکہ گشت	از خط نامم نہ تواند گزشت
حاصلِ ایں حادثہ کا مہر	شاہِ جہاں یافت پیایے ضر

زان صفت انجم که نغیا شده
 مرد بشرف گاه، شریک شده
 نور عیسا که گمیاں گرفت
 آتشی گونی بنیت س گرفت
 خواست که افتد بزمین چرخ پیر
 لیک شدش چوب هم و تنگ
 پرچم بیرق که بگردون رسید
 در رخ مه کردی حسن پند
 از شنب کوس دے کا ندوت
 گاؤزیں رخص آورد پوت
 دمه کا سرباوا از خوش
 نیزه که بر چرخ سرفراخته
 کوس زده با فلک کا سهوش
 بیکریم شدت علم سایه دار
 تیر فلک خانه نئے ساخته
 یکل فیلاں بزمین خسم قلند
 مانده چوب پیر زندگیاں بقدر
 زلزل در عرصه عالم قلند
 تراں همه دنداں که بلائج بود
 رفته زیم رفته شترنج بود
 از خشم و پیل در ایل مال
 خست پیل از سم غارتگاف
 ز روش پیل بگم منسراج
 و از اثر نعل بجهه تمام
 بر یک از کوه تن چو پیل
 زروش پیل بگم منسراج
 گرد سواراں که بخارش جت
 رقص می کرد با تنگ صیل
 قفطه و چشمته ذریه جت

معنای این شعر اینست که در این شعر از نعل سواراں بر زمین افتاد و در این ۱۰ م بر ۱۰ م صفت اینست
 که در نعل سواراں ۱۰ م صفت اینست که در نعل سواراں ۱۰ م صفت اینست

روشن اینک دل دے گریز خویش تن من
 شے ہی رفت مریں دیدہ کہ غلطی خاک
 بر شب لے دیدہ کہ بر چرخ ستارہ شمری
 ماہ من کو رشدا میں دیدہ ز بیداری شب
 گفتی از طرہ کو تہ شب تو روز کسم
 من بر انم ز زنجہ انت کہ در چہ انعم
 پیش ازین کردی از آہ دل خود خالی
 غم حج دار دوسر و ز پے توبہ عشق
 نرگہ گرم دے و بخسہ گاہ کجاست
 گفت یارب کہ کجا پے نهم راہ کجاست
 جان من غم سفر کردہ جگہ ماہ کجاست
 آخر از زلف پرسی کہ سحر گاہ کجاست
 لے بریدہ و سہر آں طرہ کو تاہ کجاست
 یکز ماں ترک زنج گیر و گم چاہ کجاست
 دل کہ مانہ کنوں طاق تیں آہ کجاست
 توشہ اینک غم دل بار کہ شاہ کجاست

جنبش شاہ زدہلی ز پے کین پد گشتن آغا رغبہ روشن مہر نہاں

روز دوشنبہ بگرچاشت گاہ
 رایت منصور ببالا کشید
 شاہ شد از خانہ دولت سوار
 کو کہ چوں فلک آراستہ
 دیر مدوی الحجہ سپایاہ
 ماہ علم سر بڑیا کشید
 خانہ دولت شد از و بختیار
 ماہ علم تا بفلک خاستہ
 انجمن ساختہ برگرد ماہ
 صف شکنان صف ندہ و پیش

زیر علم آن شه خورشید تاب - بود یکم سایه و صد آفتاب
 لشکر انبوه بسم بسته صفت - غرق عرق گشته سواران ز
 کوکبه زیر غلط انجمن شمار - رفت بردن بکلم شهریار
 نصب شد اعلام مبارک اصول - کرد سر پرده بشیری نزول
 دامن دشت نیز بر شیم طب - بر شده زان رشته با هم ب
 میخ که شد دور تر از دمنش - رفت فرود زمین از سر زش
 بارگشته در آن بوتان - روی ظفر داشت بند و تان
 چارستون بود پرسم شهاں - در حشم و نیز جب ز بهاں
 غمزه پیش پاشش مناد - خانه از تریح بدستدیس ۱ و
 بارگهی را دوستوں رسم بود - شاه چکانه دو دگر دستند
 چارستون بارگه عرش سائے - غش دم گشته به راپای
 شیر سید شد ز سر بارگاه - خانه خورشید گز بارگاه ماه
 از اثر مهیت شاه دلیر - لرزه می کرد در جسم بار شیر
 کوشک لعل و سید شد بلند - هر یک از آن سایه گردون گند
 لعل چو آتش سیس همچو دود - سوخته زیر هر دو سپهر بود
 هر دو دو برج مده خورشید تاب - گر چه یک بچ بود آفتاب

چشم خورشید شد انباشته	بلک زان گرد مر افراشته
گشت جسده یه بحیطر سپر	نے خود ازاں گرد کہ بر شد بہر
کشتی ماہ آمدہ بر خشک ماند	شاہ براں سوئے چو کشتی برانہ
زیر علم چوں بشفق آفتاب	شاہ فلک رفت و خورشید تاب
سُرمہ ہر چشم شدہ چند میل	گردش کاں بہر شد دلیل
موج چو دریا زدہ از ہر کران	گرد وے از خاکگیان دُشمن
زہ زدہ ابروئے کماں راگرہ	سوئے شگافاں بجوں بستہ زہ
خیر نیتاں شدہ از ہر جنگ	ترکش پُر تیر کسبہ بستہ تنگ
سوئے عدم کردہ سلامت گزینے	پیش رکاب از روش تیغ تیز
نے بزمیں بود و نہ بر آسماں	گردن از ہیبت تیغ یدیاں
پہنہ راہیں کہ چہ پوشندہ گشت	تیغ برہنہ کہ پوشیدہ دشت
بر دل سنگین عدو گشتہ تیز	تیغ نہ بلک آتش پولاد خیز
طرفہ بود تیزی ہندی زباں	تیز زباں ہندی سر در میاں
حصن پلارک شدہ مترابہر	گرد گرد شہر والا گہر
چوں گلے از سوسن ترخاستہ	در صف تیغ آں تن آراستہ
داد جگر گاہ عدو در اخراش	پیش سپہ روشنی دور باش

خلق چو موراں ز دوسو صفت کشید	تخت نشی کر دسیاں پید
خاک شد از فرق سران ناپیں	فرق نہادند سراں بر زمین
باریک آیشدن آغاز کرد	خلق دوسو صفت ادب ساز کرد
حال کس گفت سراں حال گما	یافتہ چو گمان ز راز دست شا
گشت مشرف بشکوہ جواب	حاجب خلق چو دران قہجاب
رفت ز یک تخت بہ تخت دیگر	خرش طلب کر دشتہ تا جور
سر و ہمایگی بید شد	خانہ زین منہل خورشید شد
بر دل خورشید غبار انگن	غرم ہر دہن کرد نکار انگن
ہر ہمہ آہوش و پنچیر ساز	سے زین گشت پر از یوز و با
از ہنر خویش زبردست شاہ	اسکرہ را گشت میں دستگاہ
مرغ زبردست سلیمان شود	چوں ہنر از عیب فراوان شود
کو کم از ان مرغ بود در ہنر	ولے بر آں آدمی بے خبر
چوں نہ پردہ ہر کہ چنان عاے پد	باز ز دوست مکان می پردہ
جست ز خواب ز خلہ چنگب با	خفت چو خر گوشس پنجاب آ
چرخ خود آں را بہو امی گرفت	سار و کلنگے کہ نوائی گرفت
صید زین پیشیہ گوش مرد	مرغ ہوا جملہ سنیہ چشم برد

خرگه ز نین که در آمد مش
 بود چو داخل بزرگی علم
 هر که درون زد قدم دلش
 میفتد بر میست زدیگره
 پس گل گرسنگ بها پور بود
 پیش بها پور بخت بر سر میل
 پاکه خامن بسیری رسید
 نیمه زهر سو یک پای سخت
 دانه نیمه چو پر کار گشت
 نیمه پر از گل چو گلستان نمود
 دانه نیمه بسیری قطار
 پس که در آن گلشن مینوشت
 هر که درین سبزه نظر گرفت
 یک شب آن جا بخوشی کام را
 روز دیگر صبح چو فنی کشد
 و او همیشه نسب کیست باو
 سر و خویش کشد میوه دا
 پیغمبر مد شد که خرگمش
 گشته پیاده ز شکویش چشم
 راند به نیزه علم و دانش
 بود میان اند پست پیغمبر
 قلب چو دریا کشد رآید بجود
 سنگ گراں سر مد شد از پا پل
 سبزه تر بر سر بسیری رسید
 چار و ده گشت یک قطب را
 نقطه خاکی میان نش نشست
 و ز گل او دشت چو بستان نمود
 ابر منور آمد در مرغزار
 شاه شد از ابر کرم دور نشا
 قطره طلب کرد و گهر گرفت
 خور دمنه روشن و گوهر نشاند
 مایه سید در شکم خاک شد
 تن کیان بر سر دالان داد
 شاخ کرم گشت در آمد بهار

باد برش و جهان پست او	قلعه دشت در شده و پست او
از شرف پایه او نرد باں	پایه سایه شده بر آسماں
کابلید پس بجخش یکست	خشت نیں کابلید بشفت
آینه گشته ز گنج صف خشت	دید را و صورت خود را پشت
بر چه که در آینه بیند چوآن	پیر را خشت بر بنیہ مہاں
بر چه که نقاش بکیو کشید	عکس دیوار دگر شد پدید
نیست در وایت نقش اینغا	بس کشد از عکس کس و نغا
نقش بندش ہو اخامہ اند	تخته نقش بنگاہ باز خواند
دید و بد مردم از آن جہ نوش	تیر بے خورد و ز حستہ تر کش
قطره بر آن بام نیفتاد نیز	ابر گریندہ ز بار آن گرینز
شکل تنوش مقام ستاد	تصارف را شدہ ذات انعام
گشت چو بار و بوزخک و ب	کوز شخیں ہم کس سر مہ چپ
طرف عروسی شدہ آ رہستہ	آئینہ از آب رواں خواستہ
چون کز و گشت جہا بے عیاں	قصر غرور از تو آب رواں
بمچو و آئینہ محبت بل آب	آب و عکس نما او در آب
عکس و شیش مثل نیار دگر	گر چه کہ سر زیر کند یا زبر

ہرچہ زبلاؤں سے رو نمود بلکہ یہ چشمِ سیہ گوش بود
 بود چو خورشید ولایت فردز گشت گمان تا بگم نیم روز
 چشمہ خورشید چو شد گرم رو کردش نو بوس شہر نو
 رفت بکیلو کمرے داو خون از مد دست چو دریا بگون
 قصر شد از فرشتی اجنبہ چون فلک از منزلت خور بند

صفت قصر نو و شہر نو اندر لب آب کہ بود عرصہ رفت چو رفت آں ایوان

قصر گویم کہ بشتے ستران رونق طوبی در اورا بشاخ
 باچمن مہشت در شش دیکے با فلک ہفت سرش سر یکے
 بام سفیدش فلک سودھر کرد بخورشید سفید سے ابر
 پلے چو متاب بیا مش نہاد گشت زو دران بزمین اوقتی
 رفت درون در او آفتاب وقت دریں کرد رخ چرخ تاب
 رفت صبا زان رو دیو خس گفت ندانم درو دیو ارکس
 رہ بسوے روزین اجبتاد پیچ نداد او بسوے خویش راہ
 با بگ کشد در او دم بدم رفتہ بدین بند و بدین تمام

۱۔ رفت باس ہوا و بادلے گزنا و تھنے کہ رہاں صمیم را سوے خدا کے توالی در شب معراج برد۔
 وقت عاق ۱۲ یعنی زو دران سر برگردید و بزمین وقت ۱۲

حشمت به نبال حریت از نبال
 قنات هر چه در کشتی پرتال
 بر کشتی شد کعبه شد گنج
 بیش در آفاق گنجید گنج
 موسم می جلال بعثت گشت
 ز آتش می محاسن و گرم گشت
 باد به وقت خوش و شاد کام
 کس نه زبردست می الا که کام
 محبت به کشتی عزم او
 ز بهر بنیاد گری بزم او
 بخت عالم بود با خویش
 خاطر خست و بهشتا گونیش
 این غزل از مطب موزن اول
 یافته در گوشس بهایون اول

غزل

سوار چاکب من باز غم شکری دار
 دل من بدار بر امسال با جان اوری دار
 من اندر خاک میدنش لک کوب با گشتم
 هنوز آن شمسوای من سر بولنگری دار
 بهر شکلی که می آید ز من جان می بردار
 دروغ ست آن که این شیوه ز بهر زبانی دار
 مسلمانان نگه دارید بپاره دل خود
 که تیر انداز من مست کیش کافری دار
 ندارم آس آن نسخه که خواند بنده و خجتم
 غلام دولت اویم که با او چاکری دار
 مثل گر یک سخن با من بگوید عاقبت آن
 بیار و هر زبان و سر ز من خود بر سر می دار
 توئی دیوانه و ش جهان که داری سالیکیو
 دلم دیوانه تر از تو که آسب پری دار
 مرا چوں صید خود کردی شغاف می کنی
 نمیگوید کنش لکن سخن را غری دار

طاق بندش بشک گشت جفت
 کنگر طاقش بزبان دراز
 سنگ سفیدش کشته بر پیر
 یک طاقش آب و دگر سوسه باغ
 آبی از آن باغ بر ماند زرد
 شاخ به سبز برگه کرده راو
 شمشیر در آن خلد برین جایی کرد
 باز به برکت زرقاش
 باده کشان باز کشید نصف
 رود زن از سینه بر دهنه
 بس که شد اوست ز آواز خوش
 چنگ گزشت تو انصاف نمایی
 زخمه چون لب در رود چنگ
 مرغک صد مرغ دیگر و غنچه
 شاه در آن مرغ نمایی و نوش
 دست ندیده که ورق برگرفت
 بر لبه مطرب که نوایر کشید
 حاصل او شده فلک اندر نفست
 پیش فلک گفت سمنه از
 آمد از مهر و شده جسم عمر
 باغ و آب زرد و سوسه باغ
 باغ از آن آب بجا گشت سرد
 جایگزین بار شده بارگاه
 خرم و خندان مطرب لای کرد
 کرد پر از زر کف ساغر کف
 گشت مویصل در آتش ز کف
 آب چکان دست چو باران ابر
 ریخته از پرده بر دهن از خوش
 باد کبیر بر انگذنه نمایی
 راه چکا دک زرد و باغ کنگ
 بر همه مرغان شده کنجش می
 بحر کفش گشت چو دریا بکوش
 مهره کاغذ بگرد گرفت
 تار بر شیم بدر اندر کشید

جلد سمن شده شیراز باز نامه از باد و قفسا فر از
 سوسن آذاده در آفت آگی پنج نیمی گفت ز آرزو آگی
 آتسن آنخت شبنم بود بر دویم باز گشتند زدود
 شایخ چو از با حسن تران گشت با دختران نیز از دیر شکست
 سرود که از سایه شایه نداد ساینشینان بمه اده باد
 هر شب بارغ بر سر تاتنه مانده بے برگی خود برهنه
 برهنه گشته تنه بمل ببارغ با دکنان حسن کشی از دوسه بارغ
 دیده چو نرس چمن این فساد گل شده در دیده خویش افشاد
 زگر بے دیده رداں کوروشم خار حصا با دختران کوروشم
 یختن کرد در تنان ز سر گشته زین پیر ز در مهال ز سر
 پشت بخت پسن آرا با کوز شد از پیدن دینار با
 بر زمین افتاد بے تازنین لرزه کنان بر شتران میس
 خاک ز زردی شده بر عنقا خنده نه بایں همه در ارغوا
 شایخ جل از بس که گموش گدش کرد گموش سر زشن طبلش
 باد بر سر رسید فر از سر و ز حشر و بخت فر از
 بنزه بے خط تران بخت باد بے خاک بران بخت
 گل همه خورشید مان از بران کش همه در پوست در افتادون

بی‌نای برآمد نام حسرت و گریه دیده نیک تر دوستی دار که صد امن بگریز

صفت فصل خزان و مغل غنیمت سپاه

هم بر آن سال که تباراج چمن باختران

فصل خزان چون بچمن خانه خوست	با درواں کره بگلزار تاخت
شده پیر غنیمت ز ولایت برآمد	کش بچمن بسیج ولایت نامد
کوه ز شنگ آتش لاله فروخت	شعله بدانش گرفت و رفت
لاله مر از شنگ بگلزار سپرد	ماند بجالس گریه بادش میرد
با دختران آمد از آن جا که بود	خنک شده بنام جهان عا که بود
گشت سخن نازک و زرد و حقیر	کتاب گرفتش بی آب گیر
رفت سخن بچمن را اگر گشت	ز آن که خزان رفته بخت
جامه خود کرد و بنفشه کسود	گشت چو صوفی بر کوع و سجود
شد بر تن نازک نیلای گل	پاره همه پوست سر بگل
لاله ز بسیاری خوں و فساد	ریخته نازک قش از رخ باد
سوخته از آتش خود لاله زار	گشته در نقش زخمان پنهان
و فخر صده برگ فدا ده ز دوست	آمن بر هر ورق شکست

له اضافت قلوب بینی تری صد من م. سکه گل بی جان را ۱۲

فرش بر بچید گل از رسته گل	گفت غلیو از گلے السجّل
بانغ خراب از قدم بوم شوم	چند قدم شوم شده یار بوم
ناله میشد که غانده دوش	خلق می گشت ز زیر دوش
در طلب رسته نکو سو به سو	قمری کو کو ز دنی کو به کو
باد که اندر سر به بد فساد	تاج سلیمان ز سرش به باد
گرچه حسد را آینه طافد شست	حسن چو شد جای پس دم گشت
آن که پریدست ز پر خود تدرود	ماند چو پر گم شد گاه زیر سرود
لاله چو بر کوه برفت از شکوه	لبک برید دل از تیغ کوه
سبز کبک بیایستد خود با خواجه	شمارک بیچان دهن باز ماند
فضل شگفته بره افتاد و فرو	شلیک بدید و عبسند دل سپرد
گرچه گله میشد و چمن	گم نشد از مجلس شاه ز من
گرچه زک لاله نمایی کرپه	لاله نوسانت شد از جامه
گرچه تند برگ و ناله بشاخ	برگ نوا بود بوس فراخ
گرچه که بر بست هوا به آب	شاه کشاد از کعب خود و نیم آب
گرچه چمن گشت پراز برگ زرد	شاه زمیں در تیره دینار کرد
از گرم شده که عده سوز بود	فصل حسد را بر موسم نور و ز بود

آب که باران گل کوزه بخت
 آبر که بگرمیت پرستان بجر
 شدم زده بخت از پیشم
 غم بخت دست چار از روش
 زین لری از بخت تمش
 گریه بید از عمل دست برد
 گشت لکه خوار از کج شک خرد
 بید بارید ز سر بگ تیغ
 رخت خوں از تن گل بے دین
 لاله فرد رخت در پیشین
 خون خود آن خاک خوں گل فنا
 خنجر که بابا دگشادش دل
 شد هم از آن بگریبان گل
 جامه گل پاره شده بر تنش
 خنجر گره بر زده درو منش
 دامن نسری که در آمد بنار
 ماند هایل باد و سه پیوند
 گل شده بے رنگ بر لبان
 از کلا مرغ تو اے که خواست
 بر سر هر خار که لبیل گزشت
 بل ازین غصه چنان خوشست
 گنگ شد و طوطی زان و زغن
 کشت زدم رنگ اگر گزشت
 گنگ شد و طوطی زان و زغن
 در دمنش نیست طبع سخن
 کور شد و فاخته از نول زان
 فاخته کور آمد گل را بستان
 کور شد و فاخته از نول زان

۱۱ گریه بید فوجی از بیدست ۱۲

۱۳ رسم است که چون جامه پاره می شود بر دهن گوی و بند ۱۴ ۱۵ بخت ۱۶
 ۱۷ زان و زغن در زغان او از می کنند و طوطی فاخته می ماند ۱۸ فاخته که زانم طاعت کرد و حق را
 ۱۹ شکست از دهن ۲۰

سفت جسمم عالم را
 خلق چه گویتد بر کشتی
 بوم که باشد که بچک دراز
 گر گشتی بست بر آلوده
 من که بنده از همه راییان
 که چشم زدهم از گجرات
 اسپ همه ندانم رنگ
 ماله را وقت فاین کنم
 نیست مراد چه قباحت خطا
 زین دگر چندی بگر و گل پوشش
 چندی کنم شکر شاں را چنان
 گر چه چو مورد ملخ است آن پناه
 پیل من آن دم که بوشد پیل
 می شود دم دل که بوشیم ز جاس
 یکدم از تیغ خود آید در میان

و اگر از آهنگ کسان غم مرا
 شاه من و قلمه کشادگی
 طعمه بر داند وطن بسته باز
 پنجه نوحه حسد زدن آخر بشیر
 جز نیستانی کنم از پیل مال
 نگاه بدی بگیر نویسم برات
 پیل همه مست ستاغم ز بنگ
 جام نگر و خسته ز این کنم
 سر حد پس بسته بند قبا
 کر پی کیس میندیشیم ز گوش
 کر تن شاں پسب شود استخوان
 موش و کشته جوفند بر اه
 چلیست صفت موش چیل پیل
 فرق تر اهاں سپرم زیر پیل
 چون کنم از خون سگ آلوده

۱۰ نام ملک ۱۱ جام نکر نام مقدم ۱۲ قبا بضم قاف نام مقامی ۱۳
 ۱۴ دگر یعنی دغل و دگر پستین یا جامه که بر دوش بندند ۱۵
 ۱۶ چندی یعنی چندی یا پاره پاره یا پاره پاره بر جوبه پاره ۱۷

شمع بختی فصل بریں گو نہ شاد
 نامہ گشتے چند چو تیر از بس
 کہ خدایا مصل تیر عنیم
 شکر انہوہ چو ذرات یک
 بوم بسر بستہ پای چنان
 نازک شان یہ کہتے ساز کرد
 گشت ہم قطعہ باران تیر
 قوت اس سیل کز ایشان یہ
 ہر کہ گئے چشم نمی زد کس
 مردم آن خاک فرو شد خاک
 امن امان و شد از رادہا
 این مہ کاغذ رہ کرگ افشا
 شہ کہ ز گستاخی آن گم ہوں
 تلخ بخندید چو شیر از غضب
 گفت کہ تیر بہجہاں عہد من
 غازی پاچوں نہ بکار غراست
 کہ مغل آواز و بے عالم فتاد
 آمد و بوسید چو بیکان زمین
 سے فرو راند باہنگ زم
 پوشش آباد چو آبے بہ یک
 آمد از اس بوم فراہی کناس
 دیدہ نیارست کسے باز کرد
 سیل شد و کرد بہ ریاستیز
 آب نہ پاو بیتاں رسید
 چشم زدن چشم دوشد نہیں
 گرد بر آورد از ایشان ہلاک
 ہو کہ بفریاد رسد شادشاں
 دارہہ از قوت سراخی العجا
 یافت چنین لگی از گساں
 تلخ بود خندہ شیریں لب
 وز دگر اس زلزلہ در مہد من
 کافر اگر تا متن آرد سزاست

شہ نہ خندہ تلخ از گویند یعنی خندیدہ گفت کہ در جہاں باہشت ہی من است از دیکر من لالہ و مہد من است

گر چه تیر تیزی و سختی نمود
 سر سد و کیلی و دویک سوخت
 جلا ز بے سنگی خود بزدنگ
 بر زده دایمان قبا هم گروه
 رفته مغل بود بهر سو که بود
 رفته چو به نمود سپاه دشت
 بار یک اندر پے شاں کینه خوا
 رفته بدند از هم سه و دینر
 دست بے از قوت چو گمان
 بس که برید سر آن حسد
 رفته پین کرده چو طشت خول
 تیغ که بر تارک نما گزشت
 لشکر اسلم که دباله کرد
 خرمه چپند ز لشکر کشاں
 و آنچه دگر بود ز برنا و پیر
 خان جنان گیر که اینست تیغ یا
 گشت چو موم اریچه که پولاد بود
 چهلک بید و بهر سوئی فیت
 در کله مرغ در افتاد سنگ
 عطف نمودند به امان کوه
 پشت مغل بود بهر رو که بود
 رو نمودند نمودند پشت
 تیغ زناں قطع همی کرد راه
 پشت شدند از هم سه و دینر
 کرد پرا از گوشت زین سر بر
 شد خزه سگ ز سر خرسراں
 دید سر خود همه در طشت خول
 کرد یکجا بے سر و تیغ و طشت
 کوه زخول زیر و زباله کرد
 رفته عنان تا فقه بهشتاں
 یا طلیع تیغ شد و یا اسیر
 خرمه و فیر و عنان باز یافت

کس نروده تیر بس در از قوار
 جز گمزه بخت کند این شکر
 چون سخن چند ازین در براند
 عارض انانے سپید انجمن
 گفت که ترا جسم ز سواران
 نامزد غسل شود سی هزار
 پیشانی بار یک تیغ زن
 خان جهان شایسته لشکر شکن
 عارض فرزند بفرمان شاه
 کرد و او را سوئے مخالف پیا
 بار یک قلب گوی رزم ساز
 عارض فرزند بفرمان شاه
 ساقه رزم پیشیران مست
 با یک تیغ زن
 است
 ماه یک میر شده در تاب
 ناخیز بر نایب راندند تند
 از قدم شویم غسل آن باد
 از سامان و مال و هوشر
 لشکر اسلام که آن جارید
 یافت خبر کا فر ناخوب کیش
 تن ز غنیمت بهر میت سپرد
 بر دین جان را بغنیمت شمرد
 بود زمین تشنه که باران مید
 تیز تر از تیر مردی شد ز کیش
 بر دین جان را بغنیمت شمرد

مے غلوه گلین در در خوار را گویند ۱۱۵ شایک سپاه کمان تغییر ۱۱۶
 مے لاؤهور لاؤهور ۱۲

وقت در آن کہ حسیان بزم
 میر سپید کرد بے جہیز رست
 پیش بزرگان و سران نبرد
 کرد بزرگی بجی کست این
 بر خیمه شنود و خوش از بزم گاه
 بزم زمہاں چو تمی یافت جانے
 خلوتی چند ز خاصان خویش
 جام کشد چون دل کافر بپوش
 پنگ نواز اں ہوا سر کشید
 گفت بر آنگ نمطا تو نگ
 بر طرٹ خانہ نامیند عام
 داد بیا ران و بے عذر خجست
 خدمتے آورد و سزاوار مرد
 داد بک حاتمہ لقمیت گراں
 باز گرفت بے خانہ راو
 بزم نشیں باز بھی کرد رانے
 پیش طلب کرد و می آورد پیش
 کرد بیا دشت اسلام پوش
 چنگ نوازندہ نوا بر کشید
 ایں غزل نغمہ بر آواز چنگ

عزل

برگ یز آمد و برگ گل دگلزار برفت
 سر و شکست و سمن ز رش و زگر خفت
 نزد من با دستن دل دوش غبار آلودہ
 خوشم تار دم نہ طلب رفت خویش
 در وید اشک چو باز آمدن خویش ندید
 خون دل گر چه کہ بسیار برفت اندک نہ
 سرخروئی ز رخ لاله و گلزار برفت
 گو برد ایں مجھ چون از بر من یار برفت
 آمد و گفت کہ سر و تو ز گلزار برفت
 یادم آمد رخ او پائے من از کار برفت
 دل با نداشت ہم اندر و خونبار برفت
 صبر ہر چند کہ بود اندک و بسیار برفت

بست ایوان مغل را اقطار
 گردن شام بهر کسین سازد
 کشته هم امین نشد از ترک تاز
 چوں ز چنین قسح جهان یافت
 محله آراست بر آئین کے
 نشین می ریخت بر یاقوت گنج
 ساقی موش بقدر دست بڑ
 چرخ بر آں درازیں پیش او
 تا که ز ساقی شنود بانگ نیش
 صفت دویار این خوش بادکش
 بر یک زل پلوس شیر تیر
 بزم گم سانه شد چو شبت
 جرعه مشکین که زمین گرفت
 بر بط و ظنیر که شد نف سار
 زخمه در آمد بزباں آوری
 باد و چو خورشید ز گمانشام
 کرد چو خورشید بوقت آوب

داد بدال چند شتر در مدار
 سر برین بست و رسن باز کرد
 تاز سرشس پوست نکند با
 دست نمی برد سپدار
 داد بے کشتی ز تری بے
 طرفه بود شیشه یاقوت سنج
 دوی قمر جام ساقی سپرد
 رفت برید این قصار از یاد
 پیله بروں کرد صراحی ز گوش
 سرخوش با ده سری کرد خوش
 شیر گرفتند چو شد شیر گیر
 خاک شد از برعه مخبر مرثت
 کج و زمین خورده بنبر گرفت
 کرد ز حیرت سر قرا به باز
 داد و مطرب بزباں یاوری
 داشت طلوعی و غروبى بجام
 طالع خود بر همه وقت خوب

باد همه خاک نین راه بخت
 بس که گرانی ز راه گذشت
 جامه گل پاره شده برنش
 گل ز کرم زده ده آن اکبت
 آب سمن در چرخ و شک و
 باد که از شاخ می شکست
 سایه کنان سر در افتادگان
 گرچه پرانیب صبا هر چو است
 نرگس تر جشت همه روش چشم
 خون سمن چشمک پوشیده دا
 سبز و چن شده که جهان در حرکت
 نسج دیباچه عشرت جهان
 خون بکلیه از گل نازک نیال
 سرخ گل از باد چو آورد یاد
 شاخ گل کون که ترش برش
 ساخته گل کوزه نواز نبات
 باغ ز هر غنچه شده کوزه در
 یافت ز رود بر صد برگ سخت
 دامن صد برگ بصد بارگشت
 غنچه گره بر زده در دامنش
 وز پی نه خود جامه نواز دست
 باد شد آهنگ و شکش بود
 باز چه بر باد که بر آن شاخ نبست
 باده کس راست چون آزادگان
 در صفت سر دمی بود راست
 خیره شده اند رخ خیر و ش چشم
 چشم نه ز دانه کس از آباد
 چشم نرگس نتوان بر گرفت
 خواند صبح از ورق رنغان
 لاله خود رفته از آن قیال
 خوش بخیل و سیب باد
 کوزه تر از دستنه کوزه سرش
 ابر در او ریخت آب حیات
 گردش چرخ از گل تر کوزه گر

هر چه از عقل فزون شد همه عمر جو جو
 اندرین غارت غم حبله بیک بار برقت
 باد خاسته ز ره گلرخ من می آرد
 جانم آویخت در آن خار گرفتار برقت
 بگله کرد آن بت شیرین ز برحق برقت
 خند کرد آن محل نسرین ز سر خار برقت

صفت فصل بهار آن که چنان گم و دباغ که بد و زگرگس ناویده بماند حیران

فصل بهار آن چو علم بر کشید
 ابر صرا پرده بر اختر کشید
 سکه گل چون درم ش زدند
 سکه بصد وجه موجب زدند
 شه سپر عنق چمن داد بار
 خار سلاخی شد دگل پرده داد
 تیغ کشید ارچه که سوسن بلوغ
 هم ز سرش سایه تبرید باغ
 تا شودش سوسن آزاده رام
 خار غلامی شده ستر تن نام
 خون خود از باد خزان گل بخور
 یک صبا از سر خوشی سخت
 خواست گل از باد بخور هدیه
 سوسن ازین غصه کین خواستن
 بود بد و زگرگس از قعیه
 او خود از آن غاست که ز آگشت
 خاست بشیر زبے خاستن
 بس که صبا بحدی غنچه کرد
 غنچه چه افتاد که برباد گشت
 باد حریف گل و گستاخ زد
 تازه نشد تا دم او را بخورد
 جامه صد برگ بصد شاخ زد

هر گل بالا که بود ز درش
 تیزی این گل که ز تیزی من
 ماند چو در جامه شمشیر میتم
 سیدنی خوش که کندش گل
 یک گل بیل و دیگر در و
 از گل بسیار دلش گشته بغ
 موالری خرد و بزرگ از نیر
 بوئی آن که مغز آید
 پنج کاشاده گل محل از پشه
 نه عظم نافه و لے نیم نام
 تا کند اندر دل بدخوا و ریش
 جاس نه در باغ ز کلمه بجا
 از پی گل هر که به بتان نیت
 گشت ز شرف گل ز دام زدا
 سینه گشتش بمب صحرانرام
 نچرخه بستان ز غم آرد و شیر

جز تبری ز دستاں نیست بو
 واد بخشکی و تری بوئی نغز
 جامه نمازد که مبدان نیم
 از همه سور و همه روئی آب
 گل ز گل و گل ز گل آید برون
 و ز خوی و در جگر لاله داغ
 خرد و بزرگ از مهرش بهر و
 نیت و گر گل نتواند کشید
 غرق بخون باخن شیرید
 چینه از دشتک گر خون تمام
 زان نشاند بهر شمع خویش
 مرغ در فغان که گجیب بد جا
 یک بهمان نیت اگر بای نیت
 گل به زمین گوته زردام داد
 پر گل ز ترین شده صحرانرام
 مرغ و طفلان شده اند بغیر

بد و در آن کوزه شد و سر کشاد
 نترس از رقصه گوی پرید
 ناخودخواه غنچه بجای سحر
 گل که سپرداش فراهم شده
 گل کعبه روی شناسا شده
 قطره شبنم زده بر یاسین
 کرد بنگ آتش را از پشت
 گردیده بید از گل فصل پدید
 بید شد و تیغ نشان زیر پای
 لرزه کنان آب ز آسب باد
 آب که آهین شده بود از پیر
 غرق سپهر گشته زینو فر آب
 طره نبل ز مشک گشته باز
 برگل بار که دمسدوتان
 آن گل بندی که چمن کرد دست
 کیورده هر برگ چو سیم پدید
 گرچه که در کوزه نمنجید باد
 نبل و تری هم از انبی برید
 ز گیس و سبقت گل و سیم نظر
 پیش سپهر غم سپهر غم شده
 روی شناس همه صحران شده
 دایه پروین شده هم در زمین
 نایغ شده و بند ک آتش پرست
 گردیده مشکین شده در مشک
 سایه از رخت شده جایگاه
 بس که برو سایه بید او فاد
 آهین و آب شد از تاب مهر
 بر سپهرش قبه سیم از جباب
 پنجه شمشاد شده شان ساز
 بیشتر بهت بند و تان
 نه بخراسان که به عالم سخت
 غود از دسوخسته چون مشک سپید

شد یعنی خود را گشت و آن خست ۱۱ شد گردیده بید نوی از بید ۱۲

نایم و مطربے و شرابے و محرمے
 لے ہاد کوئی کن و سونے دست و
 چیزے و گر گوے ہمیں گو کہ در چمن
 گردش کن ترا بجدیت کہ یار کرد
 و ریش کہ مست بود خفتش مدہ
 با او در آں زماں کہ میش راہ میدہ
 من مست خوش حریفی ادیم کہ آں حریف
 سرو پیادہ خوش بود اندر چمن و یک
 از مے خوش ست بر شکیفہ بجاؤاز
 جانے ہریر یا پیش بخ پنار خوش
 مارا کین ز آمدن آں نثار خوش
 سبزہ خوش ست آب خوش و جوہار خوش
 پیش کن و یار مشو زینہار خوش
 ہم ہمچنانش مست بہ نزد من خوش
 بازی خوش ست بوسہ خوش ست بخی خوش
 سر خوش خوش ست مست خوش و شایر خوش
 آں سرو من پیادہ خوش ست سرو خوش
 و ز خسر و شکستہ فغانمے از خوش

صفت موسم نوروز و طرب کے دن شاہ
 بزم دریاؤ کف دست چو ابر میاں

رفت چو خورشید بر جحل
 نور شرف کرد گیتی گل
 و در جہاں وزیر نواز سرگرت
 موسم نوروز جہاں رگرت
 شاہ در آں روز بزم از باداد
 قصر فلک مرتبہ را تاب داد
 گنگرہ قصر طرب بر طرف
 تا بجل رفتہ شرف بر شرف

بوم ہم آورده دران اغرد	زارغ برفته ز چمناسے نو
چشم بر خساره گل سنخ کرد	شارک رخسار چمن باز خورد
غنچه سر بسته دهن باز ماند	بہل سرست ز نطفے کے خواند
طوق گرد کرد ز گل زر کشید	ز اس قہج لاله کہ متسہر چید
پاش چو منتقا زخوں سرخ گشت	کبک چو بر لاله کو بی گزشت
تاج سلیمان بسر خود نشاند	بد چہ از اس آیہ حبیبی کہ خواند
منطق مرغان خراسان نشاد	طوطی ناطق چو زبان بر کشاد
گفت یکے صانع خود را دم	فانہ ناطق باصول کلام
ربن عشاق شدہ عندیہ	رہبر جان گشتہ بگلزار طیب
بگل و بلبل بطرب گسری	شاہ دین فضل بعشرت گری
دروم او بلبلہ طلب شدہ	بادہ بشاخ آمدہ در گل شدہ
دین عنبرش برہ ہیرا زد	مطرب بلبل نفس از نعمت

عنتل

وقتیت خوش بار کہ وقت بہار خوش	آمد بہار و شد چمن دلالہ زار خوش
مستی خوش ست بادہ خوش ست نما خوش	درباغ با ترانہ بلبل دریں ہوا

۱۵ اشارہ بر عامی کہ سلیمان علیہ السلام فرمودہ بود کہ "حبیبی ملکہ کا حبیبی کا حبیبی ہوتا ہے"

گوهر آن چتر که بر شد ماه قطره باران است در ابر سید

صفت چتر سید از پس آن چتر
چون شب قدر و سید م عید از پس آن

چتر سید آن چرخ امید	بخت اسلام از دور و سید
سخت ز در کرده ستون از پیش	وز گهر آویزش سراسر
دشته ابرے بتون رسا	قطره معلق میان هوا
ابر سید و گهر بے باش	قطره اوداں که نمود از صفای
سایه ز خویش بود و سایه	سایه روشنی سیدی چو ماه
نورده در روشن و عالم فروز	چون رخ خویشید که نیم روز
شکل بے از فرق شکاف	پاره نوے هم از آن آفتاب
از بر خویش سراسر گزشت	جامه سفیدش هم از آن گزشت
چتر سید کرد سوادے پدید	وین بر بیاض از سبب و رسید
ماه دو هفته که در نشان است	عکس بے از آئینه آسمان است

صفت چتر که لعل است چو خورشید صبح
بلک هست از شفق و صبح جمال سلطان
چتر در روشن خورشید تاب لعل و منور چو بقیع آفتاب

صفت طاق بیار هستند	پرن زر بفت فلک استند
تخت زدند و تنق آبخستند	عرش گریزین انگیختند
چتر زهر سو بفلک برکشید	ابر سوز شرم بچادر کشید
پنج طرف پتھر چو محسوس	شش جهت آراسته زان پنج مهر
همچو گل و سنبل و سوری بید	لعل دایه گلگون و سبز و پید

صفت چتر سیه کنیپ چشم خورشید
آں سیاهی که تو در خود طلبی هست

چتر سیه اشپ قدری شمار	گشته شب قدر بروز آشمار
گویند اوزان بسیار بی شافت	کز تہ و بالایش دو خورشید شافت
بر سر او سایه در تہاے	در تہ او سایه عون خداے
سوخته خود را ز تن آفتاب	باز رہانید جہاں از تاب
گر دشو و سایه چو پیرش	سایه که گرد آورد از دانش
تا نیپے سایه بشد کردے	شاہ جہاں گشته از و سایه جے
سایه او بر سر بند او فتاد	بندش از دے ہمہ اعظم سواد
خامہ نقاشی بحر بناں	نقش نکرده است سوادے خیاں

پرتو اودماند بچائے کہ دیر
 مہر بران خاک تباہ لیسر
 پیش دے از شہر سپہر کبود
 نیمہ کامل بزمیں شد فرو د
 کلاہ او گشت چو با چسی خجست
 در غلط افتاد و ہب فی و گشت
 چتر شاہ است کہ شد چرخ ماہ
 چرخ مہر این ست کہ شد چتر شاہ
 دید سپہر شس چو ہاں نیکوئی
 گفت کہ یارب منم و یا توئی
 تو بہر شاہ و من اندر من
 یکھنے چرخ تو شو چہر من

صفت چتر کہ گل گز شدہ از گل گز او بر سر شاہ ز گل سایہ کند تابستان

چتر و گل گز و گلگوں چور ز
 چوب دے اکون فلک کہ دہ گز
 یک گل و بہت فلک پدہ پودا
 شدہ در سایہ گل بادہ شاہ
 کردگی رنگین مل شدہ
 مرغ چو ہل بسہر گل شدہ
 سایہ اش آں جا کہ تہ بہرین
 گل بدہ گز بگز اندر زمیں
 بر سر شاہ کردہ نگل نہرینے
 گشتہ معلق بہر اگلشنے
 گرد و رخ شاہ چو جولان نمود
 گل کہ بہتاب و مدآن نمود

۱۷۰ گز پنج تیس ز ہریشہ لغت مت رقرات گریختن ماری بچیدان کر کنند با ہم پیدایش نیند تیرے پرو نام
 دینے کہ عربین طمان و ہند جانا مند ۱۷۱ چتر انہر لکل کر دودہ بادشاہ رانستہ باہ کر دند ۱۷۲

نخاک از پیش روی در پیش	خواند کواکب فلک اعش
سود سرش بر فلک بنزد	گشت فلک سرش و شوق یافت
از رخ شسته نگ چو رویوز	بشت بنده فیرون کرد
ابر بنبارد چو شود لعل کار	اوشده ابر که بود لعل بار
روش سرخی چو گل تر شده	سرخی روی همه کشور شده
سرخی اوتماز فلک برگزشت	دین خورشید و سرخ گشت
معدنی و معدن یا قوت دور	معدن او گشته زیا قوت پر
پتیریه را همه تن مشک دید	خون خود از غیرت او خشک دید
لعل که او نیست گشت از برش	خون پچاں ست ز رنگ ترش

صفت پتیر که سبزست سر سبزی شاه
برگ نیلوفری اندر سر سبزی شاه

پتیر دگر چو فلک سبز رنگ	بسته از چشمه خورشید رنگ
اطلس او سبز تر از آسمان	موجب سر سبزی شاه جهان
سبز دهنه ز گیسو یافته	سایه ز حق بر سر شده یافته
سایه او گشت چو صحرانیش	سبزه ز فرد شده اندر زمین
طرف دهنه که چو آید بیار	بزه حد بجز گیسو اموا

کرد بجای که سپایه به فرزند
 گزیند سبکدوش بزبان کار داد
 گری نوسانته پیلوس عرش
 جان بداندیش بجانم از داد
 حرب بجهاندار شده جانفش
 در جنگ خصم زناں دور باش
 دست سلاخی شده شمشیر
 دست شایسته ز بار گهر زیر گنج

صفت تیغ که با خصم نیامش گوید
 که ز بهر تو فرو چند برم آید هاں

قطره آبی که بهن گام غرق
 او بخوشی خسته میان نیام
 بگذرد از گردن و انگه ز فرق
 خواب فحالت شده از روی حلم
 شعله آتش بزبان آوری
 ز آهین و سنگ آید و در داری
 آب را گوهر نصرت بهشت
 آهین دور از رعالم بهشت
 قیمت ز بیشتر از آهین است
 لیک ز از آهین او دشمن است
 آتش از نیست قوی تر ز زر
 بهر چه ز رسته به پیش کمر
 پاره آهین که بر در خورست
 حرمت آهین نه از این رست
 از تن بدخواه کشد گاه کار
 رشته درگد گشت شاهوار
 گردن دشمن زن با سربسم
 مهره در آینه کو حسم بهم

این مثنوی چون به ترش شیر می بیند بن پر آب میزد و چون بین خصم نیم رو دهن پر آب میزد و آب
 عبارت از تیغ است ۱۲

داد بخورشید فلک پایگی
 خاصہ ہلے حق ہمایگی
 پشت سے از بار گسہ خرم زو
 چوں سحر گلشن شبنم زو
 گوئی از خمیم مہ گل حیدہ
 دوزخہ و سناستہ زان چہرہ
 خامہ بے نقش تراختہ
 رنگے از ان گونہ نیا میختہ
 جامہ چنان رنگ نیار دپید
 خامہ چنان نقش نیار دکنید

وصف و رباش کہ نزدیک شد از سبب مٹا
 گنگ ماندست نہ حیرت کند کار زباں

رہے برو آئینہ دُور رباش
 گاہ گہر سنج گے نور پاش
 از دو طرف رقتہ یہ پہلوئے ثنا
 گوہر شاں گوہر بازوئے شاہ
 تیغ زباں آتھ چوں بید برگ
 در دل بدخواہ زباں گیر مرگ
 ز آب گہر چو نش زباں پر شدہ
 ریختہ دستار چہ پرور شدہ
 زان سر دستار پے بے بہا
 در دل بدخواہ بے ریشا
 دستہ نشان فرق سراں گد چو
 بستہ بز چوب تھن طبع چوب
 وان دکرک از دو طرف چوں کد
 باد بخسبہ زد و سوش لکیر
 گر گس آن حساب پرواندر ہوا
 در رود اندر دہن اژدہا

لے بید برگ جنب از پیکان تیرہ

۸۱

صفت تیر که بار آتش بقایت سخت سخت برانی در تیرمه و در میاں

تیر بلنگ افکن و آهوشکار	وز دل دشمن شده سندان گز
گاه پریدن چو عقابی درشت	کرده زخوں گر گس میسرخ پشت
پیه عقابی که چو بادی شست	جست بران گونه که ماهی بخت
فے عظم میه شد تیر راست	پیگی از دست شمشیر خاست
در سر و پایش دو گره طبع گیر	زان و گره ماند عقاباں اسیر
ران چو بر رے هو آینه گلم	از گره گز کرد فلک را تمام
سیک سوزاں بسر رے زو	شعله آتش بسر رے زو
بست نئی خشک عدو را امید	ز دهمه سوری بود و در برگ بید
سوسه عدو نه بهد را شده	در زون چشم گزارا شده
ویده ز شمشیر بے سر ز نش	جان عدو کند بجا کنش
از پسته فرمان نگهبان خویش	نامه کشی کرد چو پیکان خویش
تیر گزشت کرد چو سوار ساز	گشته ز دستش سر سو فار باز
بو چپ و راست پیش سریر	روح و پیر باید و پیر تاب تیر
یمنه گرفته سپه با سپاه	راست بدارا گونه که گیرند ماه
دین شاهن نسپاهی خویش	داد سپر های سپاهش پیش

بندی که گشته با سلام رست یافت از شاه جهان دست رست

صفت چرخ کمانی که باز دو گشته

نیم چرخ است که او نام نهادت کمان

ترک کماند از کمانی بدست	که نیم او چرخ شده در دست
از بند و علم کندش چو زه	انگند از ناز در ابر و دره
بهت گرش علم بداند گس	علم بدست آر که بهت ادب
مانده پیای بکشاکش اسیر	مانده از کش مکش اندر نیر
گوشه خانه ز کشاکش دواں	خانه بجا مانده و تیرش دواں
خانه دودار و بچا خرمی	تیر زنی خانه بدواں محکمی
تا کند ردول بدخواه ریش	ز باغ نشانه بشیر خورش
هر چه بود خشک بیابان آب	تر شد از آب نه منی خواب
زشت بود آب چو برده گشت	زشت ترا نگاه که بے آب
چون کشدش غرق خند و آد	ماه شود بسته و پاینده آد
چون زهن بر بخت شایسته	زه کشد هر که بود زود دست

۱۰ چوب که در ته تیری باشد او تیر نیمی گویند - نهدی که لای ۱۲

۱۱ ز باغ و فراز تیر زیر که لازم از لای پریدن است و تیر نیمی پر د ۱۲

۱۳ اگر تر شد ۱۴

از دور و یا قوت و قتل فراخ
 شاخ تو کوئی که نخواهد چکید
 هر چه گزشتی ز گلستان زرد
 ساخته از سوم بے نخل است
 کاں بجز از موم نیاید رست
 یافتہ از لاله و ریحاں فراغ
 بستان بے دستہ گل دل فریب
 پرورد و آدہ آں جاقرد و
 غنچه کہ دل بستہ بشاخ چمن
 ہم گجست از پئے آں انجمن
 بید کہ تیغ از طرف گل کشید
 ہم برید از چمن آں جارسید
 قصر ہایوں ز زمیں تا سماک
 زیور زربستہ چو فردوس پاک
 پرہ بزر و دختہ ہر دامنے
 تاشدہ بے دوست ہر سوراخ
 اطلس ز رفقت بدو ایرنگ
 داد ہر رنگ ز یا قوت رنگ
 کردہ مسلسل ز گیسو بویا
 کاں رش خواندہ فلک پویا
 خاک از اں مفرش زرباقہ
 خلعت نور و زرشہ یافتہ
 جن چو آراستہ شد یکے
 از دو طرف مینہ و میسرہ
 شاہ جہاں شستہ بر ترین ہر
 چشم ہاں دختہ قدس چو
 تاج بسر کردہ چلویم چہ تاج
 قیمت او ہر دو جہاں را حق

بر سپر لعل شد میسره	لعل وز ردیش جبریکه
چون گل سوری شده گردپن	لعل ترا ز لاله برنسی چمن
نیزه شده از سپر آراسته	راست چو تیر از سه پراسته
نیزه و دلازمک تاساک	راحم و غزل شده بروسته خاک

صفت ایت لعل و سیه اندر بر شاه گشته خورشید میان شفق و شام نهان

از دو طرف رایت لعل و سیاه	سایه رسانیده ز ماهی باده
ماهی تو ماه نو انگینت	ماهی دمه را بهم میخنت
یک دهن را اسپ مضع تمام	از دم خود بسته صبا بدم
زین زرخوش که عالم فروخت	کرد هم از آتش خود سیم سخت
میمنه طماسپه انداخته	آتش از دو دلب ساخته
از پس ایوان صفت میدکست	آبر بوا کرد صبحه افشت
قلعه آهن تر برگستوان	قلعه بجا مانده تنوش روان
بنغ ز آراسته شد بجای	کرده بود آبر جواحه ز شار
سینه ز فرد هم ریختن	سیم نبات گل بستایش

لعل ملک ارج و سماک غزل نام سارگان که ایشان اماکان گویند ۱۱

دست بدست آشکوه کا نگار
 باز پدید آفت طافس قار
 شیر فلک مید که شایسته نام
 جامه زرد و دخت بقیعت گراں
 جام زرد و قهره ببل امید
 کشتی کز قهره داز زرد بود
 زیر همه چو بر گزری بپا
 بر یک از آن تیرنگ خوش نام
 صورت زری زرد و گوش پت
 عرضه کن حمل با فکندگی
 جام زرد و جامه گوهر نگار
 مرد محاسب بشمار که خوا
 پس که فرو رفت بسودا قلم
 حاجب نقال چو قمری دار
 تابش آب روز و در گرد هم
 شب جو بر آیین بسیار زیر
 شاه بخلو تکه دولت شافت
 کو بر دست بدست از شمار
 چرخ کز دلبسته شده چشم باز
 آن که نبرد باز پسرش غلام
 دوخته چشم همه قیمت گراں
 کرده عیان ناله سرخ و سپید
 عمر بر آن خوش گزرد گرد
 کز تنگ شان باد باند بجا
 قطع زین کرده به تیزی گام
 چشم چنان گوش به تیزی می
 خدمتی خود ز سر بندگی
 بود ز هر نفس بدون از شمار
 بیشتر از دست چپ آورد را
 مجره سر باز بند از رقم
 نفر نوا گشته ز فصل بهار
 کم نه شد آن خدمت از بشو کم
 کرد هوا پر ز گل و دیاسیم
 خلوت از دولت جاوید یافت

چرخ قبضے ز گم ریاقت
 آفت ز از تاج و قبا و بکر
 تن چو در آن خلعت روشن کرد
 بستہ چو جزاکم ز رود و رفت
 ہر کہ نظر کرد برویش ز دور
 جنبش ہم بحشم از ہر کراں
 قوفہ چاوش کلمہ در شدہ
 ساختہ بالاسے کلمہ جا بجا
 شمعہ بار آمد وصف دست کرد
 تیغ زناں دست چپ دست راست
 فقرہ مخجاب کہ دور از میان
 گر گئے پر زوازاں پیش پس
 پیش کشیدند کراں تا کراں
 گشتہ پرا ز نافہ چپستی میں
 چرخ کمانہاے سزاوارہ
 تیر کہ بجاد بے بستہ
 کردہ بے صنعت زربافتہ
 تا بکرتا بگلو تا بہ سدر
 خون یو ایت بگردن گرفت
 لعل بخورشید سیر از دوسو
 عطشہ درآمد بخش ز نور
 سم زناں چشم احرار
 یکسرہ بر صد سر شاں بر شدہ
 نادرہ باشد کلمہ بر کلامہ
 ترک فلک ہمیت از دھوت کرد
 ہر وصف از صف سخاں گشتہ است
 آب کیاں ریختہ پیش کیاں
 خستہ شد از تیغ چو پر گس
 خدمتے ہر مہ خدمت گراں
 باد شد از ناف زمینان پس
 بر تہ نو کردہ ز ابرو گرہ
 در ہنرش بستہ شدہ دستہا

۱۱۔ خدائی بیش کش دند ۱۲۔ لے بر آہ کبر و فقر کرد و لاکینہ دانست ۱۳۔

رشته سبز و زریں سود پیر گل
 توده سر و زان بوی است
 صبا می رفت دگر گس از غنودنا
 بهر سونے بجی افتاد و می غناست
 من اندر باغ بودم خمیازه یار
 بنام ایزد چو ماه سبے کم و کاست
 پور قمن خواست از پهلوتے
 برآمد از دم قریب دسبے خواست

غم سلطان بسوے هند پایاں راندن از شهر چو انبوی گل از بتاں

چون حملت ثور آفتاب
 پخت همه دانه پر وین ز تاب
 از شربت خویش برون اندیش
 و ز شربت و طلب کرد بخش
 نقطه پر کار حمل را گذاشت
 چو حمل از نقطه نشسته داشت
 رفت جہاں را از عدالت فروغ
 جست را آغاز حرارت علاج
 گشت ربی بد رود افتاد
 مرغ بر گشت فردا و افتاد
 خوشتر پزند به تواضع گری
 خوشتر خالی بزبان در می
 خوشتر پیری پوشند از سلام
 از پستے کلن جہاں می گزشت
 از همه کس یافت در دوسے تمام
 سینہ کنوشک بجائے درود
 خوشتر گندم بزبانش بداشت
 گشت پُر از گندم و ز جو بجو

۱۱ کل مرغ بکاف، زنی ز میت از کرگس سنخ سر که بر سرش پرنیباشد ۱۱

رفت بخلوت در دولت کشا
 کرد رواں بر کعب چو ناله زار
 بزم که از قلدیریں دست بُد
 شاه بهر سپهر که بر خاک گشت
 از هوس جبر غشہ در معاک
 ریخت بے رشتہ در تیش
 موسم نوروز ہلے شراب
 جام ہی خورد ہی بود شاد
 ہرچ زرد جامہ نوروز بود
 بخشش خود کرد ز اندازہ پیش
 ہر کہ چو گل کرد بہر بخش گز
 زرخوشی داد شمارے تر بود
 باد شکفتہ گل بخشش بام
 نغمہ ز تش زہرہ پرده بخشش
 یافت در گوش جایوش بابے

خلوتیاں را بہ نساں بار داد
 بیان گل رنگ بوسے ہار
 تنگلی حنلہ باقی سپرد
 در جگر خاک و در پاک ریخت
 العطش آواز بر آید ز خاک
 گشت بیک رشتہ سرشتہ نہیں
 شاہ جہاں مست و مخالف خزا
 شاد ہی کرد جہاں را بہ داد
 توش بندش ادب آموز بود
 باز بداد کہ آور دہیش
 برد بے دامن پر سیم وز
 خوشتر از ان سیج ہلے تر بود
 باد و گل بوئے در امشب بحاکم
 نغمہ گری کردہ بچندیں پس
 بر عنبر دل از مطرب بطرا

عنبر

گل امرو ز آخری شب بر خاست
 بجایم لہ مجلس را بیا راست

کوب غنیت ز در شهر یا - لرزه آور و بروین حصا
 دیر سر را کرد و نامد بند - دم بد نام و نامد نگند
 کج پیه کردیشم ز شهر نو - داد جهان را از ظفر بر نو
 لشکری ز زانو خورشید پیش - ذره بد نیال و خورشید پیش
 از اثر جوش خیاں لشکری - لرزه اثر کرد تحت اثری
 کز گل شد چو فلک بقرار - کز گل گشته فلک از غبار
 از نیم ایوان که زمین کرد پاک - کوه در آمد بستر زلزل چو خاک
 یافت سر برده در آن مقام - دشت در آمد زیر سنا بام
 گرد سر پرده صحرا نشین - دست داد و ماد بحبل التین
 باز همه رسم خوشی ساز کرد - زو همه عالم خوشی آغاز کرد
 باده فردیخت بجام طب - جرعه نوشید زمین با طب
 هر چه زمین در شکم گنج سنج - خاک بر کرده همی خورد گنج
 خاک بر جرعه کز آن جاشید - ز ربه از پرده بصحر کشید
 بود در آن مجلس مسترخ اثر - گنج بجزیر زمین بر ز بر
 خاک نگر تحت دگر گون گرفت - کز تگل ز ربه بیرون گرفت
 شاه بدلت خوش و عالم بام - از نوی پیشانی گل شسته جام
 جام چو بر دست شد آور و پاک - غرق حرق ماند ز سببت بجا

خرمین دستان بنگ سر کشید
 سبز و در پاش ز قرونائے
 سراسر از حکمت نبرد
 بر هر چکل آنر شد و عمرش گشت
 شاه بر آئین خود از جام جم
 پے پے از شرق خبری رسید
 مصلحت ملک را دست
 کنی پے آن کار بند بیرونش
 خود که کینه کند استوار
 کار شناسی که در آن از بود
 گفت که از صد سپه کینه خواه
 لشکر شده گر چه بود فتح یاب
 گر چه که ستاره بود شب فردر
 گر چه که صد جوے بیک باشد
 شاه در آئینه راے میر
 در وسط ماه ربیع نخست
 صبح چو بر زد علم آفتاب
 بنبله در توده خود در کشید
 کاه شد از روی بل کمر با
 نعمت دیدار غنیمت شد
 اول عمرش اتفاق گشت
 خون بر اندیش می کرد کم
 دین خبر از هر عهده بر می رسید
 هر چه موابت می باز جست
 یلدا چه سازد که بخیزد ز پیش
 باز پے رزم فرستد سوار
 پرده ز تدبیر بر انداخت زدو
 آن نه سرد گزین تنه شاه
 شاه باید ز پے فتح باب
 لیک خورشید تو آن یافت زد
 سیل شود لیک نه دریا شود
 نقش همان دید و ندیدش گزیر
 غم سفر کرد بشرق دست
 لشکر ستاره فرد شد باب

باز می گفتم و فسانه بچراں باخویش
 ز پئے کوری آن کس که نیاردین
 آمد آن روشنی چشم با استقبالش
 آمد آن ساده رخ برین بیوشن ز آب
 گریه بر سوختنش آمد و بر سوختن
 دل شد از من میار و پیرش نامه
 می کشیدم سر زلفش ز قفا جانب رسو
 خصر اگر رسد ابد به بهشتین عجب

تابداں لفظ که بالاس سرمه بر سید
 فرود نور بصر برین اکس بر سید
 مردم دیده دواں تا سیر بر سید
 بر سر شسته گد کن که چه سان چه بر سید
 این چه بارین کرم بود که ناگه بر سید
 چون نسبت که جان می دم گد بر سید
 تا شب میوه بزرگ یک سحر که بر سید
 عجب این می که بشتی تو ابد بر سید

ذکر باز آمدن قلب از قتل مغل

همچو گرگان ز رمه یا علم از بر خاں

صبح چو بر شد بر سر پسر
 بار گران اوده فلک از گنج
 کرد کش اوده بچراں چشم مهر
 تا فلک از بار ز آمد برنج
 شاه فلک مپیه و گنج بار
 داد برادرنگ چو خورشید بار
 مر ز فلک چتر کش شاه شد
 چتر همایگی ماه شد
 صفت بکشیدند طوک از دوسو
 بر هم کردیه شدند ز دوسو
 طبل زنان بار یک و شکرش
 و آنچه بد از شکر شده یادش

گرچه بی خور و بیهوشم بخت
 مست نمی شد که ز ملک صومرا
 متی او این پیشا ریش را
 خواست گل مستی بندتند
 لشکر کاغذش بالافرو
 بار یک آرد ز معانی من
 طوق گردن همه چون فاخته
 در خیم بر سلا صد گیسو
 اسپتاری که به ندان تیر
 شیرین سیند و کوتاه دیم
 شاه بدان خروار دولت که یاف
 ز او دل و زشش عرب با تمام
 خورد و گنج بخت حاج داد
 گاه بهر جبره گهر می نشاند
 عمر ابد به همیشه اندر شش
 هم تنه فلک میزد از کار تخت
 عقل زبردست شدش بر سر
 خفته همه حلق زبید ایش
 لاله سنگش ز درگرفتار
 از عقب کوچ در آمد چو گرد
 بسته گاه به منقل به غل
 غنچه اندر گلوانداخته
 سلسله از حلق سگال در نصیر
 بر کندارش گیاره ستیز
 سوده سرگاه و زمین زیر بزم
 باده طلب کرد و مجلس شافت
 و در نشسته ز کف و لب بهام
 پس گم دوز که تباراج داد
 گاه بهر ز غم ز سر می نشاند
 وین غزل اندر لب خنیا گزشت

عزل

دوشن که بمن دل شده آن مه برسد
 دل مقصود خود المنة نه برسد

صاحبی از موج بر آب و گر
خاره بر اندام کس خود ندو
جسی ازین گونه کم آراسته
صفت زده بایت زمان گول
بانگ برآمد ز نقیب ن بار
رستی آمد بستانم لعل
هر کس از این سجده که حالی نمود
ز اهل سپه تا بخداوند کوس
از پس آن خدمتی آمد پیش
جام ز رود جامت نریں علم
حاجب فصل آمد و تفصیل داد
خدمتواند رحل عرض گاه
عرض در آمد با سیران نیم
کافران تا برون اند هزار
سخت سرانی بوناخت کثر
رو به چو آتش کلا از چشمش
سرتر اشیده ز بهر قلم

برتن ریاضتاش گزر
معدنی لعل کم از خار بود
چشم بداند دیدن آن کاسته
گشته بدرگاه شهنشاه رود
پرده بر انداخت ز در پرده دا
کرد سجده و متب خود را لعل
صورت آن صورت قالی نمود
یافت همه کس شرف دست بوی
هیه شاهانه ز اندان پیش
باتحت اسب و طرافتیم
کرد مفضل همه در فضل یاد
گشت چو مقبول باقبال شاه
کز پنهان شاکر شد کردیم
کرده دیگر گونه با شتر سوار
همه پولاد تن و پنبه پوش
آتش سوزان شده با چشم خویش
ناز قلم نگینستند لعل قلم

آمد پیر امن داخل شد	شد علم داخل از دیر زیاد
بل صفت اشک چشمه و علم	داخل نصرت شده از دیر حشم
چون کز بهر کوس میں ادب	زد مس او باد بر رویند کوس
گفت چو آن کوس شبنم را	گوش فدا شتر افکند را
از سر داخل کافش شکن	گشت پیاده چو گل اندر چین
دانش غلبت گلگون بر	گل ز زر و شبنم او از گهر
تند ز زین چو فلک مویمو	فرق بوئے ز فلک تابده
چو خیز جوهرش از غب طاق	جوهرش آمدن بال اتفاق
جوهرش حسد که فردا لقب	یافت تقسیم بحسب دین عجب
وصفت او حمبله سر نبرد	زنگ برنگ از سلب شمع و زر
موی میان ز بکر ز ریشه	رشته بیا قوت و گهر ریشه
هر چه که بودند امیران شاه	هر چه در سپنج چو خورشید ماه
کارگزاری که بقیمت گران	جاگزی کار گزاران حبس
بکجه خجی داد خوی ازین برد	آب چکید ازین خجی آب گوی

۱۰ زبان ترکی سنه علم ۱۱ فلک ابوجه کوزه نشستی به شتریم شبیه دهند ۱۲
 ۱۳ سلطان و شتر مبارزه ۱۴
 ۱۵ جوهر آن حسد که لقب و فردست ۱۶

گشت یل گوہر بر باغ ن
 از روش موئے شاں پر دین
 قصہ شنیدم ہم از ایشان گر
 خوردن قے را چو پے اندر دین
 مادره شاں از خورش نشسته
 اصل سنگ یک بزرگ استخوان
 کوہ نایب بستر کرده طے
 شہ یحییٰ ان جہر روہی شہ
 دیو پیدا آمد ہر یک بروے
 رخت چو بہت اسیان بار
 سر نیزہ نیزہ بے داشتہ
 نیزہ سر از آتہ از مد برو
 پوست دروں کردہ پراز کہو
 بر سر چو بے سر پر کز شدہ
 چون سخن از سرزدگان گفت
 اسپ چو گویم بخت تری بل
 بچو زن نوہ کنں پری بے
 از غنٹہ پاشن سنسن خورش
 این کبستہ بخورد آن گر
 عیب نگیرم کہ ترک تے اند
 داں کہ بہ جید قشایہ تے
 گر نیہ کنی شدہ بر رستہ
 کوہ شدہ بر سر کوہاں سایے
 کایزد شاں ز آتش دوزخ شہ
 خلق بلا حول ز ہر چارے
 در عدد کشتہ در آمد شمار
 سر ز پس مدوگی از آتہ
 بیشتر از فی بیستاد رو
 از نئے افتادہ بدیگر خستہ
 سبز بران غزہ موجبہ شدہ
 پیش سر رشتہ بیابان گشت
 بند بہ بندش بہر کرد و صل

دیده در انداخته در زنده نگ	رفته شده شست من از چشم رنگ
پست ترا ز پشت شده و کشتا	زشت ترا ز رنگ شده بوی شال
جاسی بجا کنجک دغم یافته	چهره شان دجه دغم یافته
دانه تکه تا کله لبالب دهن	از رخ تا رخ شده بینی پهن
یا چو نوس که ز طوفان آب	بینی پر خنک چو گوهر آب
سبب شان گشته بغایت راز	موس ز بینی شده پر لب از
سبزه کجا بردم از رخ تیغ	ریش ز سپهر امن چه ز تیغ
اهل تیغ را بمحاسن چه کار	کرد ز تیغ نشان ز محاسن کنار
رشته پس نسبت شان در گداز	سبب چو تیغ چو تیغ رو
کاشته کنجد برین تباها	از پیشان سینه سفید بیا
کنجد شان دغن از ایشان کشید	ردغن اگر خلق ز کنجد کشید
پشت چو کنجخت شده دانه دا	بر تن شان از پیشش بی شمار
چرم قهقهه سزاوار کفش	پشت چو کنجخت منزله درفش
نیم سراز بیم پیش و تراش	نیم تن از موس بره و تراش
پرچم و عایش ز سر خست	برق لعلت ز سر از خست
بر همه دندان سسری خرد	خوره سنگ و خاک دندان بد

لعل تو ز دندان ۱۲ پرچم قهر را گویند بینی پیرن ایشان عیس سسریان بود
 سسره دندان خرد که آن را در غری خرس قتل و در بند می عقل را در گویند ۱۱

گشت روان پیر پیل از شکوه	خاک بر زیر و مجسمه کوه
پای کشاں شد جل ز زیند حوز	دامن کشتار در آمد بلرز
هر یک ازین گنبد رنگین بپای	در رخ صحرا شده گنبد شمای
تاش به پیش نشسته آید بدی	گور کند زیر چناں گسندی
از دهل هندی و از کرنا	وز شنب طاس و نفیر درل
شده همه روسه زمین اندر خروش	در سر هر پیل گراں گشت گوش
پیل کرناں غلغلہ آواز داد	کوه تو گونی که صدا باز داد
پیر شاس پیش شهاب جند	بست سده پیش سکنه بلند
شاه بستر نمود که بر دند پیش	گا دقوی میل و نرگادیش
بسته فکندند دو گانرا بهم	پشت زمین شد نرگانی بنخم
بیل بیک حمل که جنبش نمود	هر دو بیک گوشه و دماں بود
بیک بدن دماں چو یکس در گرفت	گاد زمیں را زمیں بر گرفت
گا دکرناں کوه بسبالا پرید	چوں بز کوبی به بلندی رسید
دور چو بگذشت ز گاد میش دگاود	شد بحسنه اتسار منغل کا دکاود
رشته که دادند بدیناں وراز	رشته گره های دگر کرده باز

له یعنی جست ۱۱ له یعنی هر پیل که شد ۱۲ له آواز سه را که ز کوه و گنبد باز آید
صدا خنده ۱۲ له خرفه را رسنیک در گردن ملک و غیره بنده ۲

گوش نال ساتھ پرچم ز سو	پرچم سر بستہ بہ زیر گلوے
کاسہ سمانی ہمہ صحرانوش	تلخ نمکین بر آردہ جوش
سخت چو سنگ تیز کشتی ناک	کشتی سنگی و باب آتشے
چوب شدہ از روش بقیاس	کری چوبیں شدہ زیر طاس
بذہم راہی شاں گشتہ لنگ	یافت زہر پے عصا بے بنگ
چوں بجھا در زودہ دندان پیش	بیخ زمیں کتہ ز دندان خوش
نغمہ شود کو بیدان شاں	سنگ نیاید تہ دندان شاں
چوں فرس افسار باخویر سپرد	میر سلج اصلحہ را پیش برد
تیر و کمان، چه توان صفت	بر سر پیکان بل آب خورد
بیلک شاں از سر چوب پید	برگ بروں آمن از شاخ بید
یافتہ از کلک خطائے عطا	وصل خطا کردہ و دور از خطا
سخت کماناے تار کی کج	آمدہ از چوب آناک برنج
ہر کہ بہر گوشہ او خانہ ساز	خانہ شدہ کوتہ و گوشہ دار
بود نہ چنداں کہ توان بر شمرد	رفت سلاحی سلج خانہ برد
آمدہ فتح چوار پیش رفت	ہر گریے در محل خوش رفت
پیل طلب کردہ شبہ پیل دور	کاورد آں بے مکان البور

۱۱ پیکان آٹھ خوردہ بود نہ یک صفیر تیر شکاری و نیک بخار رفتہ از دور ۱۲

۱۳ چوب آناک چوب کے بدو گر دشمن کمان سے کند ۱۴

تری نگشته مر کب برود نام تر نغم شدش اندر سرود
 نورش از افق جام تافت شرمی و سزایش کام یافت
 بد هر وقت بشادی و ناز باد کس و خصم کس و بزم ساز
 گفت همی ز هر و بر بط ز نش این عشقزل تر ز زبان منش

عزل

تیغ بگریست از سر بر هم تیر بکشت که نظر بر هم
 آشکارم بکشت که تابا به هم ز سر چه نذر دگر بر هم
 خشم کن تا بسیرم اندر حال از تو دزد خوشین مگر بر هم
 با خودم جرم بخش از لب تا این عقل جلدگر بر هم
 میو دایم چگونه باید زیست اگر از مرگ میشت بر هم
 گفتم خوش بزی و عشق مبار زنده از دست تو اگر بر هم
 و ده که شب در میان کنم هر دم از تو روزی که ای سپهر بر هم
 جور گردی بآه رخصت ده بود که از سوزش جگر بر هم
 عشقم خستد بگویت که اگر از رقیبان بے هنر بر هم

له سے علی الغر و بلا تاخیر ۱۱

به کله تعجب ۱۲

پیل بندان گزینش برکت:	هرگز هست سخت گزینش رفته داد
گرچه که بودند بزرگ استخوان	خبر و شدند از ته کوه گمراں
آمده بودند مکر بسته تنگ	پشت پشت ارچه که از بهر جنگ
بسته گرد پشت پشت از رسن	گشته جان نوع شده تن بتن
سخت چه بودند شکم بر شکم	شاه بهمنه مرد که ده گال بهم
آں همه را پیش دسے امانت	پیل گزینان جلد بروں تا فتنه
مهر و ارفقت چو بالشت پیل	تن بزمی کرد زماشش پیل
فال گرفتند ز احوال خویش	گر سرد پاشان بسیردنی پیش
و آن سرد پامیں که کجا بایسد	فال نگه کن که کیا سر کشید
دست اجل داد بهرام و دوده	چون تنه چسند ز امیر خنده
کرد و و آن از پست تشبیه شهر	و انچه دگرمانه شهنشاه و هر
گاه گرم گاه و سیانت نمود	نور بدان مشغله مشغول بود
جام منبر و برده بد و در دام	چون فلک از شیشه خود گاه و شام
داد همه گوهر خود را بروں	هم بمنبر و پروں جام از دس
شیشه در اینخت گهر حقیقت	شاه و طلب کرد شراب رجوت
گشته رگ چنگ بخونش کشان	شد لب قرا به سون نشان

مسنزل جو رز نزول سپاہ	ماند تہی از غفلت و از گسیاہ
حکم چنان رفت ز زین سریر	کز صف لشکر زد و سوختہ امیر
نامزد و بار یک در گشتند	در ہمہ تدبیر بد و ہر مہند
بار یک و تیغ زنان سپاہ	طلیل زنان پیش گرفتند راہ
کوچ کوچ از شدن بے وزنگ	لشکرشان رفت گذارے گنگ
گرم آب سرد در رسید	در سرد رفت عنان در کشید
پیش درآمد ز بزرگان پیش	چند ملک با سپہ و ساز خویش
خان کر ^{مزد} ^{برادر خدایتا} چھوٹے کشور کشائے	کز لب خانان کرہ ببتش پائے
چند ہزارش ز سوار سید	ساختہ ہر چہ نخمینہ ز مرد
خان عوض نیز بستند ان شاہ	کر دیک جاے فراوان سپاہ
بار یک و شاں ہمہ یکجا شدند	ساختہ کار مہیا شدند
لشکرشان شد ز صف باشکوه	از لب آب سرد پیش کر وہ
تیغ زن مشرق اداں سوخت آب	تیغ بروں آختہ چوں آفتاب
در مہمہ شکی و ترمی لشکر پیش	برودہ ز عالم ہمہ خشک و تریش
یافت خبر آمدن آن سپاہ	کز پے شمشیر بزدیہ بہت راہ
از غضب ہنگندہ برابر دگرہ	وز پے کیں کردہ کہاں را بزدہ

نامزدگشتن شکر بیک سوے او د

صد سہرا فراز و ملک بار بیک اندر سرشال

کر د چو شب نوبت خود را تمام	صبح دل بر دو بیاباے بام
نوبتے شاو شد اندر عمل	نوبت او شد بد ما نہ بدل
شکر اقلیم ستاں کوچ کرد	چرخ وز میں ہر دو یکے شد گرد
۱۰ علم بے دو منزل بون	عکس نہ شد بلب آب جون
کر دتی آل سپا اندر شآب	ہم ز زمیں کاہ ہم از جون آب
گر چہ پناں کر د دریاں رہ اثر	کاتب رواں تیرہ خودش بدر
گر د سپہ پس کہ بچون او فاد	جون جزیرہ شد و پایاب داد
گر دے آنجا دوستہ روزی مقام	بستہ شدی پل ز غبارش تمام
آمدہ با شکر دریا شکر و	رفت بہ پایاب گرد ہا گر و
عبرہ شدہ داد بیک روز جون	عبرہ یک روزہ عالم بچون
شدہ ز لب جون سپہ را بخواست	دور شد دست چپا زدست رست
روز دگر چوں فلک آبگون	داور دال چشمہ خود را بروں
کو کہ پشاہ رواں شد ز آب	کر د سوے منزل جیو رشآب

۱۱ یعنی صبح بندہ شد و برآمد ۱۲ یعنی در آمد شکر یک روز جون داد جون را ۱۳
 ۱۴ با کمر حجاب و بالعمدہ گردن ۱۵

یک چو جم چشم من این نور بڑ
 چشم خود از خود نتوان دور بڑ
 من ز پندستر پذیر یافت
 تاج دریں ملک پسر یافت
 چون کلمه را بسرم شد پناه
 کس ز بایده ز سر خود کلاه
 هر که فرستاده آں در گهست
 بنده که یا شاه شود کینه عی
 بنده که یا شاه شود کینه عی
 خود که تواند که دریں داوری
 پیش من آید بزباں آوری
 این قدم دست دریں گاهست
 کت بنایم بچنین کار دست
 یک چو من با تو شوم بمعناں
 فرق چه گوئی چه بود در میان
 مس که بزانند دکن زگرش
 کس نستاند بهای زرش
 عیب ترا دوست که چو بر کشد
 آہن وزر ہمسر و برابر کشد
 سنے ز فرستاده دلم عیبست
 آنکہ فرستاده و عتاب بر دست
 در دلم آید کہ بر آیم به تیغ
 خوں بدل خاک دہم بید تیغ
 مشرقیم ہستی من چرخ آب
 کس زوہ تیغ بہ از آفتاب
 لیکن این بایہ زیان خود است
 حرم تو نیست زان خود است
 گر سپہم در تور ساند گزند
 جان من است آنکہ بماند زند
 ورز تو در قلب من آید عیار
 بہ تو شوی در رخ من شرمسار

۱۵۰ فرزند من بادشاہ شد ۱۵۱ یعنی در حالت حیات خود نیاث الدین عراقی تہ تیغ و شہید شد (۱۷۰۰)

۱۵۲ ہندی تیغ دورویہ و پورہ دہندی رمز آفتاب زیر کہ آفتاب ہم دورویہ است ۲

جست رسوئے که گذار و پیام
 بر چه بپوشند بگویم تمام
 گر سخن از صلح بود یا نبرد
 کم نکند هیچ زیر دست مرد
 دید که کس نیست زیر تاؤ پیر
 در خور این کار پوشش دیر
 پیش طلب کرد پیای که تو هست
 سوسه می رفت ز ترسے کرد دست
 کس منم اینک شرمش کشتی
 بر حد مغرب شده تیغ آزمای
 آینه تمام از سر مغرب کشید
 پایش ازین پای بجنب رسید
 شکر ملک غلام من است
 خطبه آل تحت بنام من است
 ملک ز من چشم مراد او نور
 خانه خویش است ز رفعت دو
 رشته من گر بگر بر دسر
 مالک آن ملک منم در گیسر
 آنکه بر آرد بپایه نعب
 تیغ بدست است مرا آبدار
 اے که پیش آمدی از راه دو
 کس نتوان گفت مگر در حضور
 چو تو ملک خورده از خوان ما
 دهمت چه داری ز تمکدان ما
 چو تو ملک در همه مذمب طلال
 گر سپر از غیبت من ملک یافت
 هم تو کزین ماه ترا آگهی است
 گرد گر پی در محل من بدست
 تیغ منش بر سر و گردن دسے

رفت دستاورد و رازِ نفعت	بر چه کہ بشنید بشه باز گفت
منه چو خدے ز مخالفت ندید	ز آنچه ہی گفت زبان در کشید
دست بے پرو و بیاراست برجا	و در شد از پیش همه سازد رزم
گشت بمیدان طرب تا یکب	بس کہ گراں شد ز کمیتش رکیب
بادہ ہی خور و بر آئین کے	گنج ہی داد و ہر جام سے
گنج بر در پنج و سے گنج سنج	در کشش گنج بھی بر در پنج
لعل فشاں ساقی ز زیں مکر	گشتہ چو خورشید فلک لعل گر
شاہ براں سو بطرب ستری	بار یکا یں سوے بعشرت گری
ساغر خفاک بھی خورد شاد	از کرم شاہ جہاں کیقباد
باد خوش از بادہ شادی سرش	شاہ دولت بکن راند ریش
ساز طرب مطرب اور ابچنگ	بر دل زہرہ شدہ زو پرودہ تنگ
کردہ بگوشش غزل من عمل	حال منش گفتہ بگوش ایں غزل

عندل

از دل پیام دارم بر دوست چہن سامن	آجاکہ دست جان اپناں دیوں سامن
گفتی کہ جان خود را کس چں کبیر ساند	گرد و جنور باشی دانی کہ چوں رسانم

باش که تا در رسد آب کینه کوش	مهر مرا بسیند و مانده نموش
رفته فرستاده و بر دایم پیام	گفت پیشکش کشور تمام
خان سپه بار یک تیز هوش	کرد چو زان گونه پیایه بگوش
در خور آن داد جوابی سره	سخنه بمسندان ادب یکسره
گفت ازیں بنده حضرت پناه	سجده تعظیم رساں پیش شاه
باز ناکاے بسریر میرے	یافت از تاج گهر بر ترے
آج ترا از گهر بیت باد نور	چشم بدان گوهر تاج تو دور
من که فرستاده شاه خودم	بر خط اخلاص گواه خودم
شاه که از تاج کیاں سرکش است	تخت پدر داشت گذران خوش است
غیبت تو جاسے تو نگذاشت است	غیبت ازیں بهر که نگذاشت است
شیر در پئے این صید بود	شیرے ادبیں کہ چگونہ ربود
تا مژدم کرد که در مسر و یار	دشمن اور اندھسم نہ ہمار
ناخچہ اشارت بمن است از سیر	تیغ گزارم کہ ندارم گزیر
گر در گے پیش من آید بہ تیغ	تیغ خور دارم من و از خود دریغ
دتر تو از دور بسیم حضور	گر نہ گریزم شوم از پیش دور
عطف کنم لیک نہ از بیم کس	از پئے تعظیم شکوہ تو بس

هر دم صبح که دما دم گرفت	آتش خورشید به عالم گرفت
دشنه که خورشید زد و سایه خورد	در سپر سایه بے رخت کرد
ماند و آن رخت ز آتش نشان	چرخ به رخت شد آتش نشان
بیکه سرد روز جهان را ز آب	دید نه آتش شب را بخواب
صبح هم از آتش شب برست	طالب شب گشت چرخ برست
تافته ز گرمی خود آفتاب	تابش او کرده جهان را به تاب
شب شده چو روز و روزگار گدا	رو چو شب سائے زمسان دراز
بیش بقا روز بهانست سال	بیش بقا تر شده بعد از زوال
تیز خورشید هم از باد داد	کرد خاک از کانه شامی سواد
خلق کشان در پند سایه رخت	سایه گریزان به پناه درخت
جانب سایه شده مردم روان	سایه بدنبال مردم روان
بیکه شده سایه ز گرمی سیاه	گرم در اند خسته خود را بپناه
خواست کند خلق ز گرمای خویش	در پند سایه خود و خویش
لیک ز تاب فلک تا بناک	سائے نماند از تن مردم بجاک
گرم چنان گشت هوا در جهان	آتش گویند بسوزد زبان

۱۰۵ ای سایه پناه دهنده ۱۰۶ در دهنده چرخ آفتاب در دهنده روزگار و آفتاب در دهنده
 ۱۰۷ کرد ۱۰۸ کانه نام نیرنگ یا خنده کنایه از روزگار ۱۰۹ آفتاب به سوزش
 ۱۱۰ دفت است و آفتاب ۱۱۱ یعنی اگر خدای تعالی بخواهد آنرا زبان بسوزد ۱۱۲

آں باد را که جانان از تو جوید آرد
یک جان اگر چه باشد صد جان سالم
جان می بری ز سینه دار و درانی از غم
تو دوست خود و پنج تامن برون سالم
گیرم جواب ندی دشنام گوی با من
آمن بدان عنایت دل را سکون سالم
آنجا که کشته شد دل شمشیر بر کنش
تا سر نهم به نجب خون را بخون سالم
حکم از کنی مردن بر دیگران تو دانی
لیکن اگر بخسردن و سهره کنون سالم

صفت موسم گرما و بره رستن شاه

ابر باران سرد باد و بنبال دواں

عبادت از سال

عبادت از چرخ

خنده چو خورشید بجو از گرفت
رفت در آنخانه درون طاف گرفت
رفت در آنخانه تیس از مسیر
مخترق از آتش خورشید تیر
باد و جزا شده آتش زهر
مخوت جهان از زمین تا سپهر
چرخ چو شامیقلی تیغ خور
بست ز جزا اش دور و دور
حسانه غیش از خشکی و تری
یافته از حسنه که به بر تری
اختر بد مهر فلک گرم کیس
گرم شده شتر فلک بر زمین
چرخ جزا بد و گرم خسته
گرم بود هر که بود از دور و دور

۱۰ یعنی با هر ستاره که آفتاب قرن کند آن ستاره را عمرت خوانند گرما و عت و کثرت و قات و حرق باشد ۱۱
۱۲ چون آفتاب در جوار و تابه با او را بسیار باشد ۱۳ بیب و بیز دور و دور یعنی غمت ۱۴
۱۵ غیش زنده از کس که در گرما از دماغه راست کند ۱۶ صفت آفتاب ۱۷ کثرت از غیش از غمت

صفت خرپڑہ کز پردلی آنجہ کہ بود

تیغ و شمشیر مہیا بسر آید غلط

گوتے بود از ثمرات بہشت	سند پڑہ گولی کہ بجز او گشت
گوتے یکے بینی دو چو گانش	گوتے شکم بستہ بچو گانش
مشک دے مشک باں بینی	بہر خطے در خطا و موے نہ
چاشنی و آب کمانش ہیں	ساختہ و در آب کمانش کیں
زہ زبردل بستہ کماں از دروں	رنگت ز ہش میزد کماں آبگون
بہر کھ را ہمہ تن سر شدہ	بر سر ہر میوہ کھ در شدہ
خام خضر پنجہ تھو آب حیات	از فرہ گرد آمدہ دروے نبات
روشنی چشم من ستاں نہ در	گرچہ از چشم کماں در در کرد
داشبہ در سایہ چتر سیاہ	خلق جاں باچنیں وقت شاہ
در کف دولت طنل الہی	ہیچ ز خورشید نہو آگہی
بر سپہ شاہ نشہ باد گرم	باچنیں آتش کہ بود سنگم
سایہ کماں بر سر لشکر علم	ہیچ کسے را نہ ز خورشید نعم
آفتہ از خیمہ نشد یک طاب	باہمہ بانی کہ نمود آفتاب

خون برگ مرد ز بوی آید	خون شد از پوست یروں آید
پای مسافر برده گرم دور	نایاب پر قفسه چو نان تنور
ز آتش گرما که شد از سر جواں	آهوی صحرای شد آهوی خواں
چوب شد از غایت خشکی نبات	از پیک شربت آب حیات
سینه در پاشش ز مرد نما	کاه شده بکاه شده کمریاس
خشک شد از نام گل از پنج باد	باد در اندام کس را سب باد
لاری گشت ز خشکی چو مشک	خون بیاسی کشد از گشت خشک
شک که آتش ز کس آید بڑوں	ماند ز خورشید در آتش دروں
باد زنده دست به دست همه	دردم او باد بدست همه
یافتد اسے بطلمی تمام	باد هوا کرده مسلسل بدام
صل ز تنگ که بمریم رسید	باد سحرش بنفش هم رسید
گرم هوا بر سر هر میوه زار	گرمی او بختگی آرد بار
بر سر هر میوه ز تاب تموز	مخ شده پنجه مخور و خام سوز
ز آتش خورشید که شد میوه پر	بیل و کج شک شده میوه گز
خشک شده برگ درختان شاخ	میوه ز گشته بیان فراخ

۱۱ یعنی مجروح می در احیاء موات ۱۲ یعنی درخت خرماد با دانه اذیر گاو را که در است کند و سنا
شب که متر می علی اسلام زاد درخت حسد که خشک بود به حالت حضرت مریم آن سینه جبر آورده گی که
درخت را با بیسوی رسید که سینه شد ۱۳

یوزدواں گشتہ برسوس صفت	زوبندہ پُر خال شدہ زم صفت
تند چو شیرے کہ چاکبک روی	شیرہی گشت زبے آہوی
بود سپر پچہ آہو ربا سے	دست درازیش بکو آہ پاسے
سنگ کہ بے خون شکستے میژ	داد بخشہ از بن دندان گزیدہ
رفتن خرگوشش بچرا چو باد	بس کہ بگ بازی رو باہ داد
از زدن تیغ سواراں یوزن	گشتہ بعد شاخ سہرہر گوزن
گرگ گریزاں بوتل شد اسیر	شیرنماں شد بنیستان تیر
گرگ کہ بارانش بے بود یاد	دید چو باران خندنگ ایساہ
شیر پتہ لرزہ بد از بیم مرگ	بود گراں روز و شب اندام گزینہ
بہر نماں کردن بالاسے خویش	نماں کناس گرگ ہم از پای خویش
خوک کہ دندان گرازی نمود	طعنہ سنگ شد ز گرازی چو سو
شکر ازین گونه جہاں می گشت	ناجیہ بز ناحیہ بر روسے دشت
ما علم شدہ بعوض در رسید	از پئے دہلی عوحتے شد پدید
نصب شد اعلام شہنشاہ دہر	یر لب لکھنؤ بحوالی شہر
لکھنؤ ازین سوہرؤزاں طرین	از قف لشکر لب آورده گفت
روز و گر شاہ بر آئین گشت	آمدہ زان سوی عوض برگشت

تاب خور از چار فلک در گذشت	خیمه کیوش گزشت گشت
پرتو خورشید گرم گاه	در پی نیمه جمی جبت راه
لیک همه پرده کتاں بر پناه	تا زود چشمه درون آفتاب
گشت پراز خرگبه شا بان می	بر همه چوں شده خرگبه نشین
خانه که یک روز نشاند ریت	از تن خورشید در صد غایت
خرگبه میم به روزن تنش	پرتو خور در نشاند روزنش
خانه چو پیش ز خشکی تری	یافت از حشر گم به بر تری
خلق زگر ماشه جویای غیش	کرد کتاں لرزه ز سر پا خویش
لرزه یک قوس بهای بتن	بر گل صد تو بدیده کفن
بس که کتاں در بر شا بان خیزد	ماه سارا بخت خود کشید
جامه تنک ساخته هر کس چو گل	خانه تنک داشته بر بوسه ل
شبه بگم کوچ جمی شد چو شیر	چتر بس کرده دوشن بزیر
تابش گر ماش گزند کندان	کش بز برابر بدوزیر باد
تنه جمی ماند کشتاده عناں	از گذر دشت نمکار انگناں

۱۵ خرگمه کنایه از برج سرطان گفته فرست و آن برج بر فلک هشتم است و یا مراد فلک قول
 که قمر بر فلک اول باشد ۱۶
 ۱۷ قوس از کتاں که در موحه جمی پوشیده ۱۸

تیسرے برآورد ز کیش ندنگ	وز سر کیں کرد کماں را بچنگ
غرق در آورد چنان بر کشاد	کاشے از تیر کشتی فتاد
گر چه کہ آں زخم کشتی رسید	نستکی زخم بد ریا کشید
تیر کہ در کشتی شاں رخنہ کرد	از سر کشتی بت افتاد مرد
رفتہ فرستادہ بصد حسد با	پیش نہ شمرق عیاں کز با
شاہ کہ از خون خود آں زخم دید	نالہ چوں تیر ز دل بر کشید
خشم ہی گفت ز کینش سخن	مہر ہی گفت کہ ہے ہے کن
گفت بخود کا دل تنگ خواب	قلب شدہ نام تو از انقلاب
مہر چه جونی بو فاسے کہ نیست	ردی چه مہنی بصلے کہ نیست
چوں غلبی داروی چشم از کسے	کز ہے چشمت خلہ وارد ہے
پیش کہ گویم ز خودم شرم باد	کز ہے خون خودم اندر فساد
گشت چو فاسد متن مردخوں	بکہ بے شتر کند از تن بڑوں
تیر کہ بر دیدہ رسدخوں بود	دیدہ کہ خود تیسر ز ند چوں بود
آنکہ چنین ست نویدم از د	مہتر از میں بودا میدم از د
حیلہ چه سازم چنین کا رنگ	با سپر خویش کہ کڑہ است جنگ
گر پسرم راز جوانی و ناز	غرم بر ایں شد کہ شود زرم ساز
من کہ جہاں دیدہ و کار آگم	چوں غلط آفتد چنینیہا گم

کرد صفی بر لب آب رواں سودبهم پہلوئے ہر پہلو اں
 در عقب شاہ سوارے تہار جملہ سہران سپہ دنا مار
 تیغ زن مشرق ازاں سوی آب کرد چو روشن کہ رسید آفتاب
 کو کبہ خویش چو پیر راست کرد ماہ از کوکبہ درخواست کرد
 بر لب آب آمد آراست صف یافت دو خورشید ز ہر دو طرف
 چشم پر بسہر جگر گوشہ تر گوشہ ہر چشم شدہ پر جگر
 در پیر از دور نفسہ در نکلند وز مرہ در آب گہ در نکلند
 روئے بدستار چو میکرو پاک تا بچکد گوہر چشمش بخاک
 ذکر بدستار چو شد بار بار رشتہ در گشت ہمہ تار بار
 در عرقہ قطرات عرق شبنم گل بود بروئے ورق
 دید چو نشہ سیل مرہ بیکراں حاجب خود کرد بختی رواں
 گفت بحاجب کہ ازیں چشم تر مرد یک چشم مرادہ خسبر
 نیست ہو حاجت دیگر سخن خود سخن من ببرد اشک من
 حاجب فرزادہ بانجا شافت نشست بختی و رواں شد چو آب
 چوں میان نہ دود رسید پور معرے ز کرائشس مید
 گرچہ باطن اثر مہداشت یک بظاہر نظر کیں گماشت
 دید بکشتیش براں گوند تیز کاشتے بر ناست ازاں آب خیز

مسر ناکشت چو آبا پسر	خون شفق گشت کشان سحر
جست پیام آوری از آلمان	آمده و رفته پیش شماں
گفت بدو نکته پنهان بکوشش	کرد تفتیش زبان و ان خویش
کز پدر اول برسانش سلام	و آخرش آئین دعا کن تمام
و آنکه از آئینه بروں ده خیال	صورت این حال بگوش بحال
کای خلت از راه مخالفت باب	تیغ بیگلر که منم آفتاب
و زینب ز خلقت مر است	تو خانی سر بخلاف خطاست
غصب کن منصب پیشین ما	غصب روانیت در آئین ما
از پدرم که رسد این فن تو	از پدر من بمن از من بتو
گرز خود این نقش رفتی بدست	سوسه خداین دشو خود پرست
وز زبده آموز شد این ره پدید	گفت بد آموز نباید بشنید
خشم بعد دست گرافسون کند	ناخن از انگشت جدا چوں کند
و بجای چو آیمخت گرد و بنیل	هست جدا کردن آل مستحیل
کارش ناساخت که پیر منند	گر بزبان با تو بدل یا مستند
گر ز زخمه و ہی شش عیار	نیز ز غایت کسند این شمار
آنکه شکوه منش اندر دل ست	خداست تو کردن از توکل ست

گر رسد آزار تیغ منش	جان من آزرده شود و تنش
دور ز خنکش من آید گزند	او بسم آید در دشود و درمند
دور ز خم تیغ بران تیغ زن	صل شود بسم بزبونی من
چاره ندانم که درین کار چیست	بخت که داند که درین یاکمیت
با خود ازیناں گله می نمود	و آنچه سپر گشت زول می شنود
روز چو در پرده پوشید راز	راز برون داد شب پرده ساز
که دیم شب گله آفتاب	کا دست من داده من زو خراب
باد شه مشرق به شب نخت	جز گله زین ساں که بخت نخت
بود بخت که چو شب بگذرد	روز دیگر چاره چو پیش آورد
گر پس از تیغ کشاید زباں	چو گره صلح نهم در میان
دور تیغ صلح برافنده نقاب	معدن تشنچه نویسم جواب
تا بسحر بود بگفت و شنید	کز شب زاینده سپه آید پدید

ذکر پیغام پر سوی جگر گوشه خویش

سوی یاقوت رواں گشتن خوانا به کاں

چون دل شب حامله مهر گشت	بر شب حال می کمال گشت
حال یک ماهه نبل یک شب	تا جوری زاد در اں کو کب

خون منی و دل من مهر جوت .	جوشش بیا رکن زیر پوست
گوش کن این گفت و کن گفت کس	بشنو و شنو سخن این ست و بس
رفت فرستاده و بگذاشت آب	کرازاں جو سے بدیا شتاب
بادشہ روی زمین کتیب او	بود ہم از اول آں یا مراد
ہمچو گل از بالش خود خاسته	حبا یکہ بار بر آراستہ
بارگراں داد و کراں تا کراں	پست شدہ خاک ن فزق ہراں
رفت رسول شہ مشرق چو باد	خاک ہو سید و زبان بر کشاد
پرودہ بر انداخت ز راز و نفث	ہر چہ پیش گفت بشہ باز گفت

گفتن شاہ جہاں پاسخ پیغام پدر

قصہ یوسف گم گشتہ بہ پیر کیناں

شاہ ازاں چاشنی تلخ و تیز	تیز شد و تلخ ز روی ستیز
پاسخہ انجنت ز جنس پیام	توت شمشیر و مدارای حیا
گفت بحاجب کہ بشہ باز پوی	خدمت من گوئی پس الکہ گوئی
کای سرت از افسر دولت بلند	رہے تو از گنج خرد بہرہ مند
بامنت از بہر متناسے ملک	خام بود بختن سودای ملک
ملک جہاں نختہ مین شد تمام	کے وہم از دست بسودای خام

تا چمن سرو بود سایہ دآ	کس تخم نہ وزیرِ یاسایہ دآ
در غلطی با من ازین دم پیرس	وز غلط اندازی عالم پیرس
گر چہ جہاں جہد بیداری چو رُو	لیک جانیدہ نگشتی ہنرُو
گر چہ کئی دعویٰ دانش و لیک	نیک بدانم کہ ندانی تو نیک
خردی و در کا رخ و نارسید	در و سر خلق نیاری کشید
کو دک اگر چند ہنر پرورست	خرد بود گر ہمہ پیغمبرست
ہمہ کہ دریں ملک بشی و ز کز	بے احوال ابواب آموز کرد
چون تو شب روز ادب افزوں کنی	بے ادبی با چو منہ چوں کنی
گر چہ جوانی ہمہ فرزانگیست	این جوانیست کہ دیوانگیست
لے پیر ارچہ بسری در خوری	لیک مکن با پدر این سروری
طفل شدی عمر و طفلان گذآ	جای بزرگاں بہ بزرگاں سپآ
دیر بزرگ از پئے تاج شد است	لولو کہ خورد تبارہ است
کسوت شاہی کہ تو داری پیش	شوکت من بنگر و بر خود پوش
گر چہ بگویم ز تبار منے	کو محل مرتبہ دار منے
چشمہ چہ ارچہ کہ بالا شود	چشمہ محالست کہ دریا شود
بر سر خواں لے کہ ہم تو شہ	یاد نک کن کہ جگر گوشہ

ہر دو جوانم من و بخت من	با دو جوان خسر ہم بر من
ملک و جوانی چو بزم بر فروخت	کیست کہ از آتش آتش فروخت
سایہ من کیست کہ جوید دلیر	صید بقوت کہ تا نذر شیر
در چہ بر آئی تو بخت چو مرغ	ہست مرا بخت قطع ز تیغ
گر چہ برویت نکشم در سیز ق	از پیے تعظیم تو شیر تیز
لیک تو دانی کہ چو کیں آدرم	شیر فلک را بزم آدرم
در سپہ پابر کاب آدرم	ریگ بیاباں بحساب آدرم
شاہے از میناں و پاہی خنیر	گرد و مینگیز برا ہے چنیر
جز تو کسے گردم ازیں در زدی	سز نش تیغ منش سر زدی
لیک توئی چوں تپے ایں سریر	من نہ ہم گر تو توانی جگیر
مرد سخن گوی چو پانچ شنید	ناخنچہ می گفت زباں در کشید
راز نماں را بدل اندر نوشت	سوی فرستندہ خود باز گشت
رفت بش پانچ پیغام برد	ہر چہ بدل داشت زباں اپر
شاہ ازاں زمر نہ بجز جوشش	چوں صدف بحر فرو ہشت گوش
لختے از اندیشہ فرو شد بجوشش	آدل دانش چہ آرد بہ پیش
مصلحت آن دید زلے حساب	کاخنچہ گنفتند بگوید جواب

پنختہ آہن دم قاتال مرز
 تخت نہ زاباست مراکز منست
 ملک گرازارش بدی در بخت
 ملک بمیراث نیابد کے
 ور تو ز میراث پدر دم زنی
 ہست یک سو تو میراث شاه
 حضرت سلطان شہید کرم
 راند چو در راہ ابد مہد خویش
 خود چو ازین عالم خود راسے رفت
 کرد بجاسے تو مرا تا جو ر
 شہ سجات خود امیں نقش بست
 گر تو از اس شاہ نکو زادہ
 مثل من سے یاد تو شادی مرا
 از تو اگر نام پدر روشنست
 نیستم آل طفل کہ دیدی خنست
 حسنہ مخوانم کہ ز دور ز من
 شرط ادب نیست مرا خرد خواند
 من ز تو زادم نہ تو ز ادمنی من
 ملک عظیم و فلک آبتنست
 کے شدی پیشتر از تو بخت
 تا نزد تیغ دو دستی بے
 قصر نہ جد راست ز من روشنی
 من ز سہ شایم تو میراث خواہ
 حنلہ اللہ بحسنہ عظیم
 خواند مرا کرد ولی عہد خویش
 چاہے خودم داد و خود از جاست
 من سپرم لیک بجاسے پدر
 ملک منست این گریہ چاہے
 من ز تو زادم کہ از تو زادہ
 ہم تو تراوی کہ بزاوی مرا
 خطبہ جد میں کہ بنام منست
 بالغ ملک بلاغت درست
 داد حسنہ او در بزرگی بمن
 بخت چو بر جاسے بزرگ نشاند

این شعر از حضرت شہید کرم
 علیہ السلام است

پیش من از پری لشکران	حاضر من اینک من اینک من
لشکر من نیست که از شکرت	کشور من بیشتر از کشورت
من کی سپه را بونغا رانده ام	نه از مهر بازی و نه از غار رانده ام
تیغ بر آس گو نه کشیدم بڑوں	کش بلب سسند بشویم زخون
کافه اگر زبے بتابد ز پیش	از کجک پیل کشم سوے خویش
تا جگو شان فگنم دیر میل	ساده طلقه خرطوم پیل
با چوئے تیغ فشان کن	دولت من بین و جوانی کن
شکر من شست چو صحر خرام	دور زمیں گردن سپاه تمام
ورصف پیلان من آید بکار	ابر بود قطره صفت بے شمار
پیل بجای که بجنید زجای	پشت هزار ^م تنپ کند زیر پای
ورچه هزار اسپ کنند ایستاد	کوه چه غم دارد از آسب باد
اسپ و باد آمد و پسید چو کوه	باد بکسار ندارد دشکوه
پیل یک حمل صغی بشکند	ورصف پیلان که شکست انگند
اسپ چو با پیل نماید سستیز	چاره تودانی که چه باشد گیریز
پیل چو خرطوم بر اسپ انگند	بر کند از خاک و نمکاش زند
اسپ ترا گنبد اگر بے دست	پیل مرا خود همه تن گنبدست
قیمت یک پیل هزار اسپ پیش	کرد و هزار اسپ یک پیل پیش

باز پیغام پدر بر پسر خود که بر زم
پیل خوش از خمی مست کند رسید

جست دگر موی شگافنی شگرت	عمر بخوار چو مکرده صفت
راز که باریک تر از موس بود	موی بولیش بید شگافت زود
کز من بیدل بسوی جاں خرام	جن مرا ز دل من ده پیام
کاسه سر از آئین وفا آفست	وز تو دلم تا شنگلی یافت
گرچه نصیب شدیم کسینه توز	بخج چه داری بجنورم هنوز
آدمی را که بود گرم خوں	خونش به پیوند بود در همنوں
طافه که تو خونی دلبند من	لیک نه گرم به پیوند من
با چو من دور کن از سر سنی	چوں بصف من تو ام و تومن
مشک شوم بم کشی بوی من	چسیت بنزدیک آهوی من
تیغ کش تا نشوی شرمسار	از من اگر نیست ز خود شرم دا
گرچه که تیغ بگم روشن ست	گوهرت آفرید ز تیغ من ست
تیغ زباں را چه کشی در عتاب	نیست حسابیت ز درد حساب
به که دریس کار زباں در کشی	تیغ کشی به زباں بر کشی
تیغ خوش و تیغ زباں خوش ست	تیغ چلب ست زباں آتش ست

باز پانچ زپیر سوے پدر کا سپ مرا

پیل بندست والے کہ پیر چید بچاں

داد جوابے ادب آئینختہ	لعلتی ہاے عجب نگینختہ
کاسے بر خم چشم جفا کردہ	دیدہ ہمسر تو برویم شہر
چند زنی زلف ز پیدان بست	کا نچہ تراہست مرا نیز بست
پیل تر چنبد و ماہمند ست	واسپ تو دانی کہ بڑوں از دست
در نبود پیل چو تو سن بود	پیل تو در سلسلہ من بود
ترا سپ تو اں پیل گرفتن بے	لیک پیل اسپ گمیرد کسے
گر بمہ عمر اسپ بود زیر شاہ	حاجت پلش نبود ہیج گاہ
در بودش پیل دسے زیر راں	حاجت اسپش بود اندر زباں
اسپ چو در راہ نہا شد دلیل	شاہ پایادہ است ببارای پیل
گر نبود پیل تو اں ملک داشت	در نبود اسپ بیاید گذشت
پیل ترا اسپ مراد رخور ست	زائکند پیل اسپ بے بہرست
میں کہ بشطرنج ہم آستد کائ	پیل کم از اسپ نند در شمار
کم مزین اسپان مراکز نشان	پیل شکارند سواران شان
پیل تنالی کہ دریں لشکرند	سے کم از اں پیل خصومت گرد

اسپ بهر خانه بود در سپاه
 پیل بحسب شاد که ندارد دنگا
 از سپه خویش چه رانی سخن
 محسب پیلان مر یاد کن
 چرخ بخت چه بجز نم ز پاس
 خاک بلزد و چو بکنیم ز پاس
 گر نکشم تیغ که خون تو ام
 ما تو ندانی که زیون تو ام
 نیک از آن تیغ ترا نم بمی
 کز تو بریدن نتوانم بمی
 چون پدر من ز جهان رخت بر
 و ربامانت بهوکاری سپرد
 هم تو بدانی که نه آن کارست
 دشمن تست آنکه درین یاست
 تحت رهبان که منای تو نیست
 تا منم این پدیه باپی تو نیست
 گر کمر کیسه کنی استوار
 پیش تو میش از تو در آیم بکار
 در بیدار اشد این گفتگوی
 نیز نت ببرد و فای تو روی
 یک بشر طے که درین لے من
 کرده ال رشته کش ملک دور
 جاس پدر گیرم و تو طے من
 پیش سریر آمد و بویید خاک
 تا کند از ذر صد من بحر پر
 چونکه بودش ز گزاشش گزیر
 جاس پدر گیرم و تو طے من
 شاه که آن سلسله پر گره
 لب سخن آید ز دل اندیشه خاک
 کرد پیر از چین سدر برو نکیس
 متر سخن باز گشت و از ضمیر
 وید سلسله چو شکج زره
 بکده در آیمخت بهم روم و چین

بہر تو شد ساخت چہرشی	واوین پرتو وصل لہی
تخت جہاں بہر تو برپاے کرد	یک برآں تخت مرا جاے کرد
کرسی زر بہر تو کردند ساز	پاس منش بست بگو ہر طرز
خواست یکے خواستہ لیکن نیافت	وانکہ غنی خوشست براد نو ذلت
محنت دریا ہمہ خواص برد	مشاہد گہر بر مکر خاص برد
رفت یکے در طلب لعل سنگ	ریزہ انگیش نیامہ جنگ
واں و گرسے را کہ غم آں نبو	لعل چٹاں یافت کہ در کاں نبو
کوشش ہووہ ز غایت برآں	کوبش آب ست بہر دن دروں
گفتن چہرے کہ دروغ نیست	نے ز تو کز بیچ کے غوغیت
در نقشہ من کہ فلک مہرند	جز تو کراہی ہر کہ افسرند
این تن من نیست کہ بر تخت نشست	مکس تو در آئینہ بخت نشست
ماہ فلک خروہ نماے من ست	روت مہ پر تو راے من ست
تیز میں در رخ نور انیس	کا ختر بخت ست پشایم
طلعت من بین و بومشت کوثر	مہر خود در روشنی من پوش
و برقیں در دل تو ایں ہوست	بندہ فرمانم و فہراں تراست
تاج زمیں می طہی چرخ ماسے	بر سرم آہ تا شمت زیر پاسے

گرچه که پیلان تو کوه آمدند
 کوه تاغ هم پیل انگلند
 شیر بنم چو بر تیرم دیر
 شیر بود هم که بر تیر کشید
 با همه این قوت دجوش سپاه
 نیست اندر پی آزار شاه
 با تو برابر نشوم در مصاف
 در چه بدو ز من بسا کوه قاف
 قند شود در دهن مرد و زن
 کین پیر با هر خویش من
 تیغ که سهراب برستم کشید
 هیچ شنیدی که ز گیتی چه دید
 گر گهر صدم پذیرد لفظ نام
 خلقه بگوشت بر خاکی تمام
 و ز سر کینه فرازی سنان
 باز کشم تا بتوانم من
 گرچه که اندر کشش دور پسر
 تافته بر سر من هم چو مهر
 در همه آتش زنی از چار سو
 روست تا بم ز تو از هیچ روست
 تیر تو گر خواست بجایم خلیل
 من بکشم تا بتوانم کشید
 چشم تو ام تیر برابر مکش
 خون تو ام تیغ جفت بر مکش
 تیغ کشم سو تو ام خون کشد
 بر سر خود تیغ کسی چو کشد
 گر بگه تاج سنان تو ام
 عیب کن گوهر کان تو ام
 در هوس تاج ترا در سرست
 من گهرم تاج من در خورست
 در چه توانی در خور تیغ و گیس
 ملک من مید بد انگشتر من
 چو سرم از بخت سرازیر گشت
 تیغ تو بر تارک من باز گشت

منت بخوابم تو خوابی گر ورت بخوابم چه خواهد دگر
 من خود آمده پلوس تو کار زو آورد مرا سوس تو
 جز بختناست تو سودا منیت بتر ازین هیچ تنستام منیت
 قصد تو گر کنند اینجا گذر در برش از دیده فشانم گهر
 در ز تو ام حاجت آید به پیش شانش از مرتبه بر چشم خویش
 بیک تو گر نامه رساندین وردش سازم و تعویذین
 گرد سمندت که بر آید مباح سر ره کنه ز پئے چشم سیاه
 تیغ کشی تیغ تو جان بخشدم ز آینه بخت نشان بخشدم
 در نه تیر تو بسویم جسد هر گز بش تازه فتوحسم دژ
 گر چه که سلطان جهانم ملک تاج ده و تخت تا نام ملک
 بیک چو دورم ز تو لے نیکبخت سنے خوشم از تاج ده شاد بخت
 بخت من اریا به بر افلاک سود با تو چو یکدم ز نشینم چه سود
 تاج خود اریا پر دگر کنوں کنم با تو چو همسر نشوم چوں کنم
 در شده و چشمه کساں از تو نور دیدن من مانند زروس تو دور
 مرا یک دیدۀ غیر سے شوی طوفان که از دیدۀ من در روی
 دید که نادیدۀ دیدار تست دیدۀ و نادیدۀ گرفتار تست
 نیست بنزدیک من از پیش و کم بیشتر ز دوری تو بسیج غم

باز پیغام پر جانبِ فرزندِ عزیز

ماجرای که زخول بود دلش را بمیاں

مرد نیوشنده از آن امر پست	باز شد کرد حکایت درست
شاد سخن را دیگر از سر گرفت	نکته باز هم تری در گرفت
کای ز نسب گشته منزای سر	در سپر تچو پدر بے نظیر
چشم منی بیخ غباری میار	چشم نشاید که بود پر غبار
در چه غبارست ز کار تو ام	سر زخم چشمست غبار تو
کین نکم یک بتکیں کنم	هر با اگر ستم کین کنم
آ تو ندانی که درین جست و جو	از پست ملکست مرا گفتگو
اگر چه تو اندر تو ایس پای برد	از تو ستانم که خواهم سپرد
لیکنه ایس را دغونی بملک	از پست آنت که چونی بملک
شکر که شد زنده در ایام تو	من ز تو و نام من از نام تو
باشش بجامم که بجام تو ام	زنده و نام زنده بجام تو ام
من تو ام زنده تو زنی یر سال	آز تو من نیستو بم زنده حال
زندگی از مرگ ندارد دگر زیر	لیک خوش می زنی و هرگز میر
خواهست از جان که پناست مرا	اگر تو بخوابی و نخواهی مرا

کلسه مشرق شده چون آفتاب	وز تو جهان تا مد مغرب بتاب
من که کل رسته ز بلخ تو ام	پرتوے از نور چرخ تو ام
شاه نذرانم شده و بر بنگان	گذره منسیران تو تا بم عنان
گر همسرا بر راه رسد خرم	هم بیه پاست تو باشد خرم
من که ز دروازه استیلم هند	لشکر آراسته ام تا به هند
سد سکندر زده ام از سپاه	فتنه یا جوج محنت را تباه
تا بحد شاه زبالا نیال	من چو بوم پیش نیاید زیاں
زد تو چو خورشید ز مشرق برے	من بسم اسکندر مغرب کشای
شو تو سوسه کا مرو انگیز خوش	من کنم انصاف عواقین خوش
خیز تو از قلعه سیخ جوے گنج	من ز در روم شوم سیسم گنج
عبده ز معبر دریا تو جوے	من دهم از تیغ بحرین شوے
نابرده خود کن اشارت بهر	من سرخا قوس سنگم بر زمین
ارمن هند مت ترا زیر دست	کارن بالاست زمین در دست
رد تو در آن قلعه کن چلی بند	اسپ بخوابم من اذین سونگند
از تو ز هند و سندن چلی و مال	وز قبل من بخل قسیل و قلال

شاه ندرین نام قند که در روایت هند مت هندوی و رانا به گویند ۱۲
 شے خراج که غایب از مغربیه هر سال بستاند یعنی محصول از گندم گاه دریا طلب کن ۱
 شے یعنی من آب شست و شوے تیغ در بحرین اقلیم ۱۱

دور ز تو دور ز تو چوں بود	دل کہ نبرد یک تو مجنوں بود
در دجبدانی نتوانم کشید	شریت دوری نتوانم چشید
در رود پیوند کن از خون گرم	بجز تو بشکافتم دم زرم زرم
کے شودم دل کہ نشم دل ز تو	اسے مدد جاں شد و حاصل ز تو
پس بخت چو بگر در کشم	می شودم دل یسگر بر کشم
بہ ز تو ام نیت جگر گوشہ	رُچہ بگر ہست بہر گوشہ
جز تو مرا رو مک دیدہ ہست	خود ز پے دیدہ مردم پرست
شیعہ بختاب نشاید فروخت	یک ازین قربتوں حد دوست
نامہ کاؤس کے آرم بیاد	سایہ چو زد دروں من بختباد
روئی گڑاں و تبریں زخاں	بہر خدا صورت خویشم نماں
باز فرستاد فرستادہ را	نقش چو بر زد ورق سادہ را
قصہ زرم باز زرم ساز	آمد آورو پذیراے راز
تیغ بخت بمیاں در کشید	شاہ چو پول دہد زرم دید
سلک سخن راز گہ کتاب داد	گوہر دل را بوف آب داد
باز جوابے کہ پسندیدہ بود	گفت بتبیر پسندیدہ زدو

باز از شاہ جہاں پاسخ پہنچام پہ
 شربت آب حیات انہیے سوز بچاں

فازن شہ آمد و در باز کرد	دادن افسر ز سر آغا ز کرد
گشت جهان معدن و معدن	کرد زمین باز رصامت سخن
بر کہ دریاں ہزم طرب ساز گشت	و امن پر گوہر و زرباز گشت
بلکہ ز زر گشت زمین نا پدید	ہر کہ زمین جست نشان نش ندید
شاہ چو از خون قلع گشت خوش	دل بچگر گوشہ شدش مسکین گشت
خوست دلش تا بخوشی جاہے	نوش کند بر رخ کاؤس و کے
کرد اشارت کہ در آہ بہ پیش	خاک بوسید بر آئین خویش
ز ان گل نورستہ دل تہجور	شد ز گل تار و وتر تار و تر
بر رخ آن گل سے احمر کشید	لیک بھوی گل دیگر کشید
دید و براں نور پندیدہ داشت	دل بدر گرد ملک پیدہ داشت
ز نور انسر بکلاہ او سنگد	قرعہ خورشید باہ او سنگد
گرچہ دیش مہر بکاؤس داد	ہم ز دانش و در نشہ کیقباد
باوہ ہمی داشت بر آتش کہ خیز	قلمہ نغبت بخصور شش بریز
لیک سریر سری و تاج کے	دست بہ امانش ہمی زد کہ ہے
چوں اثر شوق ز غایت گشت	کھڈ دانش ز کفایت گشت
روسے بکاؤس کے دور و گشت	تا شود آں ماہ و بخور شید جنت

آج ز تو سر زمین اسیر امن	عاج ز تو تخت زمین مسخر امن
تا تو بشرق بوی دمن بفریب	حرب خورد هر که در آید بحرب
در بملقات ره و رای تست	افسر من خدمتی پاسے تست
نیست مرا آن محل و آن شکوه	کز سرخو و سایه فشانم بکوه
وز کند رے تو بر بنده آب	دزد شوم پیش چنان آفتاب
شاه بر تیب صوابے که بود	چوں بر خاکفت جوابے که بود
داد بجای سلب زر نگار	بافت کیر و کور شاہوار
بس که گراں شد سلب زر کشید	حاجب از اں بار چو ابر و خمید
خو رم و خنداں چو گل از بارگاه	سوی گلستان دگر جست راه
رفت و نمود از خود آغوش نمود	هر چه زو دریافت بد ریافت نمود
غالیست که در نامند بزر	شده بشده همه شده را سپر
بادش شرق چو این شرده یافت	روش چو خورشید ز مشرق بتافت
کردش حامی و راسخ گراں	مجلس آراست گراں تا گراں
باز طلب کرد بطنه همارے	خون خردس از بد سرخاب راک
گیسوی جنگ قدح آب رنگ	دور بے داد و تسلسل بچنگ
داشت اصول حرب قبل و تاں	نمین خون صراحی مسدل

کاست غم تو کرده بحسب نام اثر	تو ز من و حالت من بے خبر
جاست تو در چشم تو در جاست نه	بیچ سوئے مرد میت راست نه
آشیدی از چشم من لے آفتاب	دیدہ خود پیش ندیدہ بخواب
خوب من از دیدہ من آب برو	آب من ایں دیدہ بخواب برو
ایں غم نقش تو در آب چشم	عکس خیالت شدہ متاب چشم
گرچه چشم برخت روشن ست	صورت آخر خیال من ست
گرچه پرستیدن صورت خطاست	صورت تو گر پرستم رواست
لے بعد دیدہ و جان پدر	زن دگر کس نہ از آن پدر
صبر من از دوری تو رفت دور	مرحمت کن کہ جانم صبور
من کہ صبور ی نتوانم نہ تو	واسے کہ محروم بمسانم نہ تو
می نکلند سوز من اندر تو کار	یاش کہ تا در رسد آن روزگار
آمد غم نہ از پنے ایں کار بود	کافرو استیلم تو انم ر بود
ایں قدم عرصہ دیدن ملک است	کم زود و موسی دگر پایہ دست
لیکنم از بس کہ بتو دل کشید	میل تو ام رخت بمنزل کشید
ہجر بس ست انچه کہ بد پیش ازین	فیست مرا طاعت غم پیش ازین
تشنہ ویدار تو ام روز و شب	شربت خود باز بگیرم ز لب
از تو نثایہ کہ بدیں سانم	تشنہ دل از چشمہ حیوان روم

موس برادر شود آری است	باسپد کو کبه دخواست
جست بے بریه بخت گران	دید ه فروز همه قیت گران
بے عدوا ز رشتہ دوری	دوخته زان رشتہ لب جوهری
سلک گرا ز گمشد چران	هر گمے مکتور اسرار
لعل که بوده است غایت برون	نگم مهر از پسته شان خورده نوا
جامه بندی که ندانند نام	کز تنگی تن جنبای تمام
مانده به چپیده بناخن نهال	باز کشائش پوشه جہاں
عود مجسمه دار و قفسل من	خرمن از ناله مشک حقن
عنبر دکان و عنبر مرثت	صندل خالص درخت بهشت
ساخته هند بے تیغ تیز	بیر از آب که آب خمیز
سرفک برده بے زنده دل	کوه گران را بقیامت دلیل
هر چه چو آراسته شد بے شمار	چار طرف گشت طراف بکار
داد بهترازه و کردش رواں	ساخته باکو کب خسرواں
وانچه سخن بود ز اسرار ملک	کن کن از ضابطه کار ملک
چون دگرے محرم آں سر نبود	محرم سر دید فرو خواند زود
ناله امانت بودش در ضمیر	بازرسانه با مانست پذیر
راز که داند که چه بد و زلفت	ظاہرش از باطن آشفتہ گفت

بر در دلیز شمش آج بخش	جای ادب دید و در آینه بخش
تخته آورد و آه کرده راست	شد و صحت آراست از چپ و راست
پشتی بکشد بزم برده رُس	رُفت زمیں راز و توافع بوس
شاه برویش چو نظر کرد چست	دید در آں آئینہ خود را درست
گرم فرو بست ز تخت بخت	کرد با گوشش تن اجمعت
داشت با گوش خودش تابیر	سیر شد چوں شود از علم میر
با خودش از فرش باورنگ بڑ	تخت کیاں باز کیاں اسپر
گاہ ہنس خواند بر عشم پیر	گاہ بوسید سرش را بہر
گاہ ز پایش بکفت افشا نفاک	گاہ ز بنا گوش خویش کرد پاک
گاہ زدیدہ بہ تبارش گرفت	گاہ دوبارہ بکنارش گرفت
گاہ نظر بر رخ زیباش کرد	گاہ دل از مہر شکیباش کرد
گاہ بیک دیدہ شدش بہنای	گاہ بچشم دگرش کرد جاسے
چوں کہ دو افسر بوفاشد یکے	در حق نور دو جاسد یکے
پرسش از اندازہ و غایت گفت	صد نوازش ز نہایت گفت
از در دیگر سخن آغاز گشت	فضل ز تجسس سر باز گشت
شاد بکاؤس کے وردہ گوش	نکتہ ہر وں دو دند و نہ ہوش

۱۔ اسے در روی انیرا کہ ہر دو بر برو دند ۲۔ نکتہ کہ ہر گفت بود ہر در گفت ۳۔

شاد کن ای جان غم اندیش را روئے نماند نظر خویش را
تختِ عاں دل ریشم بخوان یا من آیا بر خویشم بخوان

از پدر آمدن شاهِ جہاں کی کاؤس

بر برادر چو گلِ نو بر سرِ درواں

گشت دُاں ہوک کاؤس شاه	سوے فریدون سریر و کلا
آمد ذرا ب سرواگد گشت	چشمِ خورشید ز دریا گد گشت
یافت خبر صاحبِ تاج و سریر	ز آمدن آلِ دُر دریا نشیر
تاج بسر کرد و بر آہ بہ تخت	تا گرد همچو خودے راز بخت
گشت میاہمہ ترتیب بار	چتر کشا دار دو طرف چتر دار
کردن آوری دور باش	چشمِ ندون دیدہ بدر اخراش
روے زمین از سپہ و رمح و تیغ	گشت پراز بار قہ برق و تیغ
گشت منت آراستہ تا چند میل	ز ابھی آدمی واسپ و پیل
پیش دودیدند سہل و پاہ	تاب آب از سپہ تعظیم شاه
پیش رکاب شد منہ نشین	جہد نہادند بروے زمین
لشیر نمودند ب زیرِ عیناں	تا بدر شاہ نثار انگلناں

فوغ سے تو تیزست زلف برینڈ
ز آفتاب بن آں شراب در سایہ
گفت خسرو بکشاے زلف تا بید
حریت مضرب چنگ و بابت سایہ

رفعتن شاہ کیومرث بہتوزک عارض

بر شہ مشرق بیکجا عرض ایں جو ہر آں

روز دگر گرد چو ناف جہاں	مشک شب از آہوی مشرق نما
ناف جہاں مشک میں اسپر	باد شد آہو تک آں مشک بر
شاہ شد از سیرت خود مشک سا	خوں بسوی صلح شد شہنہی
شمع دل فلک کیومرث شاہ	خلدہ اللہ بحبہ و جاہ
خواند و رواں کرد بسوی جدش	جداد ب کرد بڑاں از حدش
ہدیہ زربفت خط و عراق	ہر یک از اں طاقہ در فاق طاق
از خرد اکسون و دگر پرنیاں	زیب تن تابو در ان و کیاں
اسپ میں صل و ریت نورد	گاہ تک از باد بر آورده گرد
سخت کما نمازہ و نوسترہ	در خور زہ کردن و نا کردہ زہ
سادہ غلامان خطا و تار	موی شگافندہ بشب روزگار
اشترہ پویندہ و پولاد پاسے	کوہ نم از تن کوہاں نائے

داده امانت با امانت پذیر	گلچ سخن باز گشت از غمخیز
دزد گراندیشه سخن برگرفت	شاه پذیرفت بدل در گرفت
سنة زست از خون عدو شست	جام طلب کرد و به شربت نشست
بلبله ببل شده گل کرسم	از رخ فخته ایں هر دو سکه
باده رواں گشت در آن آهنگ	رهزن عشاق شد آواز چنگ
جمه بی نام شه کشور زدند	هر چه بجز عسقل تر زدند
دور میاد از غزال دار غزال	برد را و مطرب فخته فال
زیر غلام گوش گر هینش	با خوشی دل چو شود باده کش

عزل

از پس من جانان خوابی آ	بیان سایه پیدست آفتاب در سایه
گلشنی که رواں باشد آفتاب سایه	کنون چو باد بیاید چید پیش از صبح
چو خفته باشم مست خراب سایه	بیانگ نوش مگر سایه بیدار
چو خفته که رسید آفتاب در سایه	بسی خفته بدم می که یار آمد و گفت
روانه گشت می چون کلاب سایه	بهوستان منم امروز بجهت و گله
دگر صراحی و نقل و کباب در سایه	در آفتاب همه ساقیان هم از رخ خیز
بنوش با من صبا سبای در سایه	هوای گرم تو نازک بر من در جانان
مسوز بام و باز آفتاب در سایه	چو پای بند شد جان در آفتاب گرد

بیشتر از جنبش این دارد گیر
 کم بچه رو دست برش و رشود
 در سبق ارشاد قدم پیش راند
 آمد اینک هزاران تیار
 بود بی پرستش شاه زمن
 من بدیش بسر تیم دوش
 لیک راه پای تو یاقوت پای
 یک فدایند سر پر و کلاه
 محکمش ضبط و جلال زیر دست
 شتر چنان است که در بحر و بر
 یک سز و گشت و ریافتان
 شاه چو فایع شد زین گفت و گو
 عارض دانا و کیو مرث شاه
 زاب گذشتند و بلعان شدند
 حال بگوش نه کشور رسید
 رفت بر او لگ سکنه رشت
 با همیشه بود مرا در خمیر
 کین بشر قم زود میسر شود
 این سبقت باد رقم باز خواند
 تا کنم این دیده بروی تو باز
 کاهن از خود شبی به زمین
 چون پسران بر پدرن بگیاں
 گلشن فوج که بجنید ز عباس
 بود همه دقت بر او رنگ شاه
 هر چه کند باک نه از هر که هست
 چشمه کند بر لب دریا گذر
 بر سر این چشمه شود در نشان
 کرد روان عارض فزانه خجسته
 سوی شه شمرق گرفتند راه
 چون گل و بلبل گلستان شدند
 کز چمن آن میوه دلبر رسید
 در صفت پیای سدید بوی جلیت

جنس دگر بر چہ توں بر نام	وانچہ کسش نام نہ اند تمام
ساخت کردند زہ جنس صد	وزد رویا قوت بروں از عدد
داد و بشزادہ کہ بر جد رساں	خدمت من خدمتے خود رساں
دیدہ آن مثل شے خرد ساں	رغم بزرگان نشناسد بچاں
تو زک س عارض مستزادہ	خواند و تہی کرد و خاں مست زرا
ہر چہ ز کاؤس شنید از نفست	پاسخ آزا بنساں باز گفت
کانچہ دل شاد باں باک مست	بسے مرا نیز ہماں درد دل مست
دل نہ ز کیس کرد و روانم بہ تو	کارزد آورد گشت غم بہ تو
تن بوفا گر چہ کہ حاشے نبود	دل ز مہمانے تو خالی نبود
در نہ تو دانی کہ بشمیر تیریز	کس نمکند با پدر خود ستیز
ظہیر مرا نقش خلائی گذشت	باہم از جدہ فابر نگشت
ایں نہ خلافت تو پسندیدہ ام	مصلحت ملک چناں دیدہ ام
تا چو شوم با تو مخالف بہوست	دشمن تو باز شناسم ز دوست
جلوہ کم از ہمدہ آن حبش	تا ز ہر آئینہ چہ ہم خیال
دوست بود را و پسیکی برد	دشمن از اندیشہ بہ نگذرد
آرزو سے من کہ گذر بر تو کرد	مہر من ست ایں کہ اثر در تو کرد

کرده چو نورش بل دیده جلے	گاه سرش بوسه زد و گاه پایے
هر جگر گوشه ز سر تازه کرد	جنبش خوں راز حبسگر تازه کرد
گاه ز رحمت بکنارش گرفت	وز سرتاپا بنارشش گرفت
گاه بیا قوت لبش داشت هوش	کرد پراز لولوسے ناسفته گوش
روسے و را آئینه ملک خواند	آئینه را بر سر زانو نشاند
دید از آن گوهرنیکوسے خویش	ز آئینه زانوے خود روسے خویش
بس که مبارک نفس تاجور	ماند به نطفه ز لولوسے تر
دیده ز لولوسے ز رخس بر نکرد	میل بآسندہ دیگر نکرد
در رخ آن دیده بھی دید شاه	هیچ نمی کرد بعارض نگاه
عارض از آئین دب پروری	بود مکر بسته بخدمت گرمی
تا نظر شاه بر آن سوسے تافت	خدمت عارض محل عرض یافت
تخته شاهانه که با خویش بر	کرد نمودار و بخازن سپرد
بهیچ چو از ره بکراں بردخت	گشت سخن تازه ز اسرار تخت
مرد خردمند پسندیده هوش	ریخت ز لب هر چه در آمد بگوش
شاه بر آن شرده شادی قزاق	هیچ نگنجید ز شادی بجای
داد بعارض ز قبا پاسه خاں	نادره چرخي همه ز غلاص

چست برآمد ز دوسو کیره	ساخته شد میمنه و میسر
بارگردد او کیانی درخت	پیش نهادند بزرگان تخت
فرش کشادند تن بر زدند	پرده دایم بر آهسته زدند
ساخته شد پرده پیلان بست	صفت غنیمت دوسو راه بست
مهر بکشند کله کز نه ساد	راست به پیرامین داخل ستاد
پایک هندی معلق زنی	در صفت خود گشت به تیغ گئی
شعشع تیغ خاک تاب گشت	چشمه خورشید ز سهم آب گشت
گر گیسو ز دسره تیغ پر	شعشع در پزگس کرد اثر
کارزار راں جبر رفتند پیش	سجده کنان پیش خداوند خویش
پیش عنان بانگ ردار وزند	مسکه نوبه درم نوز وند
رفت خرواں ملک ارجمند	آورد دایم به پشت سمن
چشم چو برگشتن بخت فستاد	گشت پیاده چو گل از پشت باد
روسه چو گل سود به پشت میز	گشت زمیں پر سمن ویا سمن
آمد از اورنگ بزرگی مسرود	دست گل در زد و گفتش درو
بر دو بیابا سے سریش نشاند	وز فرقه برده گرمی نشانند
خون خودش دید بجاں در کشید	خون خود از دیده رواں در کشید

ساقی خورشید دوش و ماه چهر	دور همی گرد و چوم بر سپهر
شاه زهره که بگفت برگرفت	جام ز کف در دزد و گوهر گرفت
جام همی داد بخورشید و ماه	زهره همی رفت ز دورش برآ
زخمه دستاویز که همی کند تا	بود از دور و رگ جان خار خا
مجلس از حسله برین تازه کرد	شاه ز طوبی فلک آوازه کرد
تا بدش باده خوش باد نوش	نغمه طغور نشاطش بگوش
این عسکر لم گر چه ندارد محل	شکل من از کمرش گشت حل

عزل

و ده که اگر روی تو در نظرت آید مرا	پیش ز خورشید ماه رو نمساید مرا
بسته است این دلم با دگرانش منبده	کاش که با دگران دل نکشاید مرا
روی نشانه اشک چهره من تا هنوز	از تو چه خونا بسا رو نمساید مرا
خون مرا آب کرد و گریه که درند مت	پیشتر از من دود سیج نیساید مرا
دل بشنیدم که دوش لعل تو بوسید و در	پیش چنین مریخت زیت نشاید مرا
جان من آن روز رفت کم خست بپیش	یارب کای روزیش پیش نیساید مرا
سینه خسته و زنت آینه زنگ خورد	معتقل وصل کو تا بزدا پید مرا

داد بشناده کیومرث نمیزد	تخت آن ملک زهر گونه چمیزد
یافست چندین کمر از در بعل	دشت نوردان بر زب نعل
پیل بے زیر عساری نذر	بار عاری می بمب گنج و گهر
وعدہ چنان رفت که فردا بگاه	جنبش خورشید شود سوسه ماه
منزل سعدین شود برج تخت	عجب بحرین شود روسه بخت
از دوطرف بخت مطرف شود	دزد و طرقت تخت مشرف شود
گشت مقرر چو قراری چنان	سکه چو ز شد ز عیاری چنان
خرتم و خوش عارض و فرزند شاه	باز نوشتند سوسه قانه راه
حال نمودند بدارایه ملک	کاب در افروید بدریایه ملک
کار که اقبال نداده خواست	شد همه ز اقبال خداوند راست
وعدہ بفرماست طاقت را	ساخته شد رسم مراعات را
شاه بفرمود بفرمایا	سابق بر گ و نواسه گراں
از تخت و خدمتی و یاد کار	گوهر و یاقوت ز بهر نثار
کاخچه بسباید همه یکجا کنند	جله بر تیب مینا کنند
کار چو بر کار گزاراں گذاشت	خود می و شادی و طرب نشست
جام می خواست ز ساقی دام	تا آنک از دور فرود برد جام
ساغر خوب چون بزمین داد وقت	کرد پراز د و بد قح شب بکفت

روز چو آخوند و گرما گذشت چشمه خورخواست ز دیا گذشت
 آجوشق برآهنگ آب کرد طلب کشتی گردن شتاب
 پیش کشیدہ بشتی شگرت سدرہ و طوبی بجل کڑھ صرف

صفت کشتی و دریا بمیان کشتی

موج دریائے کہ رفتہ زکراں تا بکراں

خانہ گردندہ بگرد جہاں	ساختم از حکمت کارا گماں
خانہ رواں خانگیانش مقیم	نادرہ حکم خدا سے حکیم
ہمراہ اوساکن وادو در سفر	اہل سفر را ہمہ بروے گذر
آبلہ در پاشش بندہ از حجاب	گاہہ روکش ہمرہ او گشتہ آب
حال چندیں بچہ بسکین عقیم	جاریہ ہند زبانش سلیم
کشتی ختمت کہ بتنی لگوں	عکس کہ بنود باب اندروں
یافتہ در حستانہ ماہی مسترا	ماہ رسن بستہ چودلو استوا
یک درنو گشتہ بدو سال راست	ماہ نوے کھل و مراز سال استوا
عکس طال ست باب اندروں	گشتہ گہ سیر ہاشش زبوں
عین چو ابرو شدہ بر چشمہا	صورت آن تختہ کہ بد بے بہا

۵
 لٹ سال زم و زنت کہ از کشتی وغیرہ سازندہ از جہاں مرا کشتی

اتصال مه و خورشید قرآن سعیدین

چرخ گردانست بگردش ایشان گزراں

گشت چو دریای پسر آنگون	وادر و ان چشمه خود را بر دل
کشتی مه سوئے کرش ساز کرد	چشمه خورشید به دواز کرد
شب که بخت داشت در شاهو	کرد بران چشمه و کشتی تار
شاه در آن ناحیه کا دل نشست	و شکسته دید در تنگ دست
از چپ و از راست نظر برگشت	تحت دو همیشه مسافت داشت
شبه زبردست عوض کوچ کرد	سوئے فرودست بر آورد کرد
پیشترک شد قد رسته زان سواد	نصب علم را رستم فتح داد
دور سر پرده تیاره ساس	بر لب آب سر و شد بپاس
در محله کاب ر و ان تنگ بود	گرچه که پناش یفر تنگ بود
تا بکه عبده آن شاه شرق	زود ترے سیر نماید چو برق
تا جو رآن سوی خود از جای خویش	آمده به پیشتر از شاه پیش
کرد سر پرده مقابل لبند	منتظر دیدن آن ارجمند
شاه همه روز متاع که خواست	جله بتریب همی کرد راست

تخته پے حرف گرفت بکش	باور آب از هوش حزن کش
تخته نشد پیش معلم درست	طرفه که صد تخته بیکبار پشت
دست چو در آب فرازا نکلند	آب بدست آورد و باز اقلند
بچه جوان مردکش آید بدست	سیم سبیل و ال و پنا بدست
لطمه زناں بر رخ دریا زور	آب از آن لطمه بغیر آید شور
دید دل و دست خداوند خویش	بر رخ دریایان ده صد لطمه میخ
تا عمل جبر شدش مستقیم	آمده از غیره دریانش سیم
پیش طراح در و شیم پاشش	تیش بخارا زود و خراشش
مرکب بحری ز سفر گشته چوب	بر طوت بحر شده پاس کوب
بگذرد از آب سوارش بخواب	غرقه گردد و چو سواران آب
در تیر او آب بیک نیز نیست	گر چه که صد نیزه بود نیز نیست
جوس که بگرایست تر و آب دا	گاه لبش یزد و گاه سب کد
هر کس پے آب برده شد سوا	آب گدازد و چو گیسر و کنا
در ده بے آب خانه شدن	کیست که بے آب تواند شدن
خاک نخواهد که غبار آورد	تیسرگی دید و ببار آورد
آب اگر گردد بگرد و برشش	هیچ ز گرد آب نگر و درشش
با سبکی یار تواند کشید	از سبکای بار کشیدن که یث

یک جزین فرق نداده نمون
 ابرو سے اوداده ہر چشم نور
 کوست سرفراختہ ابرنگوں
 چشم بہ از ابرو سے نیکو شہ نور
 پنجو کماں پر خم و تیر از میاں
 تیر ستاد مست و کمانش دس
 راہ نخواہد بہدار شدن
 راست چو تیر سے بگذاشدن
 او برسد تیر فلک را با وج
 تیر بہ تیرشش زرسد گاہ موج
 تیر در دگر چہ کہ پیش ہنگند
 پیشتر از من پردور کشاد
 وقت دو منزل بسے بل دو چند
 بستہ بزنجیر مسلسل دراز
 یک زدن چشم کہ مینیش پیش
 بر پردواز با سے نہ جنبیدنی
 پنجو کلنگاں ہوا سرسبز از
 مرغ کہ آل از پر چو میں پرد
 ہر طرفش رہ بشتاب گ
 از تگ طوقاں شکنش در شتاب
 گرچہ ز دریا گذر دیشش دکم
 دیدہ شب و روز بے گرم ستر
 معجز فوج آمدہ بر روی آب
 آب نباشد مگر شش شش گم
 رفتہ ہر سوز بے آب غور و

صبر همی خواست نمی آمدش گریه نمی خواست همی آمدش
 بود ازین سوئے مغرِ جهان ساخته بر جای و بچپنِ شهاب
 چو آن که در آن شیفه خویش دید شیفه تر شد چو ازو بیش دید
 پیش شد از دیده تاراش گرفت شه بدوید و بکنارش گرفت
 تشنه دو دریا بهم آورد دِل تشنه و زودیده همی راند لیل
 یکدگر آورده در آگوش تنگ هر دو نمودند زمانه درنگ
 چو گل و غنچه که جبهه از خزاں دور شد آن ازین ایں ازاں
 جان بدو تن بودیکه از سخت صورت تن نیزیکه شد درست
 قد دو فرقه که بسم باز خورد کار دور و یه بمه یک رویه کرد
 چرخ یکفت کرده طیفقاس نور فاتحه می خواند بریشان ز دور
 از پس دیر که بخویش آمدند همدگر از غدر به پیش آمدند
 گفت پسر باید پراینک سر بر جاس تو من بنده فرمان پذیر
 گفت پدر با پسر این خود خطا هم بتو این پای دولت سرت
 باز پسر کرد بگوشش خطاب کاسه را ازین منزل خود رو بجا
 باز پدر گفت که این ظن مبسر کز پسر فسر بر باید پدر
 باز پسر گفت که بالا حسرم کز تو برد پای تخت تو نام
 باز پدر گفت که این جاس است کز تو شود که نام درست

موج گراں یافت بیک بر رود	ارچه گراں گشت بیک تر رود
گرچه که ده سال برید از دخت	هم تهنی از بار گشت اینست بخت
طرفه درختی ست نمودار او	کادمی داسپ بود یار او
شاه دران خانه چوین نشست	وزیر چوین همه دریا بست
آب شد از بحر دوان تخته پوش	کرده زهر تخته مسلم خروش
موج سوخی جاری می بردست	بیل بسلیش همی کرد پست
نفره طاح که می شد بادج	برتن خود لرزه همی کرد موج
سلسله موج زوای که یافت	ماهی از ان ام خلاصی نیافت
بس که بچو شید زین محمودیگ	آب روان تشنه گل شد بریگ
آب از ان غفل زاندازه میش	گردنی گشت بگرداب خویش
کشتی پوینده که چون تیسر بود	بود بجای که زمین گیر بود
وز غلله پشت کشت ناتوان	دشت بے رخنه گیر گسوان
عکس رهنما که فرو شد آب	بست پهلوی ننگاں طناب
کشتی شتیز تراز تیسر گشت	در زدن چشمه دریا گذشت
راست که شد بر لب دریا رسید	گوهر خود بر لب دریا بدید
خواست که از سوز دل بقرار	بر جبهه از کشتی دیگر و گس

سلسله یعنی از غلله غلله پتو را بر پشت کشت رهنما شل بر گسوان (یعنی لاسپ پیدا شده بودند)

دو یقین هر طرف بسته صفت
 لعل دزد بر جد که بر آیم خفته
 توده لعل که بسر گوشه بود
 ز او تو گوئی ز زمیں زیر سیم
 چون پدر قبایل پیکار کرد
 گفت که امر دهنس است این قدر
 شکر خدا را که رسیدیم بکام
 زین فط از کام چو دمساز گشت
 رفت پدر کشتی مقصود راند
 کرد طلب کشتی دریاتان
 سیل و ایاں کرد محیط شراب
 غوطه خورد بنید ز سر گشت
 پوشش گرد آب قح در فساد
 عقل شد از بر کشیدن رود
 جنگ گیوسه یه ام یافت
 عقل اگر شد بصر ناپدید
 کرده طبقا سه جواهر کج
 برد و سس از از پی ریخته
 رسته زمیں پر ز جگر گوشه بود
 حمله شد خاک ز دهنه متیم
 زان شرف آفاق پر طایر کرد
 روز بد گر حبلوه ملک و گر
 کام دل خویش بدیم تمام
 فرق سپر پوسه زد و با بخت
 باز پدر بحسب کشتی نشاند
 کشتی زرد او بد ریاکان
 تاب آب آهسته اجوش آب
 کیست که بحر شاه جهان گشت
 داد همه رخت ادب آباد
 او هم از آن قسم نیامد بود
 گرچه در انگشتش انیافت
 عقل عقیده است نیاید کشید

باز پسر گفت کہ بر شو بخت
 باز پدر گفت کہ لے تاجدار
 دیر بہاندہ دریں گفت دگوس
 چوں پدر از جانب فرزند خوش
 گفت کہ یک روزیم در و است
 این کہ بہست خودت انکی بخت
 زانکہ بغیبت پوشدی بر سریر
 گرچہ تو محنت جابودی بہن
 با پسر این نکتہ چو لختے بر اند
 خود بہ حال آمد و بر بست دست
 داشت دریں زیر خیالے نہاں
 کاسے دم تھاں در رہ افلاحت
 من پدرم صاحب تخت و کلاہ
 ہسر کہ از میں پایہ والا پرد
 بود ستادہ نفسے ہم یکاے
 گرچہ پدر بر سر تخت کشید
 ہم نعلن شہزادی نمود
 کایں محل از بہر تو آراست بخت
 تخت ترا بہ کہ تونی بختیا
 پایے کسے پیش نشد پایہ جبے
 شرط ادب دیدہ اندازہ بیش
 منت نہ کہ کنوں جاملست
 دست بگیرم بشانم بہ تخت
 من نہ بدتم تاشدے دستگیر
 کافر ملکی بسہر خوشستن
 دست گرفت و بہریش نشاند
 ماند ازاں کار عجب ہر کہ بہت
 آگینے داد بجارے آگساں
 بہ کہ نباشید دریں کابست
 بندہ بریں گوند شد ہم پیش شاہ
 نسبت خدمت ہم از تجا برو
 ہم نفسش نیز ستادہ ہاپے
 شست زرد آمد و پیش دید
 خواہش ہند سے ہزار می نمود

شد که چرخ چو گنبد خاک
نعل مه افکند گنبد ز پای
ز رده صبح از طبق خاک بست
رفت و بیدار افق بر پشت
شاو فلک مکب جز اتام
هم شد و هم شاہوار می تمام
بست ننگانہ نگار پیش
در دل دریا شدہ از آب خوا
رفت امیر آخورد آورد زرد
ہر جہہ در اطراف جہاں باد بود
پس کہ پراز باد و اں گشت
مرکز خاکی کرہ باد گشت

وصفِ اسپاں کہ ز سرعت بخرج دیہ خو
نتوان خارج شاں گفت داخل چوں جا

تیز تکان ہمستہ ز می تراود
چوں دہ آتش و انبان باد
گرد مہرینہ ہمہ گردن را
تا بہ فلک گردن شاں سرفرا
تیز تگ گوش چو پیکان پدید
بر سر یک تیر و د پیکان کہ دید
سر چو مہ افزا تہہ براوج مہر
مانتہ از چشمہ چراغ پسر
از ہنر آراستہ پا تا بفرق
گاہ روش ابرو بختن چو برق
در گدے دست زدن جہان
کو قہن پا بطریق کردہ فن
نازکن در صفت نازک
زخم نخوردہ گئے از چاکلی

لے امیر آخر امیر محل و از باد و اسپاں

عقل دولت که مبادا عقل
 باد سرافراز جانی چو عقل
 باد که از عقل را باید چراغ
 تا آبش عقل فراست مرغ
 چنگی او عقل منتر است جان
 عاقله عیش و نشاطش
 این عنزل از تار ترغم سر
 در سر او یا نته چون عقل جا

عنزل

خوزم آن خطه که مشتاق بیایم برسد
 آرزو مند نخلی به نخلی برسد
 دید و بری چو گل بند و نه بود خبرش
 گرچه در دیده ز نوک تره خاست برسد
 تن چو پیش که بر سیل تره کشتی راند
 از پس قطع سواحل کشتی برسد
 لذت دیدن دیدار بجا کار کند
 جان بیکار شده باز بجا برسد
 گرچه در دیده کشت حیا رخ نبو
 هر کجا از قدم دوست غبار برسد
 لای خوش آن تلخ باغ که دهر بعد از بهر
 که خاستی شکر از بهر حشمت برسد
 لذت وصل نداند گر آن سوختن
 که پس از دوری بسیار برسد
 قیمت گل نشاند گر آن مرغ اسیر
 که خزان دین بود پس بهای برسد
 خسر و ایاری گری زسد خود می پو
 بهر تسکین دل خویش که آرد برسد

ذکر و اسب فرستادن سلطان پد
 هم بر آن گونه که در باغ و در باد و در

کانه سگم طبع آزاد گشت
 کز بهجین زمین آشتام شست
 باد گرفت اسپ کسان ابو
 وز روشاں رفت بهر اخسو
 گرچه که زاده شده باند پاک
 هم گه تنگ نماند صبار ابجا
 بر سر نیزه چسب بود جان پاک
 گزند بود بند بهر پاشا
 پیکر آن آه نور دین پاک
 باد مجسم شده بر روی خاک
 بر سر نیزه خواه رواں تر شده
 صورت شاں از روش پذیر
 گشت چو ستاره منازل پر
 زال میده یافته در برج باد
 جوش کیت از میدان شاه
 زال میده یافته در برج باد
 شکل یگان سبب افراخته
 آتش سوزاں که ز تاب وجود
 تیزی خنکان محیط آزمون
 گنبد شاں کرده فلک افترا
 سونیاں خوش فاش و ز گردن
 گنبد آبی شده بر روی آفتاب
 وز دیم شاں ز گس و سونیاں

۱۵ طبع نام یاری که در شمس اسپ می باشد ۱۶ طبع زمین امی نور دیده ۱۷

۱۸ گزشت به دوند ۱۹ اسپان مشکلی ۲۰

۲۱ سونیاں - اسپان جنگ سون فاش سوسه میل ۲۲ دامن معنی دمنده ۲۳

کبک خرمندہ صبح سرے
 کبک دوائے ابرو نہ لایے
 بیکل شاں گرم چو آتش گے
 آتش شاں چوب بخود گے
 کوہ گراں یک گت اس سنگ نو
 یک گت شاں جزبہ سنگ نو
 سنگ راں کوہ شاں ناپید یہ
 کوہ کہ بے سنگ بود کس نید
 ز آتش خود گرم رواں همچو تیر
 سوختہ شد کوہ گرم اشیر
 از یک شاں کان و صخرہ
 بادید یواربے سر نو
 سرعت شاں از یک شاں بیشتر
 گاہ تک از خود قدمی بیشتر
 وز رو جولاں فلک راہ شاں
 نبلہ چرخ چسرا گاہ شاں
 بے سم شاں کوہ نیار و خمید
 بے تک شاں مستح نیاید پید
 پانہ نہادہ بزمیں مسیح طے
 بر سر گردوں شدہ جولاں تک
 کردہ ہوا در تیرا شاں زمیں
 پانہادہ بزمیں جسر جسیں
 آب و اواز پئے صحر اگشت
 باد و بیا از پئے گلگشت
 کہ بلکہ خشت زمیں بشکند
 از لکد پا کہ بیک پئے فشر
 چوں سیم شاں لرزہ گیتی کند
 خروگر بر نہ کرہ را کر و خرد
 گاہ روشن شاں سم گیتی نو
 کرہ ناگند بزمیں اکند
 از کرہ خاک برآورد گرد

بستانم گریه دوار
 شاه چو در مهر و شام چشم داشت
 مہرہ گویم کہ دشت ہوار
 گرچہ ہمہ مہر و شام چیدہ دید
 چیدہ کے از صد دیگر گزشت
 کہ در گزین اں ہمہ گرد و نگان
 عاقبت از گوہر شام مہر چید
 واد برانما کہ بر این نزد شاه
 پنج ہزار و صد و پانصد گنجان
 وعدہ امروز قرارم رساں
 عذر قدم ز آمدن جسے بخواہ
 رفت پذیرندہ و آن ہدیہ برد
 جان بجا بش پرو باز مہ سال
 خواہش عدسے کہ بہ پناش بود
 خدمتے خاص بخدمت سپرد
 واد برد دولت کہ در اں یادی
 کرد بفرمان وہ فرمانش بود
 وید ز دارلے خود اں دای
 گرچہ یکے بود ہزارش نمود
 سکہ مہرے کہ عیارش نمود
 قیمتی و در ہمہ عالم غریب
 واد بارندہ لبتے عجیب
 لعل کہ خورشید ندیدہ بخواب
 سرخ نظامی ہمہ از لعل ناب
 لعل کہ خورشید ندیدہ بخواب
 از پے شہ چند طرائف دگر
 عطر اطراف ہمہ بکسب برد
 جلوہ کند مہر باہمت
 وعدہ چنان رفت کہ ہنگام
 کتب خود و کتب خوریافت پر
 مرد سخن سنج کز اں سکتہ
 نکستہ بنجید بسنجید باز
 آمد و بکشا و ترازشے راز
 زینت فرش و تن زرقاں
 شاه بفرمود بفرش کشاں

چال ز ملک تر انگشته باد صبار ابلج سمخته
 پشت طلا از خط مشکین خویش سبق منور داده صبار پیش
 زرده شان چون بر قیمت ذرا گرچه نه بیجاوه ولی کس با
 خنک گیس دشت خور و کاسم بر گیس کرده گیس رس ز دم
 لیکت چه راند ز گیس کز سر خواست بغزد گیس اندر زین
 آبرش شان ابرنگ و برق تا برق فلک سرعت ابرش خطا
 در نگشتان گاه کشادن بند کم شده ایس ابلق دندان بند
 ابلق شان از بیاض و سواد خامه نقاش نشانه نداد
 دهر شد از نعت شان نا امید گرچه بیه کرد سیاه و پیید
 صورت شان خامه ندانست باد صبار که تواند نشست
 از نگشتان گریز بیم سخن باد باید تسلیم از دست من
 مریضه آخر آن هوشان سانه خرمن بره ککشان
 کار گزار عمل پاسبان می گزرا نید گجان پیش شاه

۱۵ چال: ایچو که مرغ رنگ باشد ۱۶ طلا اسپ که رنگش ابلج بر روی باشد ۱۷

۱۸ در نقاشی داده که بایست منقوش بین که او هم که بریت یعنی بر لاله که با هم جوهریت و چمن خون خورده کاه ۱۹

۲۰ خنک گیس اسپ سفید که بر آن نقاشی سیاه باشد ۲۱

۲۲ لیک چه راند: یعنی اگر چه دم آن گیس رانست مگر گیس را چه گونه راند که از فریبی و چربی گیس

از شیرین ادوی لغز و دیر زمین می افتد ۲۳

من از آرزو تو مردم دولت از چندیست با
 منم و دله دوریست چنان تو انا
 همه بوسه عود نبود که بر غنمش بسوزی
 اگر ایست رسم خواباں که بنهند
 بد و زلف طوق آری ندیکه که خنجم
 ز شکنج زلف مشکین چو نبی بدوش چاهل
 تن خاکیم لب لب همه پر زخونست از تو
 بکراں مشو و حرد و کنش بدست خیم
 بکلف از تو دانی شب آرزوست من کن
 بزرگو تنه رستی گزست بوسه من کن
 دل سوخته است رغبت قدری بوسه من کن
 دل من ببار و جالش تن چو بوسه من کن
 و گرت هزار باشد همه در گلو من کن
 بخله حالگاهش سر سحر گو من کن
 لب خویش را تو ساقی ز سر بوسه من کن
 نفسی بیا و بنشین بر خونکو من کن

صفت آن شب با قدر که تا مطلع فجر

نزد آن روح ملک بر دسلامم نیرا

شب چو یار است سر سپهر
 یافت فلک پوده گوهر نگار
 چرخ بر زادی شمع خست
 طاق سما کرد چرخ انجم
 گشت محفل تن ماه و مهر
 رشته شب از پل آں بود دما
 خاک بر خانه چرخ خست
 طاق یک بود چراغش هزار
 دهر شد از دود معنبر مانع
 کم نه بود دوده چند ریغ
 از دیرینا ره شده سمریا

بارگشت از دجبار آمدند	هر جمعه در حلقه بار آمدند
پایه پای سپردا و تاباه	نصب شد از جنگ راز پگاه
گیسرا از آب گهر آیمختند	تاج مرصع که در آویختند
پرده در باز گسریافته	بود تن حبله ز زریافته
کله بال از زمره نمود	پرده دیوار ز قیامت بود
در تیره آن خاک زمین نقره گر	فرش زمین بود مسلسل نذر
صورت خود دید ز هر گوهری	هر که در آمد بچنان منظری
ببین که هزارش حسن بود ایشان	یک تنه زو شد بقصور هزار
آینه دید نمودار بخت	شاه در آن خانه در آمد بخت
با همه تصویر نبودش نظیر	خانه از و شد بمصورت پذیر
دید در صورت خود را تمام	خواست ز ساقی می آینه فام
داد ز رو کرد نو آیینها	گشت سکندر که گنجینه ها
بادل گلزنک صفا پرورش	بادل آینه سکندرش
بر دل چون آینه او جمال	داد مرا این غزل اندر خیال

عزل

زمر گشتد یک و گشت بسوی مرکن بغلیت که دانی نفس بدست مرکن

که کبک شتاب بصحن جهاں
 چرخ کماں شکل به تیر شهاب
 تیر شهاب از دل اختر گزشت
 آتش خویشید که گرمی نمود
 روز زوریای فلک گزشت
 طرفه که خویشید چو در شد بگاه
 در شده آن چشمه روشن بگاه
 پرتو خویشید کند از مسلسل
 بک چو خویشید شد آتش فشاں
 طرفه که خویشید چو رود کشید
 خو چو شود مافیه از تاب و
 طرفه که چون تابش غورش دندان
 مانند آهوس مشکین عطا
 طرفه که کم گشت چو آهوی مهر
 قرصه خورتا بسرخوان بود
 طرفه که چون قرص رخ را ز خوان
 مست شده از قهح دور مهر
 همچو شرار از سر آتش جهاں
 شامه پیر زاغ به پیر حباب
 روشن ازین هفت پیر گزشت
 ز آتش او چرخ بر آورد و دو
 چشمه خور و رتبه در پناشت
 گشت دامن و رتی نرین ماه
 خون شفق سرخ شد انگه سیاه
 سرخی خون ابسیای بدل
 زود و دیر از رنگ سیاهی فشاں
 رقص زمین کرد سیاهی پدید
 رقص پراز قطره نماید ز خوش
 گشت پراز قطره سرخ آسمان
 بست طلب کردن مشک از خطا
 مشک فشاں گشت بگیتی سپهر
 خلق برد آخته دندان بود
 چرخ لبالب همه دندان کشا
 بر زمین افتاد ز رقص سپهر

چرخ که شد خفته او سر مه زای
 دیده آن جسم بیای و دین
 ریخته از شیشه گردون آمد
 جوهری شام بسوداگری
 گاه فلک ریخته عنبر بر راه
 طاس فلک شد عالم ز رنگار
 از نیم شب گیر که هر سو فاد
 او هم شب گشته به تندی روان
 گرچه هوا پر ز جلال نمود
 چرخ یک حلقه آنخستری
 خوان فلک پر ز گمشدگی ز
 زان همه ز نور که از نور بود
 خوشه چرخ از علف خانه خیز
 بود خروس سحر اندر عدم
 مرغ شب آهنگ تو اگر شده
 شیرک از بس که بیالای پرید
 سنگ نثار در چرخ شد سر مه
 دیده درون ماند سیاهی برون
 مجرّه گل شده ز دیر سواد
 کرد گهر پیش کش مشتری
 گاه و زمین ساخته پرچشم سواد
 رسته زمین شد ز علم سایه ار
 کوس سحر حسیع صدا و نداد
 پر ز جلال جلال شده برگشتوا
 پیچ طرف بانگ جلال نمود
 بر سر یک حلقه هزاران گیس
 زرد چرخ ز نور بر آورده سر
 پرده شب پرده ز نور بود
 بر سر سان سحر دانه ریز
 در نه چرخ دانه نمی گشت کم
 نغمه زیرشش هوا پر شده
 مرغ میجا میجا رسید

۱۵ از پرده ز نور مراد سقف زنجیرست که سوزخ و آری باشد « ۱۶ خوشه چرخ بیج منبله و خروسان
 طایک و دانه استار ۱۳

ساختہ از دود و دای ز سر داده پر دانه سواد دای ز سر
 بس کہ گزیده شده از خم کا داده سرخوش گزیش بران
 زان ہمہ نیستہ کہ ز زبون خور عاقبتش سوختن آفت از کرد

صفت نور چرخ کہ اگر پرتوا و
 نبود در دل شب کور بود پیر خواں

گشت دال خانه بنجانہ چرخ آتش اور در دل شب کرد داغ
 گرم دماغ آمدہ در ہر شاق بنیش از گرم دماغی بطق
 پنہ دہانی بزبان و زبانہ با ہمہ کس گرم سر سوز و ساز
 پنہ و آتش شدہ در غلش در تن و ناسوختہ ہر گرفتار
 پیش رو راہ ز نور بصیر گم شدہ را در دل شب امیر
 تا شب از نور یام پدید دیدہ تاریک جہاں اندید
 چرب زبانی بدلت گشت جمع چرب تن چرب زبان تر شمع
 شعلہ او کرنسہ آشوب یافت صد غلہ از سینک باروب یافت
 مادہ کرد عیان دل پذیر سینک باروب بر آتش امیر
 خس بزدی بینی اور ابے چوں بزدی بینی آتش نرسے
 کرد بچوب آتش خود را ادب وز پے چوب آمد و با تن لب

صفت شمع که چون بسروش آید مقرر است

در زمان حالک زنده پروه ظلمت نریاں

شمع بسوز ز بگمی سرفراز	خاصه بسوزم شمع عالم نواز
شمع نه بل خست بر عالم فروز	در دل شب شمع پیوند روز
از همه سود و دود همه رو چشم	نه یکش دیده و نه مو چشم
پای نفس داشته تا باداد	هر که بر روز و فتنه جان داد
اول شب آمده عمرش بسر	چشمش آتش شب تا سحر
نادره شمع که ز نور صفات	زنده ماند چو سحر آیه حیات
زنده شد آتش ز نفس چون د	و آتش تیزش ز نفس جان د
جانش که از سوز رسیده لب	زنده از آن آتش بسیار لب
چون دل سوزانش سر بر گزشت	جان شد از آن دل شب ز گزشت
شد گیه صبح حیاتش تمام	عمر ز سرایت بنگام شام
کرد چو مقرر است بپوشش گزر	بوسه زدش بر لب بر پیر
بس که سوز شده بار بار	کرد سوزاند بر سر کار زبان
تین رسید و سرش از تن بود	او زبان کرد تراره چه سود
سوز لب داشت که چندان نگر	تا نبردند سرش را نه نیت

ثور گرفته ز تریانشار
 ساخته ثور از دبران چشم خوش
 کوه نه کوهان ز گریز بار
 کحل جو اهر فلک آورده پیش
 بقعه سینه روروشن بود
 گشته مشت چو سه نقطه شور
 هفت دواتش که یکجا نمود
 داغ و سه از گردن جواز نمود
 پس که در آغ اطلس گشت
 پرده اطلس بمبیمون گشت
 نره چو ابره شده گوبرزا
 چار گریخت بر پنج پای
 طرفه بیک طرف دو چشم پدید
 دیده چنین طرفه پیشه ندید
 قلب فلک در طلب جبهه بود
 بجهت قلب آمد و بجهت فرود
 زبهره زبردست شده چو اسد
 بر اسد کرده ز آهن بوند
 مهره شتره بدیم شیر گم
 مهره بر اسد و او را بدیم

۱۰ دبران یعنی دال نیز نام منزل ماه است آب پنج ستاره اند و ثور یعنی فلک بعل (دبران) پنجم
 ثور کحل جو اهر آورده تا که چشم او روشن شود ۱۲
 ۱۱ بقعه سینه روروشن در برج جوزا ۱۲ ۱۳ بنه یعنی نیز نام منزل قمر و پنج ستاره اند بر گرجا
 ۱۴ داغ که در ماه است یعنی ماه اطلس گردون را در نوشت ۱۵
 ۱۶ نره نام منزل قمر و آب چار ستاره اند در برج سرطان ۱۷
 ۱۸ حرف یعنی نام منزل قمر و آب و ستاره اند در یک طرف یعنی طرف تراست که در دو چشم دید ۱۹
 ۲۰ زبهره تراشیده آهن و آب ستاره است در برج اسد که بمید رسد و آن آهن مضبوط گردد ۲۱
 ۲۲ حرف نیز ستاره است بر دم یعنی این عجب است که مهر بر سر باشد و اسد را بر دم ۲۳

گوش بفریاد ز آواز پاس	بسته جهان چشم چو گاو خراس
کیست که جنبید به بساط زمین	کرده خس بر سر هر کوه کین
مردمان دیده فرو بسته در	مردم هرگز نشد از ره گزر
دیده مردم ز پاک شتیه پوش	موسم کجا دتن از خوی بجوش
وز قره قند ز کبریا دخته	شتیه گری از پاک آموخته
دام ز موباقه از بهر خواب	موسم بهم کرده قره داد تاب
سیخ زبان خفته میان نیام	فتنه چشم آمده ز اس موبدام
همچو زمین پر ز چراغ آسمان	همچو فلک پر ز ستاره جهان

صفت سیر بر ج و در و شش منزلها

که همه کار گزار فلک اندازد و راں

منزلت داده فلک راز نو	سیر منازل همه نزدیک دور
وز جد شش طین بر آورده سر	قرن تحمل کرده ست این کدیر
زاده سه ستاره تیلیت همین	بسته حل بنان بطین

۱۱ سیر منازل - ۱۲ ۱۳ قرن یعنی شش حل برج جدی که بصورت بره گویند ست ششین یعنی شش
نام منزل اول و آن دو ستاره انداز برج حمل و شش حل و شش حل آن آتیه شده اند ۱۴
۱۵ یعنی یعنی نام منزل دوم ماه که در وقت ماه در شش حل می باشد یعنی ستاره انداز یک شش
مثلث جد و این شکل ۱۳ ۱۴ ۱۵

بلدہ چناں ار نشتر آنجانی	بست دہ لیک ز مردم تہی
سعد شدہ ذابج بز در نماں	از پے آرایش خوانِ جہاں
سعد بلج در شکم ز دروں	رفتہ و آورده دو بچہ بروں
سعد محمود از دوطرف در نماں	با اثر سعد ز تلیثِ شہاں
انجیہ با چارہ حریف درشت	دلو کشاں گشت ز بالا و پشت
کرده مقدم ز قدم پیش و پس	آب کش دلو شدہ از ہوس
دست موخر سوے ماہی دراز	در دل ماہی شدہ تا خیر ماہ
کرده ریشارشتہ پچیل بست	در شکم حوت در انگندہ شست

صفت اختر و آل طالع و وقت مسعود

کہ گرفتند دو مسعود بیک برج قراں

زہرہ و برجیں بہم بستہ جہد	نور شرف بہستانِ دو سعد
ماہ و ذنب ہر دو بیکجا مقیم	ماندہ ز پشت برہ مہ در گلیم
برج و دوسپک ز در و پر ز نو	دیدہ اختر ز درش ماندہ دور
شاہ کو اکب شدہ کرسی نئے	کرسی او کردہ فلک پنج پاسے

۱۰ سعد بلج دو ستارہ نمہ و برج دلو و میاں آں ہر دو بیک ستارہ دیگر ست کہ آں را بیوہ گویند ۱۱
 ۱۲ انجیہ یعنی خیر باد نام منزل و آں چارہ ستارہ اندہ یعنی آہنا با مقبار غوست میں منزل ست یعنی دو
 ۱۳ ستارہ نام منزل ست و آں ستارہ ست فیکل میں دلو ۱۴

پنج گم ریافتہ غوثا بزیر
 پنج شیر آمدہ بران شیر
 رنج سماک از حدیب آمدہ
 رفت میزان و ترازد شدہ
 غفرہ چو سطر کرد و کس
 راستی اندر خط میزانش صرف
 شکل زبانا بحسنان اوری
 بر سر عقرب بزبان آوری
 عقرب از اکیئل گویہ پیش
 بر سر گم رفته بیک زخم پیش
 رے چو بکشاومہ مهر جب
 قلب شدہ عقرب پوشیدہ
 شولہ شدہ بر سر عقرب چو خار
 داود دکان شعلہ آتش شمار
 شکل نایم چو سریری بجای
 کز شدہ بار راستی بہشت پای

۱۰ حوا سب موعود کند و نام منزل قمر و آن پنج ستارہ اندر بران شیر یعنی این عجیب است کہ پنج شیران
 ۱۱ رنج تیز و سماک با کسر نام منزل چہر دم ماہ و آن یک ستارہ است و سماک و نوع است کہ
 راج یعنی تیز و دار و دیگے عزل یعنی بی سلاخ میزان یعنی ترازد و نام برج یعنی سماک از مداف
 حصار آمدہ بر پنج میزان مقابل شدہ زیرا کہ ترازد شدن معنی مقابل شدن است ۱۲
 ۱۳ غفرہ نام منزل قمر و آن سہ ستارہ کز واقع شدہ کہ راس حزن گنبد یعنی در برج میزان آن رست
 کہ زبانا بلفظ نام منزل قمر و ستارہ اندر بر سر عقرب ۱۴
 ۱۵ اکیئل نام منزل قمر و آن سہ ستارہ اندر برج عقرب یعنی عقرب زخمی خود گویہ راسبت ۱۶
 ۱۷ قلب عقرب برقع است یعنی ہا از دیدن عقرب منحوس رے خود پوشیدہ ۱۸
 ۱۹ شولہ دم کرد و نام منزل قمر و آن یک ستارہ است بر سر عقرب دکان و چند معنی عقرب است خود و حسیما
 ۲۰ نایم پنج نام منزل قمر و آن شش تحت بہشت پای واقع شدہ است یعنی نایم دشت مرغ
 با وصف راستی بہشت پاکر گردید ۲۱

گشت چنان ظلمت شب کم فراغ کش اثر دودنسان از چراغ
 دیده بسیار ز نور س که زاد داده همه سر شب را بیا د
 روشنی گشت بسلام پدید کاد دل شب صبح دوم در دیده
 مشعلها هر چه در آمد به پیش نور جهان گشت زانمازه پیش
 تپه پهن کوه کعبه آن آفتاب نوره خاک شد از برج آب
 ریختن بار ز دوسو شد بکار بسته شد از بار اگر جاس با
 ریزش ز رکز زمین آینه کنند خاک تو گوئی که ز رنجیستند
 آنکه همی چسید بدامن گسر دامن پر چید ز لولو س تر
 خلق سراز چیدن ز رستم نبرد سر چه کند خم که نظر هم نبرد
 بسکه در وصل بخوار می نشست کس بچنان آب نیاورد دست
 نورد و خورشید شده هم قراں آنجنم آنخشم فلک از هر کراں
 هر دو بیک تن چو دو پیکر شدند بر فلک تخت چو مبر شدند
 گشت بر برج دو قمر جاس گیر گشت مزین بدو سلطان میر
 برج شرن کرده دو اختر یکے ملک نسب کرد دو گوهر یکے
 ملک بیک تخت دو دار نمود دهر بیک آب دو دریا نمود
 روسته زمین فرد و جمشید یافت چشم جهان نورد و خورشید یافت
 خاتم جم را دو نگین دست داد افسر کسری بدو فرق استاد

گشته عطار دبا صد جاے گیر شه زده گوئی بدل شیر تیر
 شیر چو پهلوی عطار دنجست سنبه در سوگ میا نرا بست
 راس چو میخ ترا زو بچنگ هر دو برابر شده در وزن سنگ
 عقرب دم دار شده قلب دا کرد هم از کوکبه خود گستا
 مشتری از خانه خود بے خبر قوس تھی تیر بجایے دگر
 بز که شدش هتد و گزدول شاں رفته شاں از سر آں بے زباں
 دلو شد و در ته دریا نشست کاب کشاں زو هتد ستندست
 کرده زحل در دل مایه مقام طرفه که ما هیش بے بته بدام
 تیر و ششی و میر گردون بجا ب ماه زمین مستظر آفتاب
 تا کیش آں خستہ عالم فرو روسے نماید که شب آید بروز
 نوبت خفتن چو نوا بر کشید بانگ و بل و دم هوا بر کشید
 کار بردن زو شنبے کان درو گفت سخن کوں فلک را بپوست
 ناگی از دور در آب رواں مشعلها شد چو کواکب عیاں
 پر تو شاں نادره خوش نو کاب پر از شعله آتش نو
 عدلی شه ایں تعبیه نگخته کاتش و آبے بهم میخته
 دهر بنوعی فلک افروز شد کاستر شب اور گئی روز شد

زنان مرانوبه که در گل نشست	کاسه بهم خورد و سرش شکست
گرو شده خاسکیاں هر طرف	وزد و قمر یافته پروین شرف
گاه نشسته بمقام نشاط	گر بزم بست چون نقش بساط
چهل کله ور شده که تابیده	سر ز کله گشته نمراد آید نه
جهت شان از کله سیاه	گشت در افشان چو نه از ابرها
از کله لعل و سپید و سیاه	گونه بگونه شده رخسار ماه
نقش قبا با سه رخ آب گون	موج برون داده و دریا درون
کوه تنانے همه بسته کمر	تابه کمر عشق شده در کمر
قامت شان زان کمر در کمر	تیر تو گونی بد و بیکر نشست
مجلس آراسته شد چون بهشت	خاک شد از غالیه عنبر مرشت
بس که نشانند گلاب نشاط	شسته شد از روی همه و میبش
بوسه گلاب از تنه و دستین	کرد ز گل جامه گل را ستین
خود قماری که همی داد و داد	غالیه می ساخت گل از دو و چو
عود همی سوخت چو عنبر دماغ	مشک همی گشت بگرد دماغ
بس که شد آلوده عنبر نبرین	گلاب زمیں شد همه تن عنبرین
نقل نشانده بطبق با سه زر	میوه زهر جنس چه خشک و چه تر
دیدہ بادام که سختیش بود	خسکه داشت شکستی نمود

وہ پہلو کس دو لشکر زدند
 گشت دولت بدو گل تازہ گشت
 گشت یکے تاج کیاں را دوسر
 مصطفیٰ چرخ دو خنجر زدند
 نوری کے داد دو لوح حبیبیں
 سایہ یکے کر دو دفر ہماے
 شاخ بہم سود دو سرو جواں
 گشت یکو باغ و قمار دو جوے
 گشت زمیں آب دو باران چشید
 چرخ یکے شد بدو ماہ تمام
 گشت یکے غم زدو دل خاستہ
 بود دو سر آمدہ ہر دو بیا
 صف نہ از ہر دو طرف صفد
 بر ہمہ در رشتہ طاعت تظار
 سر بر میں خانِ حظامی نہا
 بود گہ سجدہ بروں از شکے
 فرخ زمیں از صورت نشان
 نوبت، قبال دو سنجہ زدند
 صوت دو طبل بیک آوازہ گشت
 گشت یکے قصر شہاں را دوسر
 آئینہ ملک دو صورت نمود
 لمحہ یکے زاد دو نور عیسیں
 پایہ یکے ساخت دو کشتیائے
 موج بہم داد دو آپ رواں
 گشت یکو تیغ صفار دو روے
 مقر جہاں بوے دو بتاں کشید
 بزم یکے شد بدو دور مدام
 گشت بیک جاں و تن آستہ
 سر دوید پایشں اثیاں چہا
 انجمنے ساختہ نیک خستہ
 راست چو در رشتہ در شاہوا
 خان مغل کار کجی نہا
 نقش بباطور رخ مروم یکے
 از چہ نقش رخ گرد کشاں

از مهر جوشش بگسند نمود
 گرچه که میدان بے از شیشه بود
 او ز محل کرده بے زرد پست
 آندہ بر شیشه میکس شکست
 مے که از صدهنرا نیکخته
 موی بویش بنر جیخته
 بهر دهن بے چو انگشتری
 ساخته از نعل صفا نگیس
 بود بر آتش قدش دیر پائے
 زانش و مید آبله ستر پائے
 نام حرام ارچه بر دشت دبال
 هر چه شک خورد ماں جز طلال
 لاجرم او داشت نمک را غیز
 حرمت او داشت همه خلق نیز
 طرفه حسرمی که بهر دستگاه
 حق نمک ارد ازیں سان نگاه

وصف قرا به که بهر حسرم دختریند

نشسته خانه است بیالاک مشرب شدن

سینه مست به بر آورد شور
 و از خن و چشم پاں کرد کور
 راست چو دریا ز برون دژل
 و ز درون آشته خن از بژل
 هر که گذر کردگی در رهش
 غرقه شد از آب بزی رکش
 گرچه ز پیری سر او پنبه گشت
 هم زمی و جام ندانده گشت
 پر شده تا لب نمی و گشت مت
 ریخته از سینه بژل بهر چمت
 بسته میان را که از نعل
 طرفه که در زیر قبایش کم

شد بطیقِ پستہ شکر شکن
 بہر زین بوسِ باب دہن
 چربی چلو زہ از انجا کہ دست
 چرب زباں بود دے زیر پستہ
 سرخی ما بود ز عتاب کم
 سرخی خود کرد قزوں دمدم
 سایگی از پر تو مجلسِ باب
 سایہ ہی جست در آن آفتاب
 پیچ کے آب ز آبے نخورد
 سبب شد از بس خلی سرخ وزد
 قہقہے اداں کہ وہ نار
 شد ہمہ دندانش بر اسن ثا
 بود ہم از مویہ ہندی بے
 موز کہ ہمسایگی پیہ نو
 نقل ازیں گوئند دل آساؤ نغز
 بادہ کز و پرورشش آید بغز
 کاں مزو را نام نہ اند کے
 بہ بری بود اگر بہ بنود

صفتِ بادہ کہ مینی چو خطِ بغدادش

بے سوادیش بخواں نسخہ آبِ حیاں

سے کہ عرق از قن مڑاں کشید
 گوہر ہر مرد شد از دے پدید
 پیش چنای گوہر یا قوت رنگ
 کوہ زدہ بر سر یا قوت سنگ
 بس کہ نہر کف گہرا نگیز گشت
 معبرش از معبر دیر یا گذشت
 تند کیست کہ ہنگام پوشش
 کف لب آور دوشد اندر رخروش

گشت لبالب زمے جان شست	کرن حدیث از لب جوئے شست
جاں لبش آرزسیہ از طلب	بر لب جانان ز سائید لب
نوش لبش تراں سے نوشیں کہ خود	نوش لبان را ہم لب نوش کرد
بس کہ خورد باوہ نماند استاد	ناش نگیری نتواند استاد
سے بدل آب فرد رخت	و آب بے پیچ نیا میخت
باوہ تو گوئی کہ درد از صفا	بست سلق بمیان ہوا
کرد چو ساقی شمش زیر دست	رفت ز برست بزرگال شست
دشمنے یافتہ در خورد و خویش	کرده پیش پیش ہم کس دست پیش

صفت ساقی رعنا کہ کند مستان

بیک مد شد خود ہمیش مست و غلطان

ساقی صوفی کش و مردم فریب	برق بیک غمرہ ز عالم تکیب
خم جسمم آویختہ جہد ترش	یک خم دصد بر شکتاں بر شتر
ز گس نہ زندہ انوسیم با	نیے از خواب و در نیمہ ناز
گرچہ کہ چشمش شد با خواب جفت	لیک گہ فتنہ چشمش شخت
عکس چنان ز گس مست خواب	ہر عہد را سر و دہر در شراب
خط فواخار شد و گر در دے	خامتہ زو بر تن خورشید موس

زنگ خضر داده ز سبزی برش	نایز و چشمة حیوان سرش
مطلبی رود بخدمت نهد	هم بکند خدمت و هم می داند
خون دیش گرد چسبان غوری	هم کشد ستر تو اصنع گری
صل که در سنگ درون آید	صل شده زان شیشه بردن آید
سنگ بے هست کیا قوت دد	شیشه که دیدست کیا قوت زد

سخن از وصف صراحی که گرا آن نازک را

در گلودست زنی خوش بر آید زدهاں

بس که صراحی طلب گشت من	بان درو دیده شد اندر طواف
گوئی از اوصاف مضاعف از بر و	باده برین ست صراحی در و
عالمه و خیر خلف از دوسه نژاد	گر کچش صل کنند برفاد
کرده درو دایره دور شراب	خیمه آن دایره گشته حجاب
در شکم او کف صافی گسر	از بوس باد شده شیشه گسر

سخن از وصف پیاله که ز بس جنبش خوں

خون قرابه سوی اوست همه وقت کشاں

نعل پیاله چونک گاه دور زو بمهر مردم هشیار چو

صفتِ چنگ کہ بے مومت تنِ کیترا موسے ساقِ دگرش تا بزمِ آویزاں

چنگِ سرافندہ سرساختہ	موسے بویشس بہرِ ساختہ
یک شبہ ماسے ز سرانگینتہ	سی شب و سی روز در آہنیتہ
نیم کمانے وز ہش ہست چار	زخمہ پیکانشن بجاں کردہ گار
کشتی کاغذ برود بحرش گذر	کاغذ اودنا شدہ از رود تر
ہشتہ کہ در گردن خود آورد	گردن اورا شدہ جل الورد
شیخ عبا پوش بزمِ شراب	پیر تلے ساختہ بہرِ شباب
گرچہ چو شوق کشندش بسیر	ہم دہہ از نالہ عشاق اثر
بسکہ نمادش برگِ ازنالِ خوں	رگِ بزنی خونش نیاید برون
زادہ بے زخمہ کہ در جاں نہی	لیک شکم مابہ تیکہ تہی
پردہ زارِ بزمِ واز موطاب	گاہ بریشم گروگہ موسی تاب
صدفنِ بارِ یک چو مو بافتہ	زاں ہمہ موچند رسن تافتہ
ہر سرِ موزاں رسنِ جاں نشان	ہست ز بارِ یک کی علی نشان
ہست لباسش ز بریشم مقیم	ہم نمکند پاسے بردن از گلیم

مست بود چوں بسوی می پرت
 عقل شود شیفته بچاره مست
 هر که بیک جرعه او سرزند
 بهیشش بسیند و برترند
 سده دود و غول خورد از دل تمام
 جرعه باقی نگذارد بحبام
 در نشو و مست حریف از شراب
 رو بنماید که بیفته حشراب
 مست درو میند او سو س می
 او شده مست از می و مستان روی
 بلکه همه جور بود در او
 از کف او دور و مادم خوشست
 هر که بود غول خورد از جور او
 چوں به باد و گوید که نوش
 در پیش خور بود هم خوشست
 مست بر وز دیگر آید بهوش
 ساقی ازین سال حریفان نغز
 در شده آواز ترنم بمعنر
 حاصل ازین مجلس فردوسش
 شاه خوش و باد و کسان نیز خوش
 صفت حریفان زد و جانب قضا
 هر یک از ایشان ملکه نامدار
 جام س می آنرا که بلب باز خورد
 بست و چوں جرعه زین بوس کرد
 کرد سو س تخت بحرمت نگاه
 خورد بیاد رخ میمون شاه
 بانگ ندیمان قصید مرا
 باز رسانیده سخن بر سما
 روزین هر گوش پراز بانگ رو
 گنبد سر فرو صدا س سر و
 مرد بیک روحه سانس بدست
 ساخته تا مجلیان گشته مست
 زنی دگر سو س بریشم نه
 رشته جان ریش هرامن

معتمدی کرد معلم مثال طفل صفت ساخته باگو مثال
 طفل پریشم گرد تاراش چار پرده دوش ساخته زان چار
 صفت نامے که هر لحظه ز دم دادن او

کلمه مطرب پر باد شود چوں آب

نامے دهن بستر و بیدار گوے نامے گوکش بفسوں مار گوے
 مار سیاه کرده بسور اخ ره مار یکے بینی و سوراخ ده
 مار شکر خواره و افسوں پذیر گشت بدست گراں پاره گیر
 گاه بصورت شده زنگی سلب گاه بمعنی شده زنگی طرب
 طرد سیاهی ز عراق آمده سوخته در دمنه عراق آمده
 نیست دهن تات گوی سخن نیست سخن مات بنده سخن
 سر سنگند پیش تو گردم زنی دم زند تا سر دانش کنی
 چوں هوس آید بسرود ترش دور کند هر چه بود در سرش
 مطرب گیر انفس و سحر ساز سر ز قش کنده پیوسته باز
 گاه سخن گشته سر سر زبان بر نوا بوده لبالب دباں
 باز کند لب چو زبان آردے لیک ز باننش لب دیگرے

صفت کاسه باب و بسرش کفچه دست

که در آن کاسه خالی ست نعم چند احوال

کاس رباب از شنبیل نواز	برده دل از مردم جان داده با
نبض بگیرندش و بخورن	پرده بندندش و دستورن
زخمه تیزش چو تراشید گشت	خلق نه کاوا ز خراشیده گشت
روے ورق ساخته مسطرزد	گرچه گنج بکت بت سرود
زخمه زناں گشته ز بهر نفاں	خون جگر خورده بزخم زباں
او چونده را و حریفان بے	زخمه زده در حق او هر کس
راه زدن چوں همه سازش بود	چون نمیش زخمه نوازش بود
گرچه که ده جاس گرفتار کنند	خود غلط افتند و رامب گنند
چوں یہ بلندی کشد آواز او	پرن دیو زهره شود ساز او
در کند آواز خریں بے خروش	نشود آواز خود در بست گوش
کاسه تھی در نعم ہمیش او	دست کس کفچه شد ہمیش او
بسته چو خرچوب بزمیں رسن	طرز که خرگنگ در سن در سخن
خرشود از خوردن نشتر دواں	طرز که خرما کن بنشتر دواں

گاہ زخمشکی چو شود گرم تاب مرد بد آواز نوحه چو بسز آب

صفت پرده و آل پرده شناسان شکر

که بهر دست نمایند سز راں و ستاں

رود زناسے ہمہ باریک بنی	برده برابریشم باریک بنی
تایریشم رگ جاں ساخته	جاں زرگ چنگ برانداخته
ایں بصفت مرغ نموده دورنگ	مرغ وے چنگ باز نش چنگ
آں شدہ کنجنگ بگاہ نوا	مرغ در آورده زروسے ہوا
گاہ ترغم بنواسے کہ خواست	جانب چپ پرده شد از راورد
گہ بحینی طرفے رود زن	پرده کنا گشتہ بوجہ حسن
گہ ز نوا زن کہ نوازندہ گشت	جان جہانے بنوازندہ گشت
گاہ بر آورده نوا بوسلیک	دل شدہ چوں ذریہ شیم سلیک
گہ بوسلیک انداز ہنر مند	تنگ شدہ عرصہ نہادند را
گاہ بہ نغمات تراندہ دود گاہ	یافتہ در عرصہ با خرزراہ
گاہ بیر چنپ چو معشوق تنگ	در زردہ در پرده عشاق چنگ

۱۲ بوسلیک نام پرده موسیقی و سلیک یعنی رود و ۱۳

۱۲ در غریب وادون ۱۳ نام سرود ۱۴

کرده بہر دستے از آواز تر زیر ہر انگشت ہزاراں ہنر
خانہ چو میں میانش ستوں تنگ دلی باد گذار از دروں
مطرب از اں دم کہ دما دم پدا و مہدم اندر سرشس افتاد با

صفتِ دُف کہ در دست کساں کو پدا

صحنِ کز داشتہ و کوبشِ پاہیں حپ ساں

دائرہ دُف کہ حصار سے زچوب صحن سے انہی پنج عروٹک کعب
زہرہ ز دورشس بسر و آمدہ چنبرش از چرخ فرو آمدہ
بستہ جلاہل بکمر جا بجاسے چوں کمرِ پرخ جلاہل شکے
بر زیر دست گرفتہ نشست گہ زیر دست گئے زیر دست
چار زبان و دو زباں درد ہاں نعر سخن لیک دوئی در زباں
ہر سخن نغز کہ بادوست گفت آن ہمد در پردہ و در پوش گفت
گشتہ دور و لیک چو بروی خود دستگہ خود ہمہ یک رویہ کرد
رویش ازیں سووازاں سوک ہم گفتش ازیں بلدی و از اں وی ہم
یکہ مطرب را اصول لطیف گاہ ثقیل آمدہ گاہے خفیف
گہ زخمی لرزہ کند پوستش کاتش خورشید بود و دستش

دور رفت فلک را ز سر کز دور یافت دود و دفر
 در برش باقی دودان زد خواند بنیاد شرب ظهور
 هر چه تی گشت ز می با هم باز نبردند مگر پُر ز دور
 یعنی اگر کسی آید بشاه دامن پر به حسن آید براه
 چون اثر باد در آمد بفر طبع کاش شد بقدر اله نفع

صفت مایه خاص که از خوان ثبت چاشنی داد بهر کام و زبان لذت آں

گرم ترین کار گزار آن خوان مایه کرده در مطبخ روان
 خوانچه آهسته بیش از هزار بر تهره الوان نغمه کرده بار
 بانگ وارد که ز آخر گشت بلکه زنده خوانچه صد بار گشت
 گشت طراز خوشتر از چند خوانچه از آن ساخت پامپند
 صد قلع از شیر آب نبات در مده همیشه آب حیات
 که در گز سوسه حرفین تخت کام می آلوده ز جدیشت
 شربت بگیه کز آن آب خورد جان گشته تبون وصل کرد
 از پس آن دور در آمد بخوان دانه مهر شده دویان
 نان تنک صاف بر گون بود کز تنکی رو بدگر سو نمود

گه چو دل سوختگان مستراق	نامت فغان کرده براه عراق
گه ز مخالفت که نوازنده ساخت	دوست گجست را چه نخت خنوت
گاه مستنقع دیم تانی بکام	داد و بفرغانه مستنقع تمام
بڑل عاشق که گجستن ستر است	راست چو تیر آمد تیزی رست
نیزه زن چنگ تهن مثال	رخش و دواں کرد بزال چال
بستگی بر بیدار شکل کشای	جای کشاده نیست بست پای
نغمه چو در زیر ویم آهنگ بزد	زیر کشید و بجینی سپرد
ز فرزند سازگری در عراق	کرده باهنگ عراق اتفاق
سازگری ای همه خواباں شده	نغمه او بسپاهاں شده
حق مسافر شده زیر کارگاه	تیزی با خرز کسناں قطع راه
گشته ازان قول که قوال رست	گفت گوی راست گوی نیم راست
زخم زنگنه ز بیم تابزیر	گشته زبے جای گے در نفیر
پیش چنان منطق طیر از قبول	فاخته در بیخ ساز و داحول
بزم چو زنگنه شد از نامی نوش	وار شغب چنگ شد از سوز گوش
خواست دو مجلس بدوش کیره	دور زده میمنه و میسر
هر دو طرف ساقی بر پایست	داد و داد دست چپ دست راست
دور قمع چو بدو سلطان رسید	نور و نور خورشید یکبار رسید

در تن مردال مزه ذاتی شده	ناطقه هم روح نباتی شده
بده خود برد چو کام از خورش	یافت لذت دل و جان پرورش
چند سرائی بیای ایستاد	وز پنهان نام فحاشی کشاد
جوشش تیزش که بجای باز خورد	صد گره از رشته جان باز کرد
مایه خوال چون زمیان خست برد	نوبت تنبول مجلس سپرد

صفت تنبول که نزد همه خلق
باز آن نیست نباتی همه بندگان

بیره تنبول که صبر بگست	چون گل صبر بگست
ناداره برگی چو گل بوستان	خوب ترین نعمت بندستان
تیز چو گوش فرس تیز خیز	صورت و معنی بصفت برد تیز
تیزی از ویافت گوش دیگر	داد بهر گوشش ز تیزی خبر
تیزی او آلت قطع بسزایم	قول نبی رفته علیه السلام
پزگ و درگ ز نشانی زخول	لیک هم از گد و دوش خون و ل
طرف نباتی که چو شد در دهن	خونش چو تیوس بدر آید ز تن

لله رحمة الله است ان في الجنة شجرة وردة كاذن الفرس مو انما امن الجنة والبر
یعنی در بهشت درختی است که برگ آن مثل گوش سپ است که آنرا بخورد از بهشت بهر من محفوظ ماند

عسی اگر خوان بکشد در خوست	نان گویم که قرص نورست
زانک بخوان بشد نام شست	نان تنوری ز طب قبه لبست
لاجرمش دیکه چنان مانده زرد	کاکه راں مرتبه در ترش کرد
قرصه خور گرم ز خواں کرده دود	دید فلک گرمی بر قرص نور
دیکه قرص دوسه یزده ناپ	ماه بکا امید که خود را بخواں
یزده بریاں شرف از قرص خور	یافته مسبو سه ز ثلث اثر
بر سر پولاؤ که منی اُر ز	خواند زبان بره پهلوی بُز
طرفه کسی غره بیک سخ زاد	پهلوی مسلخ لالی کشاد
چرب تر از دنگ آبوره	چرب دم دنبه دوسن بکیر
هم بخوانی شده دنگ مسند	خنده بروں داد مگر کسپند
دو مبرفته و دو قرنش لبر	دنبه کوهی که بسره خوا پنجر
مردم ازال لب گز و گشت ز	صد نعم از هر منطه دیگ پر
از فوج و تیم و دزاج و چرز	پنجه بے مزج بر گونه طرز
چاشنی از طبقات بهشت	صحنک حلوا همه شکر مرشت
راست چو جامه سفیدی سفید	تخم صابونی شکر نوید
خوردۀ کافور تر و زعفران	داده بے طب مغیر براں

سپ رخ خال رخ تخریب	نموده زنی بدم فرب
روئے نگشته چو آبی بچه	چاه رخ روشن مصافی چوه
کرده بیک غمزه جلنے خراب	پرده بر نه اخته چوں آفتاب
جان کساں ز آتش خود سوخته	رسمے چو خورشید برافروخته
رفته بحسب ماه مقنع فرو	از رخ شال کاهه مقنع فرو
تیر غمزه نیم کش انداخته	ز ابروئے خمر پشت کماں ساخته
دیده سپر کرده سیاهی خویش	ناوکشای چوں شده میوں کیش
دادده به بیوئے حاتم صلا	بسته بل در شجره در شال
چوں قطرات عرق ز گرد روی	رشته در بسته پرواز و سوی
حلقه گو یک مری روزه گوش	سی میگرد زده گلنده بگوش
حلقه بگوش رخ خود نو دشت	خوبی شال بسکه یک صد شده
دید رخ خود بکف دست خویش	ز کعب خود آئینه بناد و پیش
نیکل جلال آمد به خیسرق سوس	مخمس میان سر شال فرق جوس
ماهی ساق آمده بر پائے نام	جعه که و پیچیده بسا در خرام
رفته رخ خویش هم از منته خویش	برزین افکنده چو کیوس خویش

له مقنع بیکم خورشیدی که ز صفت خود ازین و نخت و بر آرد و بود

تس بلاده و لوس از سمیات

که از آب بندی جلاد گویند و نام زنیو ریست که زان بر سر بندند

خوردن آن بوی دهن مکن	سستی دندان بر محکم کن
سیر خورد و گرسنه در دم شود	گر نه را اگر سنگی کم شود
کس نخورد و خورد و دانه آن کس	و آنچه توان خورد همین است پس
از دق قسطیم فدا ده بده	صد دق قسطیم کشا ده بده
نرخ ریویش زنده متگرش	چون و فوغل شده رنگ آویش
طوفه که بایں سه شریکیش پس	مرتبه و نام هموں هست پس
گرچه که آیش نبوی هست پیش	کنه شود پیش کنه آب خویش
گرچه که از آب شود زرد و رو	لیک ز زردیش بود آبرو
برگ که باشد بر خنای فروغ	زود شود خشک چو افتد ز رخ
برگ عجب میس که گشت زبر	وز پیش شش ما بود تازه تر
حرمش از پیشکوه پانگاه	هم بگله محترم و هم بشاه
شاد و نوین تنه تنی کرد لب	باز و آب گشت جیتی طلب
رقص بر آه بستم ز نمان	ز غمزه برخاست و مطرب نمان

صفت نغمه گر میا و زنان مطرب

که بے سخن کند زهره چو گیرند احوال

شد زن مطرب بنوا پروری انجمنی به زمره دشتی

صفت تاج مکنون که پسر یافت ز شاه آن پسرگز سر کین تاج ست از خاقان

تاج مکنون بجز از حسد طرف	یافته ای ز ثریا شست
بخت ندیده دُرناست او	مهر و پیشانی شست بخت او
گوهرش از شاه شده سر میند	بلک ز شسته یافته گوهر میند
فوق نشین شسته و لاس شده	موج گهر بر سر دریا شده
هر در دگر که بر او انگنه	خود دهد و بر سرش انگنه
نیست سرش که بدوم سر رود	یکسر از آن بر سر شسته برود
بس که گفت نده بر سر شسته گهر	رشته گوهر شده بر موی سر
سر شده بر فرق میند افسر	و آمده بر سر ز جمه سرور
او سر شسته را گهر آراست کرد	شده بهتر ک بسترش جای کرد
چون ز سر شاه جهان برخواست	گرد جهان رفت ز او سر گزشت
شاه به دولت بگمباریش	تخت شد تیغ بر باریش

صفت تخت که همچون فلک ثابت بود
و از شبه شرق بخورشید مشرق داد مکان

قامت شاں ہر دے رہیں	پرنگل ازبہ شاں آستیں
یافتہ از نغمہ گلو شاں خراش	صوت خراشیدہ شاں جس خراش
سینہ بے خستہ ڈال کردہ پیش	ہر نفس از تیزی آواز خویش
قامت شاں بد بپا کو فتن	کیسے مشکیں بزمیں رفتن
قص کنوں چوں بزمیں بازو نہ	در حق نامید لکھ ساز و نہ
از روش جنبش و تان شاں	مجلسیاں ہر چہ پسران شاں
ہر کہ در اں شعبہ ہشیار بود	مست نہ از سہ کز دیدار بود
دور چہ دور اں خوشی تازہ کرد	راہ تکلف سے درون کرد
ہر کس ایما بخاک مزاج می ست	دلاہروں ہر چہ مزاج وی ست
ایں سخن سلک گہ کردہ صنم	او سخن خویش برون ادہم
چرب ز باتاں شاہ و شکر دہن	چرب ز باں گشتہ ز مغن سخن
رہزہ ہر حید نمی گشت مل	بک ہی کرد حکایت بدل
وقت خوش و خوش منشاں باو کوش	وقت شاہ از خوشی وقت خوش
گفت ز خاصاں یکے شاہ شرق	تا رود از آب گذار چو برق
آورد و پیش کشہ ز اختص	تحت ز رواج ز پول خاص
رفتہ شتابنہ باورنگ گاہ	کرد رواں مجسمہ بفرمان شاہ
انچہ گز بر نفس شاہ کرد	در تہیہ حاضر در گاہ کرد

واپس بل ز زینش بغیر و شکوہ
 سایہ نمی کرد ببالاے کوہ
 سوداگردوں نہ شگرت سا
 رنگ شفق ز دشت و شگرت سا
 پیش خرم لبان کند
 از در آن کوہ شدہ پایچ
 در زمیں آنجا کہ سرفراختہ
 مار از ویافتہ در غاریچ
 گر بدل ناریو و جاسے مار
 زو بدل مار شدہ جاسے غار
 در دم اورا بہو آسم فتنہ
 باز فتنش سلسلہ باہر سم فتنہ
 بر شدہ بالاد و سوارش بند
 چوں دو پیادہ بہ پس پل بند
 در تہ پاکوہ زمیں ساسے او
 پایہ کوہ ہے بصفت پاکوہ او
 زان سپہ انگیز نے سمناک
 در تہ پایش سپری گشت خاک
 شاہ ز بندی کہ با پیش فتنہ
 مات شدہ صد شاہ از ان پل بند
 گر مثل پاسب بر آرد ز جاسے
 سلسلہ فریاد بر آرد ز پاسب
 کشتی غاج ست تو کوئی رواں
 گشتہ دو گوش ز دو سو باد باں
 کشتی و در معبہ ملکش گزر
 لنگر کشتی شدہ صندوق زر
 گوش کہ با چشم ہی کرد لاغ
 مروضہ بود بہ پیش چسراغ
 طرفہ کہ آن مروضہ ز آسیب باد
 ہیچ گزند ہی بحسب اغش نہاد

تخت نگویہ کہ سپہ بزمند	ہفت سر یاز شرفش بہر بزمند
بہر سرتاج رن تکیہ گاہ	تکیہ بدو کردہ سہراں سپاہ
اوج مکاں یافتہ زامکان ملک	چار طرف گرد و دراکان ملک
بازوے او دستگیر شہریار	منکلت از دستکش پالدار
پاکند عرش پیشکش فراز	گریمہ تا عرش کسند پادراز
ساختہ از چوب و گرفتہ بزر	چوب بے یافتہ پایش زمر
پیش چار و کند رے گشت	کز لب ہر شاہ شکر پائے گشت
کرد وہاں را بسکونت خدم	ثبات مطلق بہ ثبات قدم
صدہ قدم آید جم و خاقان پیش	او زود یک قدم انجائے خوش
شستہ من بجا ز میں	بر سر او شستہ شدہ زانو نشیں
پایہ اشاہ بجائے کشید	کوہم از انجائے بجائے رسید
منزلت ملک چو جا پیش و د	خوشتن از کبر بجائے نہاد
پیش شکوہی کہ ثمنشاہ است	کیست جز از بے کہ تہ پادشاہ است

صفت پیل کہ شدہ داد بقدر زندہ غریز

کہ شدہ از جنبش او کوہ چو دریا الزاں

پیل چو کسبہ کہ بود بے سکوں پادستوں زیر کبے ستوں

مانہ عجیب بلکہ مجھ جن دہنس	شاہ بنظارہ دایں چہرہ حسن
دادیہ گرہ چہیں رحسہ سراج	صفت لکنونی اراں تخت تاج
کس تعبت نیز چہاں کم شتو	پیل کے خود چہ تواند ستود
پیش کشد دل چو بینہ پیش	ہست سہ چیز آنکہ چو آرنیش
دیدہ ام ایں را تجارب دہل	بوزنہ و فلفل سخن گو و پیل
خاص بیسے کہ تو اں پیل گفت	ہست خود ایں وصف بہر پلنت
من کہ بدیدم بہ از پیش سرت	کس شتو دن کن ایں وصف سرت
گشت پذیرند و میل تمام	از پدرایں جملہ شبہ نیک نام
تاج ہاں بر سر سلطان گزشت	ہم بڑیاں تخت ہماں نصبت
بر دوشستہ کمر با کمر	تا جو راں بر سر آں تخت زر
کہ سخن اندر مرشد و گاہ راز	باز دو بخیمہ گرد کرد و باز
کار زویم جسد بر آہ پیش	کرد پدراں لب بند خویش
گر بر آید ز تو ام در خورست	لیک دوسرت و گرم در سرت
بر سرم آید ز تو دارم کسید	اولم آنست کہ پیر سپید
ہم تو نہی بر سر صاحب کلہ	دویش آن شد کہ کلہ و سیا
زو تو آمد تو من واسپار	از پدراں دو مرا یا دگار
زیر کدو چہت کہ ہم سردری	من تو ائم کہ بجای مری

ز آرمیاں حسانه گرو دزمین	رشته چو در عهده نگاه کس
وز بن دندان کندهاں کاغذ	بر کشد از تارکب بدخواه مغرور
خون عدو غور و بدنه ان تیز	در صنف کس کرد بدنه ان تیز
زبان ترشی کنده دندان ندید	خشم بر شش را که بدنه ان دید
شیر فلک راز دو در بزم شکست	گادیزم کس که سر دانه انش حبست
گنبد گردنه همدان باز داد	چون جزیش در روش آواز داد
کوش فلک نشود الا بلند	و بر بفتان بر کشد آواز بلند
ایر بلندش بقدم داد بوس	بانگ بلندش زده بارند کون
مست شده کرده جهانی خراب	خورده زخم خانه دولت شراب
کرد فراموشش خورشامی بنگ	از می شمشیر که خیش یافت بنگ
بنگ را کرد و مجلس شتافت	تا زمی مجلس شمشیر مرده یافت
کال نرسد جز بخت او بد بخت	الغرض آن پیل و همان تاج تخت
روئے کرم کرد بد بلند خویش	دید ششسته چو مینا پیش
بهر تر او داشته بودم نگاه	گفت که این افسر این پیل و نگاه
بدیه این صلح همین در غرور	تا چو مصالحی بمیان رود
تا بدو از دیده چشم غریز	نیست ما بهتر از این هیچ چیز
خاص کن اندیشه ایطیر	چو این من جسد من در پذیر

دل من کشته شد بقفس تو باد	چه توان کرد حکم بیچوں را
از دروغ غمخس روی بیرون	در گشت درون و بیرون را
تا بم لیلی بر آید انداختش	گر بر زند خون مجسوں را
گریه کردم بخت بد بختادی	لب شکر نشان میگوں را
بیش گشت ز لب تو گریه من	شده هر چند کم گشت خون را
هر دم اعمدی دم برخت	گر چه خوانده بر محل افسوں را
گفت فخر و نگیرد تاناک	خاصیت سلب گشت افسوں را

صفت صبح و کلاه سیاه و چتر سپید رفتن شب پد ر روز و شب نور افشان

صبح بر آرد و چتر سپید	بست سیاهی بسپید می آید
کالبد چرخ ز زریں بکلاه	دوخت ز روز بکلاه سیاه
کون سحر که فلک آواز گشت	و به به روز ز سحر زو گشت
یافت ضیا گنبد آینه رنگ	رفت برون آینه چین رنگ
تبع کشید خست بر عالم فردز	فکر شب کرد بهریت ز روز
ابر و سیه تاب سحر چشم داشت	کش فلک از همه بخواب داشت
چشم ز نور شد ز موبج کراند	ابرش بهر شسته شد و همه ند

از توبه این کز که کرد و دست	لیک چو تخت پدم جای تست
هم ز پدرباید و هم از پسر	تا سرم این هر دو بزرگی بسر
سے سرو دیده اشارت نمود	مرد یک چشم بزرگان شنود
خاصه شاه است که بر من گشت	آنچه دل شاه ز من چشم داشت
کاه بستر بگرم از چشم خویش	نیست دگر آرزویم نیز پیش
حاجت خود را بوفای راه نیست	تا جوآن وعده که از شاه یافت
دولت برت بگفتش که خیز	مستی دولت بسرش بود نیز
وعده دیدار بفرمانده	خاست بپا تا جو سر بلند
رجعت خود کرد بمنزل دست	فلک فلک مرتبه را پیش حبت
شاه بدولت ثروت از خانه یافت	او بشف غایه دولت شتافت
در شب دولت بدم شب تا بروز	نوش می کرد می دل فروز
رو بیدانه ایش شب تا بباد	رو بوش خور دن می کار باد
عود و دوسوز طرب ساز بزم	تبع طغر قوزمه اندازد بزم
حال منش گفت بنگار جود	این غزل بنه که توان شنود

غزل

مست کن عاشقان محزون را	مهر بکشای لعل میگو را
این ایس بود حال میمون را	نرخ نمودی و جان من بروی

هر چو یک نیزه بسا آید
ناش همه کس بس نیزه دید
تاں نتوان گفت که قرص خورشید
صیغی اگر خواس کشش در خورست

صفت چشمه خورشید بر ریای پسر که گشت پرتو او ماه سمارا تا باں

شعشع زمین کرد به بیک چشمه پاک	گلآلود گئی آب و خاک
چشمه آتش نشیند بهت کس	چشمه براں آب ندید پیش کس
چشمه که داد آب فراوان بود	آب خورشید چشمه محب آں بود
در دل دریا چو شود چشمه غرق	چشمه ز دریا نتوان کرد فرق
طرفه که آن چشمه بر ریای نور	روشن و صافی بنماید ز دور
طفل کن سال و تابش دواں	دایه او چرخ و لعل مهرباں
قرطه ز روشش که زخربافته	جبه مسکین هم از آن یافته
با همه چوں سایه شد هفتم شست	یکتن و هر جا که بخویش هست
گرچه گنج ز فداک تاثری	لیک گنج به شکاف درستی
نزش از آفاق بروں بر روی	لیک بیک خنجر و زون بر روی
عالم نوازشده روزن و روی	بلک بسوزانده سوزن در روی

شب که سفیدیش در آید بمی	هم نشدش بنگ پییدی بر سر
صبح سپیده که درین حبه سخت	حقه نگون بود سپیده برخت
زنگی شب کرده سپیده بر سر	خنده زناں شد فلک از چار سر
صبح چنان زلف تر شب بخت	کاتب چکید و نم شب نام یافت
طره شب اچو زخم یافت تر	شانه ز سر داد خبر و سر سحر
فرغ سحر شانه صفت افرش	شانه آواره شده بر سرش
یعنی اگر نفسه بیگ ز غم	تو هم ازین ازه ببر گردنم
باوصیا پرده شب برگرفت	فرغ سحر نفسه تر در گرفت
وید شب روشنی آفتاز کرد	کور ی خفاش نظسه باز کرد
خواب که در دیده دمدم نشست	شب بیدیاں کرد و زمر دم بیت
صبح بیکدم که برون زد بلاغ	کشته شد از می به صد چراغ
شمع هم از دوری شب جان نبرد	سوخته شد اول و آنگاه مرد
خلق در آید بمی زود دعا	قامت خود کرد و موزن دو تا
دانه در انداخت شب اند خراب	قرص شد آن دانه ناکرده آس
مشعل صبح که شد نور دار	ساخت یک شعله ز چنین شمع
از تفت آن شعله که در تاب شد	سیم کواکب همه سیاه شد
صبح زمزم دم که دادم گرفت	آتش خورشید به عالم گرفت

شمع و چراغ که بود شب فرو
 کشته شود اگر برون آید بروز
 الغرض آن بیک گروهی آنرا
 بخت چو پش یک آماج دار
 زان علم تا بفک فاسته
 کو کتب روز شد آراسته
 شد که تا صبح بداند صبح
 بصر برداشته خوان از فتوح
 بود خوش از خوردن آن آب نوش
 کرد زمستی نفس خواب خوش
 چون ز سرش رفت غبار کشت
 بار بار است جنگام پاشت
 فرش کشاوند بستانگن
 پیش تاوند ساطین زمان
 گشت بفرزانه که در خور شاه
 پیر سپید رو کلاه سیاه
 حاجب درگاه و زایان بار
 شد بسوی بقیه اش و پیر دار
 بنده شکر و برایشان دست
 پیر و آن پیر و کلاه سیاه
 برده فرستاده بحکم شمس
 کرد میعاد و روی سوس شاه
 شاد شد از دیدن آن سخت شاد
 بر شرف مشرق آن دو نشان مے
 داد بانه آں همه چیز
 بست و بوسید و بر سر نهاد
 خواست بے حد ز پیوند خویش
 خلعت خاص از بسیار نیز
 شاد شد از دیدن آن سخت شاد
 و به بل مکتب خراج
 خدمت بے حد ز پیوند خویش
 آمد ز آنجا خوش و شادان
 و در ساند خوش و شادان

اتھوئے پویندہ بالافزیر
 مشرق و مغرب ہمہ کرد گشت
 شاہ و ہانگیسیر بشیر تینہ
 لشکر انجسم بمجسج کبود
 لشکرش از حد شمرن برول
 ماہ ہمازے علم افراشته
 گرم شود بر ہمہ بے هیچ کس
 مینہ اگر تیز کوبہ اندرون
 گر نظر گرمی و تیزی در دست
 گرچہ کند تیزی و گرمی بے
 سینہ شام از شفتش خوں شد
 مشرقیش قبلہ خود کردہ نام
 سجدہ کنان بندہ و از اس گشت
 نوبہ صرہست مبسنی ازو
 بے رخ خورشید بود تیر و رخ
 نوبہ چشم ہمہ ازو سے پدید
 خانہ خود ساخته در کام شیر
 یک کت یک برج نیار و گزشت
 چتر پد شب ازو در گریز
 او بکشد خنجر گوی بنود
 لیک گنجیہ ہر وزن دروں
 نیستش آنگاہ نگہ داشته
 پس ز میا در رود اندر زمین
 زہرہ کوہ آب شود بکافوں
 ریختن آب خودش از دست
 تیز درو دیدنیار و کسے
 شب ہمایا کردہ بویہ و شہ
 سجدہ او جانب مغرب بشام
 شہ بہ کردہ یہ سہ گشت
 چشمہ ہمہ تیرہ بود بے ازو
 شب کہ کند چرخ فزین پُر چرخ
 کوی نقاش کہ اورا ندید

بس که پراز قبا شد دل ز تو گرنفس زخم
 خاک برویم افکنند این دل پر خبار من
 دولت روزگار من آه و فغان روز و شب
 دولت اگر چنین بود و لای روزگار من
 رنج مشو بکشتنم زانکه بر خصمت غمت
 فتنه تمام می کند محنت نیسم کار من
 لایع مکن که خستد دامن خود ز من کش
 چونکه ز دست من بشد دامن اختیار من

شب دیگر ز پی عیش ملاقات دوشاه وزیر در ادن پند وزیر پسر گوشن بران

مجلس خشم چو بیار است شب
 کشتی مه برد ثریا به لب
 خاست ز گرداب فلک موج و
 ه ز در کشتی خود کرد پر
 شاه جهان باز بآمین دوش
 کرد فلک ز فرقه نای و شش
 تخت خود را پیش و نشیند و
 پای شرف بر سر تاجینه و است
 از منط مجلس و می بچسب بود
 بیشتر آهسته شد ز آنچه بود
 شت صراحی بدوز انوبه پیش
 و خمر ز شاه بزانوس خورش
 آینه می چو بزانوس و
 بر سر زانوش و آینه زاد
 آتش مه گر چه جهاں بر فروخت
 پنیه قزابه ز آتش نسوت
 گر چه پایله نفی آرمید
 خاست چو قم قم صراحی شنید
 جام زمانه ز پشتن شافت
 هم ز دم تهنه هستن نیافت

پیش جہاں دار شد و دیر بود
 جملہ گنجینہ حنا زن سپرد
 عذر زبانیست کہ در گوش بود
 نوازا بگوش شہ آفاق زدود
 شد ز خوشی رفت چو گلزار کرد
 عزم می و بزم بگنزار کرد
 بزم نشین ساغر زرمی کشید
 ہر وہ دینار بسر می کشید
 بر سر ہر مست زربے کراں
 مست شد ہر جہد و سر گراں
 مجلس شہ را ہمہ مجلس نشین
 مست چنان بود و گراں چہرین
 شاہ گراں سرزمی خوش اثر
 با و مبادا شش گراںی بسر
 دست بیک ز فتنہ مطرب بود
 عود گراں سر ہنوت سرود
 مجلس او زمین غم گشت مست
 مست گراں سر شد ہر کس گشت

غزل

آفت زہد و توبہ شد ترک شرب خاں
 یاد ہجرت و دوام ریخ خوار و سرست
 بود قرار وصل کے گرد و ایں دست دولتی
 جہ بجا و دست لبش نشکند ایں خمار من
 ای چو تویئے نخواستہ پہلوے من و نشین
 در ز قرار بگذرنے من و نے قرار من
 رنجت اگر بے کنی ساقی خون خود شوم
 تا بنشیند از درون آتش انتظار من
 بے تو دچشم چرشد خاک دیر تو سر مدام
 مطرب را یگانہ تو نالہ زید و زار من
 چوں تو سوار بگذری دیدہ گزشت کم
 سر مرگراز تو نالہ دم خاک بر چہار من
 خواہ قبول خواہ رد نیست خنہیں نثار من

گاه پسر در پدر خویش دید	مهر خود از حسرت آبشش دید
گاه پدر تنگ برادر گرفت	افسرش از گریه جوهر گرفت
گاه پسر دست پدر بوسه داد	خاتمِ حجم را بکعبِ حجم نهاد
گاه پدر پیش پسر داشت مر	گفت که خوش باد حیات بود
گاه پسر پیش پدر بد جام	گفت که باد آب حیات به کام
گاه پدر گفت بدر دُ فراق	کز تو بگو نه شوم ای دید و طاق
گاه پسر گفت دلم چون بود	کز نظم نقش تو بیرون بود
گاه پدر خواست که از وقت خوش	دید و کسند پیش پسر پیش
گاه پسر از ذوق چنان گشت مست	کش زمین بخت پیاله زد مست
زیر مژگان هر دو سخن میگفت	آرزوی دل به بن میگفت
چون سخن رفت بنی داو	دور درآمد به نصیحت گری
چون پران می بد بلند کرد	پند پدر در هر نفس زند کرد
و از نخستش به عاصی پناه	کایزدت از عاونه دار و نگاه
رخیت بس آنگاه به تمام	وار می تمش به نصیحت به کام
کاس پسر از ملک جوانی مناز	نانه بد و کن که ندارد نیاز
کار تمامی چو از دست به کام	کار بخش خودی او کن تمام
گر چه یاست ز تو شد دستیاب	دست ضعیفاں بیاست متاب

گرددش ساقی ز سر آنا رست	چنب بر انگند و سر افزا رست
بانگ مزامیه بنه پرده بست	بخت و نیزه برده هم بست
چون نفس چند ز می تازه گشت	گوش ز آوازه پراوازه گشت
باز نمود خسته فرخ جمال	خاست همه قرعه اول بنال
بوی ز دریا کرم شد باوج	کشتی اقبال در آمد بوج
تا جو بر شرق شرف باز داد	تارک خود در محال باز داد
در کف دولت و خون خدای	آه و آورد و ثقت بجای
باد و نوش لبغا خواست کرد	و عده دوش لبغا خواست کرد
هر دو شسته چو خوشید	و خطا شانش سپید و سیاه
چام زبردست و سلطان نشست	تا دوزبردست شدنش زیر دست
گر چه که بد فرصت می پیش ازان	فرصت دیدارند پیش ازان
باد و بخورند مگر بر قیاس	تا نزد عقل فراست شناس
کان نه که عشرت می خوا بود	باک که دیدن دیدار بود
هر نفس کان به دست گزشت	لذت صحبت بخت گزشت
هر سه تنگن که می شده بکام	دید و می بخت گوی بکام
گر چه لب آلوده شد ز شراب	گریه شانش گشت هاس از گلاب
مگر چه ز دید بزدل پسر	پرد و شدش گریه به پیش نظر

گفت کس نیز بھی دار پاس	گردانت بہت فرہست شناس
باش بدینی بوثیق درست	راہ گویش کے از سخت
خصت تدبیر شناساں پوسے	باشد از سوسے مہمت روے
تیغ نشاید کہ کشتی از بسام	گر شودت خصم بتدبیر رام
خویشنت خردوب یہ شمر د	حق چو ترا جابے بزرگاں سپرد
دیہہ ویریں افز میں سادکیت	درنگیے دید کہ ایں جاو کیت
پایہ نگہدار شومست خواب	چوں تو ویریں پایہ شدی دستیا
گر بہ ازاں نیت ہاں کن کہ است	کار جہاں جملہ پنپاں کن کہ است
بیش و کم اندھے نہ کنی و نہ پیش	جدو چو ترا د کم و بیش خویش
کم کن ازاں کہ نہ قرمان بود	بیش کن آسنا کہ زیر دواں بود
تا بودت ملک عمارت پذیر	چشم رعایت زر عیت گیر
سایہ نشیں را بود از دے ہزار	شلیخ و سنخے کہ بود سایہ دار
سایہ فشاں باش بریں مشب غا	چوں تو شدی سایہ یزدان پاک
مرتبہ مرتبہ خواہاں بود	عدل کہ سر پستیاں ہاں بود
سود بہت آرد کہ مرہایہ بہت	چوں تو ویریں مرتبہ دار نشینست
بیش کن ایں مایہ زمان تا زماں	عدل بود مایہ امن و اماں
از پر موریت پیر سہند پند	ملک سلیمان چو گرفتی فراز

خشم بہ جرم میا ورکس	ز آتش سوزند و تہمدا رخس
چوں بگنہ معترف آید کے	غفلت کو تر زیست بے
وانکہ بشیر زیست منزلت	ہم بتاں توں عذر خواست
در حق آن کشیر خود داشتے	ویر خصومت شود و داشتے
وانکہ منزلت او اخصومت بود	حکم تو برے بحکومت بود
ہر کہ زند در رہ اخلاص گام	کار برد کن بعنایت تمام
وانکہ بر آرد بخلافت سرے	سرزنش پیش کہ گیر دیرے
خورد میں دشمن بد زہر را	آب دہ اندر ہرہ او دہرہ را
دشمن خود خورد بنیاد شمر د	در تہ دہاں چہ کند سنگ خود
گرچہ جہاں جملہ برا خواست	ہم بکن آن غار کہ در را پوست
ہر کہ بود نقش دلی در سرش	سر کہ یکے شد دو کن از خجروش
دشمن اگر دوست نماید بہت	فرق کن از دشمن خود تا بہت
جاسے وہ دشمن کیں تو زرا	گوش کن گفت پد آموز را
رہے بیکبار بتاب از دور د	گو بوداں قبیلہ کہ مینی دوسوے
خاص کن آنرا کہ خرد بہت پیش	راہ مدہ بے خرداں اپیش
محرم سہر سب از خرد پیش را	مصلحت آموز کن اندیش را

هر چه کنی باز نشانت دهند
 بر سر هر کس که ترا دوست هست
 نیت خیرت اگر امر و زحمت
 در عمل نسیب تو قف مکن
 چون تو نه محتاج کسی در نعم
 کم مکن اسباب پیش آور بجای
 یافتی از گشت ازل خوشه
 دولت خود مین و شونا سپاس
 نعمت تو گر چه ندارد و شای
 گنج خرد خاص تو گشت از صفات
 گر چه بهای داری و شایست
 باش در پس پرده با فکندگی
 بنده شود و بخت اندیش باش
 ترس نه و نه جهاں کن بدل
 کا چنان کن که بنگاه کار
 کم کن از آن تر پریش نیت
 گر چه ز بیم تو کس از کن مکن
 هر چه دوی باز بهمانت دهند
 دست کش از سر هر زیر دست
 و عهد بفر و بگویند کس خطاست
 چون مکنی هیچ آشفته کن
 در حق محتاج می کن کرم
 بیش دوی بیش رسانده ای
 راست کن از بهر ابد تو شنه
 شکری کن بر کرم بے قیاس
 شکری کنی بیش کند کردگار
 و اطلب از غیب کلید سحابت
 سخن خدا مین و شو خود پرست
 سرکش از داور بندگان
 معترف بندگی خویش باش
 تا زنده او زنده مانی بخل
 از در یزداں نشوی شرمش
 کا در و انجم پیشانیست
 با تو نیسار د که بگوید سخن

وادگر می کن که ز تیر دور
 بس در دولت که توانی کشاد
 هر چه رسد بر تو ز کار کسان
 از مهر انصاف با خر و سال
 سایه عظمت تو منظم بخش
 غصه مظلوم ز ظلم بخش
 تا بر زمان تو که بادا بس
 نشو و آوازی قتلتم کس
 غصه مظلوم ز ظلم بخش
 ملک چو از نام تو شد برده مند
 دولت دنیا چو مسلم تربست
 دولت جاوید نه بر دست کس
 جانم بپوش که آن هم حراست
 هر نفس از عمر غنیمت شمار
 نام نکود دولت جاوید بس
 یاد کن از ملک و سان دیار
 آخر شان خاک بخت را کشید
 کاهل شان پس رخ بیا کشید
 تمام جمشید و فرید و بنوا
 تخته خنک امید و بنوا
 نیک و بد از دفرایشان بجو
 نیک بخاطر کن و بد را بشو
 فعل نکو چیست ز بد خواستن
 نقش کن از از راستی آراستن
 پیشه گوئی کن و از بد تبرس
 از بد کس نه ز بد خود تبرس
 چشم به نیکی نه وایس پیشه کن
 تاز سد چشم به اندیشه کن
 در همه تدبیر نکو کار باش
 از بد و از نیک خبر دار باش
 به کنی اول بهر دست کش
 و آخر از آن سر به دست کش
 خود ز نکافت و جزا هر زایل
 هر چه کنی با نیک بی جا

آن کرم از می شمرند این بدست	گرچه که در می کرم چیده است
هر چه دامت چه باشد حرام	بدو طالت نبود چون دام
از همه وزشت و پندیده و تر	پیش تنقویت پندیده و فر
هر چه ز سلطان نمرند آن کنند	چون همه کس خدمت سلطان کنند
ره بضدالت برد اسلیم را	عشرت و ایم شد استیم را
مانند در کن شریعت خراب	کوشش پوشیده کن اند شرب
دو لب زانو از پند خویش	شاه برین گونه بخزند خویش
کن مکنی را بنحزجت و حب	کرد زمانی بچنین گفت و گوئی
دانه اشکش بفره خوشه بود	مادل شب نزد جگر گوشه بود
دامن ازین خوشه پراز دانه کرد	نیم شبان غم سوسه خانه کرد
آیم وین شرط بیارم بجای	گفت که فردا بولع است رای
رفت بدولت بگه از انکواب	کرد رواں کشتی دولت ثناب
فرخ و فیروز برآمد به تخت	شاه چو زان دولت فیروز تخت
قمقه در حلق صحرای چمنه	گریه قزاق به بیابانگ بلند
خاک شد از جبره مغیر باط	آب رواں کرد بچوئے تشا
دعده فرداش قیامت نمود	بزم شیش گرچه که فردوس بود
باده بمی خورد دنی کرد کار	بسکه بیش از غم دوری خمار

یک ترنیز به کار بست	آینه روشن فکرت بست
هر چه حضور شودت در نیل	نیک بکن به کن اینک حال
خود نعت در رفتت که سخت	فصل زحق جو غایت نعت
چون بوغابسه کنی در جاد	باش گراں تنیش و دیر است
گر بودت در دال مشک کشته	مشک از ملک طلب کن بر
و به ل از راه بود مشک	خواه کلیه از دال صاحب
باز صلب صحبت مردان پاک	صحبت آلوده را کن بچاک
مست شو چون آب آری شرب	در چه شوی مست مشرب خراب
بوش بران نه کرشمه بوشیر	تات بغضت نزد روزگار
خفاقت شاه است زبایان همه	خوب شبانت بد است همه
شاه بود زپنه پاس حبال	خواب نشاید که کند پاسبان
می بخوراه نه زانده ان بیش	تا نشوے بے خبر از کار پیش
کم خور از نسا که شوی مست از	نماشده از دست کیش مست از
کار جهان جلد ترا کردنیست	خود غم این کار تر خوردنیست
پس تو نفعی باده کا فوربے	پس غم گیتی که خوردن بگوے
مست که از خود خبرش کم بود	کز خبرش از همه عالم بود
گرچه کیتت بخوشی رهبرست	هر چه غنا باز کشتی خوشترست

وہاں شکوہش نگینیں نہ دھرتی لیا ایتھہ و آموزد نغس فراہ اگر کنوں بود

دو داء دو گرامی کہ پیر را در شک مردم دیدہ ہمیرفت ز چشم گریاں

شب بود داء مہر و ستارہ کرد	جسم مہر تباہ کرد
کرد کنارہ شفق از خون خویش	چشمہ نور شید شد از دیدہ پیش
قلب و سلطان زہر و سوکھ کرد	بستہ دل رئے دو آب از دگر کرد
کو کہ شرف سحر شرف یافت	لشکر مغرب سحر مغرب یافت
مرد و مشرق بود داء پسر	گریہ کنان کرد ز دریا گزر
دیں طاف اقبال مغزی پیش	گشت شتاب ہر بیعا و خویش
فام شد از بہر داء دوشاد	چو ترہ بایستہ آرام گاہ
ہر دو داء راں بقعہ مینا شد	چو اں مہر و خورشید یکجا شدند
محرم خلوت شد ہر دو ہم	ز حمت خیرے زمیاں گشت کم
خلوت اتناں گوئے کہ محرم بود	ہیکس از خلوتیاں ہم بود
آنچہ ہر از محبت ملک راز	یک بہر گرد و نمودند باز
کاس چمن از خار تہی کردنی است	واں گل زنجیں بخت آوردنی است
وہ حق ایں شو بکرم رہ نموں	واں دگر سے را بزیمیں ریزخوں

گرچه خوشی در دل شب پیشه کرد
ایک ز فردا بیل اندیشه کرد
تمخ تو آن شربت دوری چشید
در دجسای که توانا کشید
دشمن باشد فلک از مغز زبوت
ز آنکه یک سبب بخوابد و دوست
الغرض از من چه سرش گزشت
ز آنچه دلش بر قدس ز گزشت
رفت ز مجلس لبوس خوابگاه
شد تی از باد بکشتان نم شاه
جنت به بیداری بخت جوان
دولت بیدار شدش پاسبان
تو بگوش باد ببالاے تخت
یهیچکے خفته مبادش سخت
مطرب خوش نغمه باد از نغمز
زین غزلش داد طراوت مغز

غزل

آرام جانم میرود و جان اصبوی چوں بود
آگش شناسد حال من کو چو من در خون بود
بر بست چوں جزا کمر آورد در جزا کمر
یعنی که این غزم سفر در طالع میوں بود
گویند حال دل من گزیند گزیند عیاں
این کسی گفتن توں که از دل بیرون بود
برنجم مبادا بر تنی چوں من مبادا دشمنی
من غم و چوں منے کا ندوہ دوری چوں
زین اگر چشم گزیند پر گشت حبیب دامن
چوں ایسا شدم که نذر دگر مکنوں بود
بند غلط جویم به زین تار منے در غم
خود عاشقان ابرو منے سوئے گوناگون
مانے که زین نام گزوکے در غم افسوں بود
یہی دمنے شکوہ آنکس که دیدہ موہو
واند کہ ز بخیر از پیر و در گردن بختوں بود

اے ز تو در دیہ کا تاریک نور
 مریے کن مٹوا ز دیدہ دور
 جان بازی می بجدہ الی مکوش
 چند بود جان سزیم بکوش
 جبر مغرہ کہ صبوریم نیست
 دوزر تو طاقت دویم نیست
 گرچہ ترا ہم کشتے در دل است
 آنچه کہ من میکشتم آن مشکل است
 خویش تو مورتو نہ خویش من
 مہتے بر من بے خویشتن
 با تو اماری بخود گر با خودم
 بے خودیم ہیں دبیر با خودم
 بر سر راہی و منم خاک راہ
 برگزیدہ بچو صب برگاہ
 چند کنی از پے رفتن شباب
 یکدم از سوتنگاں روتاب
 با تو اگر ہم بزمیم مشکل است
 اشک منت ہم دہدہ منزلت
 بہر نشا بہ تو سر شکم زور
 آستین و دامن من کرد پُر
 گر تو بگویی بہرست ریزش
 با گسرتج در آمیزش
 تا چو بہ امان تو رفتہ ز سر
 یاد بہ از آب دو چشم پر
 خامہ من زیر پس و تحریر درد
 واشک دال یکبیا یاں نورد
 حال من از نامہ فرد خواں چو آب
 باز نویس از بتوانی جواب
 گرچہ تو خوردی و فراموش کار
 مات فراموش نشوم ہوش دار
 و رہ نیارنی بہ لم سال و ماہ
 جان تو کرد دل نشوی بہ پگاہ
 جان آرد ماہ

دو مینہ از فداں راز پیش فاس کمین آن دگرے از بخش
 ہر چہ کہ ایں گفت بد از بخش بجائے یہ گفتہ اور اگر بخش
 سروریشتری چو از یسارسل و گوش جگر گوشہ خود کرد پر
 آن ہمہ گفت رہ پر کیفیاد دل نتوان گفت کہ در جہان ناد
 از پس ایں ہر دو سپا فاختہ عذر بہ و نیک ہی خواستند
 خستہ پر از دل پر خون و ریش دست و آرد بہل بنہ بخش
 نالہ بر آرد و کسے جان من جان نہ از اں دگرے زان من
 بے تو زیم گر چہ کہ در خون زیم لیک چو جان میر و دم چونیم
 یوں بخصمت جگر م خون شود حال دلم یوں توشہی چوں شود
 دیدہ بہانہ چو زورے تو دور سچے کہہ منیم کہ بہانہ صبور
 چوں قشہی دل ز کہ جوید ترا دیں کہہ گویم کہہ گوید ترا
 سوختہ زیں غم دل بے حاکم وہ کہہ سو زد دل تو بردم
 بجز تو آمد کہ ز خویشم برد کیست کہ زیں واقعہ بازم خود
 بے خبرم بہر تو شب و بروز گر خبرت بہت چنیم مسوز
 غم بہ کین ست کہ ناکم کند ترسم از اندیشہ پاکم کند
 سوختہ شد جان غم انداختہ تا چہ شود حال من سوختہ
 کاش نبوے دوسرہ ز وصل تا نشدی دیدہ اسیر خیال

۱. قبت الامر در آن تفتق
 هر دوی از خون شده غائب
 رفت پد پیای پستی نهاد
 گریه کنان با دل بریان خویش
 شنه شد زریں سوپس در دهن
 گریه همی کرد ز مانع دراز
 راند همی از قره سیاه خویش
 دید چو خالی محل از شاه خویش
 رفته ز شرق اختر عالم فروز
 رفت بر شکر در بخاک است
 خلوتیان هر همه گشتند دور
 جامه بفریاد و فغان می درید
 گشت دل تنگ ز غم شاخ شاخ
 کرد چو ابنو هی غم در همش
 ساقی از آن باده که با خویش داشت
 شاه از آن کو که بلب در کشید
 چوں که ندیدند گزیر از فراق
 یک ذکر بخشش گرفتند تنگ
 دیده روان از قره طوفان کشاد
 کشتی خود را ز بلوفان خویش
 آه بر آورد بلب بلند
 سوسه پر دشت چشم نیاز
 تاز نظر کشتی شنه شد بروی
 بخشش روان کرد به بجا خویش
 تاقت سوسه غم که غیر وز
 و آمد و شد راز میاں را دست
 جز دوسه از خاصگیان حضور
 جامه را کن تو که جان می درید
 تنگلی در دل تنگش فراخ
 خواست شراب که بشوید غمش
 پیشتر کشد قدم پیش دشت
 جرعه آن راز قره بر کشید

گشت روان چشم من نستونے
 دل نہ بہا کر بے نہ بجائے
 آہ کہ صبر از دل و تن میسر
 خون من از دیدہ یمن میسر
 تشنہ اگر نیست پس ہم بخون
 چوں کشت آخر جگر را بر دون
 باغ و از فیساں شبنم سے نود
 روز بخت پیش چو شے سے نود
 دیدہ پر خون و دل نا صبور
 چشم سے شد ز جگر گوشہ دور
 چوں شب و نگر ز غایت گزشت
 گر یہ وزاری نہ نہایت گزشت
 یک نفسے زان منظر از ہوش رفت
 کس سر فرزند ز آغوش رفت
 و ان خاف پاک ہم از درد دل
 خاک و زگریہ عجبی کرد گل
 بستہ دل دیاں بوفاسے پر
 دیدہ بھی سو دو پائے پر
 وز مرہ در پای شہر جہنم
 ریختنایے گھر سے قلند
 اشک نشاناں بدل دردناک
 مرد مکی دیدہ فدا دجنگ ک
 سر حوازیں سے خبر ہے برگرفت
 باز آغوش خود کش کرد جا
 دوزخ و از خاک با نسر گرفت
 ہر دو بجاں شیفہ یکدگر
 گاہ سر شش بوسہ زدو گاہ پاس
 سونے ہم کردہ چمنیں پر
 دوختہ بودند نظر بانظر
 ہیچ گشتند ز دیدہ اریہ
 نقشِ دلچسپہ بجاں میماند
 یک نہ زہ زباں می گشت

ابر سرد و ببالا کشید	بہر صفت خویش بکھکشید
آب زور بخت بکار نہیں	ز و صفت نشست غبار میں
سیل غماں ہیں کہ بہ تندی گزشت	باو بہ زنجیر کما ہنس نہ دشت
چوں دہل رعد شد از آب غرق	گرم شد از آتش سوزان برق
گرم چنان شد کہ چو آواز داد	خلفہ در گنبد کرد وں فدا د
توس قزح گشت کمان دار کوز	از د و ظرف بہر پی و سرخ توڑ
تاب کشید آتش بر قش چنان	کش غم عدا بہر نہ دار دزیاں
جوی کہ شد مست خوش و آبدار	آب گرفتش لب سبز کنار
صفوت آب از قیودانی محال	زیر زمیں ابر نمود از خیال
تندی سیلاب ببالاے کوہ	از شغب آورد زمین راستوہ
ماند ہمہ وقت خطا سبزہ تر	از کف خورشید نہاں شد اثر
ہر دمنے یک گل و صد آبجو	ہر چنے صد گل و صد آبرو
برق بہر شمشیر در آورد تاب	گشت نہرہ پوش سواران آب
برق بہر سحرے تابے در گد	دشت بہر جوی بر آبے در گد
پردہ نش گشت فلک سوسو	با ہمہ زالی شد پوشیدہ و
جوے کہ شد بر بہنہ تیشش	جامہ عوکی شدہ پیرائش

لے تو زرتے ست کہ ہر چیز آب و کمان چنید ہر گت سرخ بانندہ لے جامہ عوکی کا کہ بر آب بانندہ

گفت بطرب کے دمے بے درنگ ساز کند صحتِ جدائی بچک
 شست معنی و براہِ عراق کردوانِ فرما سے فراق
 دست زبانش چو در آمد بکا زین غزل از دست بشد شہریار

غزل

سختِ شوارست تنہا ماندن از دل از خوش
 لطف کن لے دوست از شمشیرِ جگر کش
 مردہ راحتِ مردنِ میتِ بہت از بہر کہ
 بہر کہ رفتے ناو کے خوردست و دانکہ پست
 کیست کز بیاری غم اندکی باز مِ خرد
 از بادِ یوارِ ہم گفتن نمی آرم از انکہ
 گفتہ کہ کہ کہ خواہم کرد کارت را بہر
 نا امیدم ترک گیریم دمے لے دوستا
 خرد واپسے من شیش ساعتے دل دہ مرا
 ماکہ گویم حال تنہا ماندنِ شوارِ خوش
 من کہ و حتم چنکہ پروردہ و ز نہارِ خوش
 باز سے گیرند زو ہم محبتاں دیدارِ خوش
 درد و مجر سے کہ نالہ از دل انگارِ خوش
 کا ناک اندک می بسوزم از غمِ بسیارِ خوش
 کو شہامی بنیم از ہر سو پس دیوارِ خوش
 کا بہن کردی و کردی عاقبت از کارِ خوش
 تا چو نو میداں بگیریم بر غمِ تمب از خوش
 زانکہ دل می افتد از گریہ لے از خوش

صفتِ موسمِ بارانِ برہ رفتنِ شاہ

جانبِ شہر شدنِ از لبِ کھکھ بکراں

کرد چورہ و سرخانِ آفتاب چشمہ خورشیدِ فروشد بآب

سینہ گنجشک ز شام رخ نو
 پر شدہ از آب حلف جو بجو
 خاک یکے بقیہ طوطی شمار
 ہیضہ یکے بچہ او صد ہزار
 بنرہ نورستہ تو کوئی مگر
 بچہ طوطی ست کہ شد سیخ پر
 بنرہ بصرہ شدہ چون نو خطا
 ملک جہاں گشتہ بکام بکام
 تزلزلہ زماں بر سر کلتر غ سنگ
 غوطہ مرغابی رخا بجوے
 با سر کل خوش بود از سنگ جنگ
 نول حوصل شدہ مقراض پر
 از سر طوفان شدہ پایاب جوے
 جنگ سرخاب نہ حکم خدا
 جامہ او نقرہ و مقران زر
 جرمہ کہ طاؤس ز باران بخورد
 روز یکجا و شب از ہم جدا
 یافتہ دزاج خوشی در ہوا
 سرخ شدہ آب سرخاب گماں
 مرغ بے ساختہ در آب جا
 لرزہ کنان آب نرمی چو خر
 شستہ بخوں ناخن قضا بگماں
 بر سر آن نقرہ شدہ نقرہ پاک
 سرخاب کز پاشش بپا کردہ کز
 سرخ شدہ قمری جامہ پید
 میوہ یں فصل رسیدہ بشاخ
 گرد چین طعمہ مرغان فراخ
 خوشہ انگور ہاں چا بکی
 آبلہ بر پاشدہ از نازکی

چشمه ز جبه آب روان یافته	خاک ز بے آبی ایاں یافته
آب شده از دور و حلقه ساز	قطره در آورد ز بیاں را فراز
باد کره بر زده بر سیم آب	چوں زمین از آب شده سیم ناب
هم تواضع به نشیمن میل	جبه رسیده به بلندی زریل
دور ^{بسیار} خسروانی بکراں آمد	زود دستی به قفاں آمد
مخکراں را شده خانه خراب	ماده بهر شهر طارت در آب
طشت نگون آب نه گیر و قرار	چرخ نگون طشت شده میل بار
آب کش مجلس مستان شده	ابر بخواه گلستان شده
ابر سیه را بهوا خواسته	بلخ که از سبز شده آراسته
هر عمده دور بار و در آورد و بار	برگ درختان تر از شاخسار
برق شده بر سر اوتیخ کوه	ابر شده کوو بلند از شکوه
چپه نماده به دانش سحاب	پر شده قزاق به چرخ از گلاب
آب کشان کرد گیر و آب خویش	حوض دور که شدش آب پیش
گاو زمین جفت بے نیست	جنت زمین را همه بچگفت
تکیه شان بر کرم بستگیر	بزرگراں در گل لغزان اسیر
سوزن او آبله روشن کیشد	دانه که سرتیز چو سوزن کیشد
کتاب گزشت از سر و نگاه است	شالی سر سبز ندانم که میت

گرچہ کہ بود آب و آں تاشکم
 پاسے ستور آں بہ زمیں رشتہ
 بود بہر جا کہ نزول سپاہ
 خیمہ لشکر ہمہ بر روی آب
 ہمہ یک فتح در آں راہ دور
 خان جہاں حاتم مجلس نواز
 از کف جود و کرم حق شناس
 من کہ ہمہ چاکر او پیش از آں
 باز چنان بخشش چاکر فریب
 در او دہم برد لطف چنان
 غربت از اسانش چاتم گشت
 در او دواز بخشش او تا دوسال
 من پئے شرم خداوند خویش
 ماہر من سپہ رزن سہم سنج
 روز و شب از دوری من بقرأ
 در غم و زاری زہدا ماند ہم
 گرچہ دلم ہم ز غمش بود ریش

اسپ نکرد آتش خود پہنچ کم
 کاو زمیں را سہم شاں سر شدہ
 تنگی جو بود فرسخی گاہ
 راست چو دریا کہ بر آرد جاب
 سادیہ قشاں شد بجد کفتور
 گشت با قلع او دہ سرفراز
 کرد فرہم سپہ بے قیاس
 کرد کرم زانچہ کہ ہمہ پیش از آں
 بندہ شدم لازمہ آں رکیب
 کیست کہ از لطف تباد عنان
 کم وطن ہل فراموش گشت
 پہنچ غم و نالہ نبود از منال
 رفتہ ز جلع خود و پیوند خویش
 ماندہ بدہلی ز فرہم سہم سنج
 سوختہ داغ من خام کار
 نامہ نویساں نہ پے خواند ہم
 چند گے راہ نہ ادم بخویش

گر دشته جمله طاوت درو	دانه او کرد طاوت درو
خنده می کرد بر پرده ناز	خسته شده سینه خرم از ناز
برک از گشته بیتان فران	موزیک برک پوشیده شاخ
صلح می کرد بشتا لوست	گرچه که با خور پزه زد پهلوس
نغمه ترین میوه هندوستان	نغمه خوش نغمه کن بوستان
خنده و شنی شسته بر آب حیات	طاف که بمشیره او شد نبات
پخته شود خور و نش آنکه بود	میوه سباز از زمی دو بود
تمامه بنجام سزاوار خور	میوه نغمه هم از آغاز بر
مایه متان ز براسه شراب	سایه او بر درم ز آفتاب
یافته از میوه زمیں مایه	آب و او گشته بهر سایه
گشته نبات زمیں از شیره تر	نغمه پخته بچکید ز بر
زیر درختان شده متان باغ	گاه تماشا جوام باغ
وزند و ابر جها غرق آب	وقت چنین میوه پروگر تاب
ابرش خود را ندید از بادل	ابر در افشان شد دریا نول
و آمده لشکر همه از آب تنگ	آب فرسخ همه را تا به گنگ
سیل ز حبیبین آن در بخش	لشکر بنوه چو دریا بخش
هم ز هوا سوخته می شد شتر	بود مرا سر زمیں از آب پر

پرده زلف شفت بر گرفت اشک نشان بزم در گرفت
 داد سکوته دل آشفته را کرد و فغان پذیرفته را
 بعد دو روزی که رسیدم ز راه ز آمدنم زود خبر شد به
 طبعی آمد بشتا بندگی در داد نویدم بصفت بندگی
 خاتم و برگ شدن ساختم محمدتے تال بپرد اختم
 رفتم و رخساره نهادم بخاک تن ادب آموزد دل اندیشه خاک
 نقش طرازیه کشادم ز بند کردش نشان و بیابانک بند
 شد که در چیدمان دیده تر مهر بچید از زندان دگر
 داد با حسن رست بر درم جاکلی خاص دو بدو درم
 یافتم اندر محصل اختصاص مرتبه در ملک نمایان خاص
 چون دلم از فیض و کرم شاد گرد خانه فخرم بزر آباد گرد
 گفت که ای ختم سخن پرور ریزه خور و خواجه تو دیگر
 از دل پاکست که هنر پرورست بخت ما اطلبی و در سرست
 که تو درین فن کنی اندیشه پست دزد تو شود غاشته من درست
 خودسته چندان رسانم ز گنج کز پنهان تو پیش نبری پنج
 من که عطاسی شمع این قرا سجد کن پیش دیدم چو با

چوں گشت سینه ز غایت گزشت
 باغش از نهایت گزشت
 حال خود و نامه آید و ابر
 باز نمودم بخند از نگار
 او خود از آنجا که بزرگیش بود
 خردی من دید بزرگی نمود
 داد اجازت بر ضای تمام
 تا نهم اندر ره مقصود کام
 خج زخم زان کف دریا اثر
 گرم رواں کرد و کشتی زر
 تاز چنان بخشش منظر پناه
 شوق کشاں کرد گریبان من
 گریه زده دست بدامن من
 حال خون گرد غم مادرم
 زاده همیس بود براه اندرم
 قطع کناں راه چو پیکان تیز
 بلک چو تیر آمده اندر گریز
 یک مہ کامل به کشیدم غناں
 راه چنیں بود و کشتش آن خیاں
 همچو مہ عید خوش و شاد بهر
 در مہ ذی القدر رسیدم بشهر
 نند زناں همچو گل بوستاں
 چشم کشادم بر رخ دوستاں
 یا نتم از لذت دیدار کام
 وز نو مقصود شدم سیر جام
 مرغ خزاں دیده به بستاں رسید
 نقشه بر چشمه حسیواں رسید
 مرده دل ز حال پریشان خویش
 زنده شد از دیدن خویشان خویش
 دیده نهادم بهزاراں نیاز
 بر قدم مادر آزر ^{مهر امان} کام
 مادر من خسته تیسار من ق
 چوں نظر افکند به دیدار من

از دست بامبه شرمندگی	آدم اندر وطن بندگی
نخم شده از بار کرم کردم	فرض شده خدمت شه کردم
کوشه گرفتم در قی دل بست	عقل سراسیمه و اندیشه مست
رست نهال کردم از ابله نشستن	نه غلط ملک خود از جن دانستن
آب معانی زدم زاده زود	دشمن طبعم بستم داد و دود
چون بتوکل شدم اندیشه سنج	سینه خاکیم بروی داد گنج
خامد بیار هست سخن را جمال	پرده بر انداخت عروس نیال
حمله خط را از سر پرده یافت	واں ز زبان قلم در شکافت
من زده بر عرش ز فکر ت علم	محرّم مکرّم شده لوح و قلم
خواست مدد خاطر اندیشه را که	زین سه هنر سنج و معانی فرا که

سخن از وصف قلم آنکه بلوح محفوظ

هست اول صفّش ما خلق الله بخوال

سوی قلم دست کشید نخست	کاویل از شد خط بستی دست
را ندخت ازید قدرت بر او	کرده رقم بر ورق کاف و لو
سلسله خطیان شده در باب ظم	دکشته سر بر خط و باب ظم

گفتش ای تاجور جم بناب
 بخت نیا و چو تو شاہ بنوب
 منکہ بوم دای محنت طراز
 تا چو توئی را بمن آید نیاز
 چوں تو دہی حاجت ہر منطے
 حاجت تو پست بچوں من کے
 باغ نہ ز گل طلبہ رنگ بوسے
 ابر نہ از قطر بود آب جوے
 شد کہ جاں بندہ فرمان دست
 کہ مثل جاں طلبہ زان دست
 حاکم از طبع کز و فکر دست
 نیست مگر پارسی ناد دست
 گر غرض شاہ بر آید ہاں
 دولت من بوسے نماید ہاں
 بندہ چو نمود بشاہ ز من
 عذرتی مانگی خوشتر
 شاہ زباں را بہ سخن بر کشاد
 قفل ز گنجینہ گو ہر کشاد
 گفت چناں باید مے سحر سنج
 جسم سخن را بہنر جاں دہی
 نظم کنی جسمد سحر زباں
 جہیم سخن را بہنر جاں دہی
 تا اگر مہجور آرد ز پاسے
 نظم کنی جسمد سحر زباں
 ایں سخنم گفت و گنجور جو د
 تا اگر مہجور آرد ز پاسے
 برد مرا خانہ دولت چو باد
 ایں سخنم گفت و گنجور جو د
 من شدہ مخصوص بچو جنین
 برد مرا خانہ دولت چو باد
 نے قلم را از ہنر بہرہ
 من شدہ مخصوص بچو جنین
 نے قلم را از ہنر بہرہ

در پیش نیت بجای که خواست
 خفته نیز دیگر از دست رست
 در بصر برآمده چون مرغ باغ
 نغمه بلبل زده از نوبل زارغ
 قیصر چکان گشته ز منتظار او
 تا همه قاری شده از قار او
 خوانده و رایتیر سپهر از صوب
 نام قلم تیره خطی خطاب
 و در دم این خامه ^{فقط} بپوشد خام
 مجمره سوخته دل را بکام

صفت مجمره کو که چه سیه دارد دل

آل سیاهی دلش مایه علم است بی

سوخته دود و فراموش قلم
 و آب سیات غلامش هم
 مبطخ سودا و درون مجمره دوش
 روزش از سحر درون و دوش
 هم در قی از روزین او برود و
 هم بکلم از مایه او کرده سود
 زاده هم دوده او هر زان
 هر خفتش بر سر خود و دمان
 دیک خوش نچین سود و زیان
 خامه چو کنگیر میتا بران
 خانه روین و ز چوبش ستون
 گشته بیرون و دوش و تار از دوش
 دیده چنین نادره کس در جهان
 چو چو بابل همه پر جادوی
 خانه بجا ماند دستونش ردان
 کرده چو شرف بصد نیکن
 کس نکند سایه که در چشمت
 سایه ایس چه به کشد هر که هست

علم جاننش همه طرف السان
 و در فله زاد معنی از و
 بر ورق ابل هنر کرده داغ
 در هنر از بس که رواں کرد دست
 دست بر دستگمی همچو تیر
 گفت خبر بر همه از خیر و شر
 هم زده در خشکی و تری قدم
 و بطلب صوف تراشیده سر
 راکع و ساجد شده در هر مقام
 پنج بنوده قیامش قنود
 روزی او یک شب با صد هنر
 سر زده در رفته درون دوت
 و دود او قبله و اندکان
 آهوسه مشکین و سرش باد و شاخ
 تیر سپردار از دور خراش
 کرده سر اندر ره شمشیر صرف
 آب سیه خورده چنان گشت مست
 پیچ خطایش نه اندر زبان
 آن نویسنده بود نه از و
 روز و شب از خوردن و دو چرخ
 دستگمی یافت بهر کس که بست
 راستی او همه را دستگیر
 نامه سیه کرد و سیه با خبر
 هم بیابای و سپیدی علم
 گرچه همه جدا کنندش ز بر
 در دل شب کرده بیک پایم
 طوفان که درین قیامش سجد
 گر همه سر زیر کند یا ز بر
 یافته در ظلمتش آب حیات
 خوانده شده بر همه خوانندگان
 دزدوم او مشک بصر فراخ
 تیغ گهر بار از و در تراش
 بک ز شمشیر رسیده بخت
 کش چو نگیند بنیت ز دست

نامے حریر آمدہ اندر خورد
 آمدہ از بخش فراہم ز آب
 بکشد از کوبش بسیار پست
 گے بود از دستہ تعین گزر
 کہ غلہ سوزن مسطر کند
 کہ بہن تیر شود ز بوس
 کہ کند اندر کعبہ نشین شست
 بر زردہ از روی سپیدی علم
 نام خدا یافته بردے گزر
 عاشق خطائے ترا از وصل
 با خط حاضر نگزارد وفا
 پہنچ کہ از حرف نہ اند گزشت
 حرف بجز از قلم آرد سخن
 حرف بجز از قلم آرد سخن
 ہر کہ گئے قصہ فرو خواند پس
 کار کشائے ہمہ ز اسرار خویش
 قدر گراں یافت لیکن سبک
 قدر گراں یافت لیکن سبک

طرفہ حریرے کہ توان جزو کرد
 لیک پر گند گیش ہم ز آب
 پشت و گردوش از یک شکست
 گدہ از تیغ بمقراض سر
 کہ کشش رشتہ دفتر کند
 الغرض از دوستی کلک پس
 تار قمیے یاد از اس سرشت
 یک سیہ رشتہ شدہ از قلم
 زہنش بوسند و نہندش بسر
 مے بریش گردن و در بند وصل
 گر چہ کنی بند ز بندش جدا
 حرف روان و نتواند گزشت
 لیک بہ پیچیدہ بر خویشین
 عاقبت الامر بہ پیچاند پس
 پیچش او از خود و از کار خویش
 دہاں سبک ہم ز مزاج تنک

کرده در دو خامه مصری پناه	یوسف مصر آمده در قمر چاه
کحلله دیده روشن سواد	میل در دو خامه و گلش مدا
بسکه فزون یافته زرق قلم	آب سیه رانده بفرق قلم
شستن او با بجه دانند کاه	رفتن او جانب خوانند کاه
هر چه سواد ورق مشکش	حل شده چون آب دین ویش
در شکم از شکم ترش بایه میش	کرده قناعت به تر و خشکیش
بلکه شکم کرده پراز بیش و کم	مانده دهاں باز برای شکم
گه گه از زحمت مشکلی بناب	دافع مشکیش دوسه قطره آب
معتبر عالم و جا بل شده	گرچه در دل تار و سیاه دل شده
من چو ازین حقه کشیدم قلم	بر زدم از مشک بکاغذ عجم

صفت کاغذ سیم که پند و دقلم

سیم سوزن شود و نقش بر آرد بریاں

کاغذ شامی نسب و صبح دام	آنکه شد آتش صبحش ز شام
ساده حریر و لعلش ز خویش	باقصب خزانده پیوند خویش

ابر کردم چشم را کال لاله رنگین من
 ما و تمنائی و روز ابر بارانی زاشک
 ابر بر من می بگریه کیش حیلے مست برق
 خالق گوید و در خود را گوئے تا در ماں کند
 ششورے ہر زماں کا نہ ردلم می بگری
 دیدہ کز خاک و رت سرمہ کندانی گریست
 چشم من ہر چند افزوں تر بھی بار و سر شک
 وقت باران خوش کہ میبار دگھے درخت
 بیشتر در روز باران سے بسا غمی کند
 سے خوش آنکس کو نوشی با آسمن می کند
 تندہ و دیدہ ہیں کز زیر چادر می کند
 من ہاں گویم وے از من کہ دہی کند
 صد غبار از سینہ خایم سر بر می کند
 از غبار انگیزی تو خاک بر سر می کند
 ایں غبارے را کہ من دارم فزون تر می کند
 ما جواسے چشم خسرو پیش دلبری کند

ذکر باز آمدن شاہ بدولت کہ شہر

بمحو بر طیس بقوس و قمر اندر سلطان

صبح وہاں چو علم آفتاب
 کرد ہر دروازہ مشرق شباب
 خرم کہ مہ گشت نہاں در پرند
 قبتہ خورشید بر آمد بلند
 رخس طلب کرد شہ کا مکار
 شد گویہ پاشت بدولت سوار
 کرد رواں کو کہہ خقیاب
 سچے در دولت از ان فقہاب
 باد شد اندر سر زینہ نامے
 باد رواں گشت ہم باد پلے
 از روش پیل کراں تا کراں
 سر سبز اندام زمیں شد گراں

خامه که صد نامہ پیچہ نوشت
 آنکہ میں مسرور ہو باگہ
 آئینہ دیدہ صورت گراں
 من چو بریں آئینہ رونماے
 ہفت مردانہ بہ بہتم بکار
 باز نیامد قلم تاسہ ماہ
 تازہ دل کم ہنر و طبعیست
 ساختہ گشت از روش خامہ
 در رمضان شد سعادت تمام
 آنچه بتایخ ز ہجرت گذشت
 سال من امروز اگر برسی
 زین نخط آراستہ بکری چو ماہ
 تا چو شود خاص خداوند خویش
 علم جہاں را جہ بر مے نوشت
 و آنکہ کہیں پیش او باشکر
 صورت ہر نقش کہ جوئی در آن
 مورچہ بہ ختم آئینہ زاسے
 بہ ختم از خامہ دُر شاہوار
 روز و شب از نقش سقند و سیاہ
 رہت شد این چند خط نامہ است
 پیش شش ماہ چنین نامہ
 یافت قرآن نامہ سعید نام
 بود نہ ششصد و شتا و شبت
 رہت بگویم ہمیشہ بودوسی
 باد قبول دل دنامے شاہ
 دین غزل بندہ بخواند ہمیشہ

غزل

باز بر تیرہ از ہر سوے سر بر می کند
 گرد بر می آید از عالم کہ از اساک ابر
 سر بہ راغی دروں کردند متاس پیش
 سبزہ را در ہر چمن بر آب دیکری کند
 کاد بخشش عالم را در زماں بر می کند
 سر ز من تا در کہ جو دیش سر بر می کند

صحنک ز زین سما شد سخال
 گشت گل لہ وچ چرخ نبال
 تنگ ساروسے بچوں نما
 گوریں برشا وید فاش دہ
 مقبرہ بر بستہ ہر چایکے
 تازکنان ہر سہ ہر تازکے
 نشانہ ہیاں کہ ہم سودروسے
 یافت ہم از سر ہر شانہ موسے
 کو کہے چوں فلک آراستہ
 کیونہ تا بھک خاستہ
 شاہ بدروازہ دولت نشینت
 داد بدروازہ کشا ویکہ فیت
 توین شہ راز نثار انگن
 گشت مکل بچا ہر عیاں
 فعل کہ پشت بگوہر دہاں
 گولی از آہن گہ آمد ہروں
 چتر کہ در چرخ شد از جہ خویش
 چرخ رواں گشت سر پای خوش
 زان سببے کو ز پرش می گشت
 از عجب خیمش سرش می گشت
 شد چو عروسے بہاؤ بھی
 جلوسہ کماں پیش شکوہ شہی
 کوس خبر کرد بگوش از خروش
 دز نریش بے نہی یافت گوش
 بانگ ہل خاست کران تکران
 شد چو کاسہ گردوں دران
 نغمہ مطرب ز گلو گاہ ساز
 گویش نیوشند ہی کرد باز
 زہرہ دران انجمن اختران
 رہ شدہ از دم رہشکراں
 ماہ دشان چرخ زن پایے کوہ
 گشتہ ہوا ز رہش خاکروب
 شمع شکروش بزبان آوری
 سونہ جانما بھارت گری

بیکه شد آواز چرس چنیل
 بیکه عم های سیه شد بهاد
 یافت زان ایست بهر گشتنغ
 عتق سپاه از علم سرخ زرد
 از علم لعل که بر سپنج سود
 نوک سنان کرد به باد زرد
 در تیر پرچم که سنان گشت کم
 کرد سنان کا و فلک را زبون
 شه به تیر سیه می جمید
 بود در دل دایره شام گم
 تیغ به پیر امن چرخش تظار
 بود یک جل صف تیغ تیر
 بانگ روار و که برآمد بلند
 پره زده تیغ زناں بهر
 زان بعد شکر که زمین می شست
 شد زمین از لعل نقیش زار
 گرد که بر شد ز زمین سر زان
 بر بند گشت کران گوش پیل
 ماه نمان گشت در ابر سیاه
 شد بر طوطی فلک پیر زاغ
 نشو دیب آنچه نور و ز کرد
 طاسک نه ریشد پرا زخون نمود
 گشت کبوتر بهو اسب خ پر
 نیزه شد از نوک سنان کا و دم
 شد ز دم کا و هوا کا و گون
 اول شب صبح دوم مید مید
 مردم دیده بیابای در دل
 ابر کی قطره آبش بزا
 بچو فیتاں بلبل آ بگیر
 نخله در گنبد گردون نکند
 پره شان گشت سیکه غنر
 کرده کل مکتب زین است گشت
 چون ششم ماهی و اندام مار
 کاسه گل شد طبعی استمان

رہ وہ لے دیدہ و خار مرہ ز کیون
 جاں کہ بگرختہ بود از غم بھراں بدم
 جان من چشم از اس کہ بروے تو تھا
 نطن بود اس کہ ز خواب دل من باز آید
 باز ناید دل من کرچہ بکویت صدار
 چون بکے توروم خلق بر آرد فرید
 ہر کسم گوید باز آئی از و تا بر ہی
 بندہ تحسہ ز تو دیدہ پوشیدہ رفت
 کہ خزان و خوش آن سرور داں باز آید
 خبر آنش آمد و آں باز آمد
 جز تو در سرچہ تو اس دیدن اس باز آید
 تا ترا دید کہ کن کہ چساں باز آمد
 شاد ماں رفت و بغیر یاد فغان باز آمد
 کایک آن عاشق چچا روہاں باز آمد
 گردل این ست کہ دارم نتواں باز آمد
 چون میسر نشدش دیدہ کناس باز آمد

سخن از ختم کتاب بخط خواہش خد

کہ بچویند خط را بدستی بر ماں

من کہ دریں آئینہ پر خیال
 کس چہ شناسد کہ چہ خون خود ام
 ساختہ ام ایں بہ لعل و گہر
 تا نم از کربت پناہش
 ہر کہے بیتے و کانے درو
 در تہ حرفش ہمہ باری کیست
 بگر سخن را بنمودم جمال
 کیس گہ از حقہ بر آوردہ ام
 از خوے پیشانی و خون جگر
 کہ بچکر گاہ بہ پیش خیش
 ہر درقے ملک جہانے درو
 آب خضر در دل تار کیست

پانزہمیں شان رسید از طرب	ملک بپا کو فتن بوالعجب
صورتِ قبحہ شجیر مہماند	پیکرِ شان طرہ چو بالافتند
چشم زد از دیدن سلسلے نیک	گوچہ کہ صورت نرزد چشم بیک
نرم تریں راند فرس را براہ	شاد و نبطاج آن کار گاہ
تا بشفق خانہ دولت رسید	نرم ہی راند و غماں می کشید
خانہ دولت شرف تازہ یافت	از سہم پیش فلک آوازہ یافت
بنده شدش بخت بیکبارگی	رفت چو در بار کہ از بارگی
فرش زمیں شد ز در شامہوار	بسکہ فشانند ز ہر سو شمار
کس نتوانست کہ بوسد زمیں	خاک نہاں گشت بدرغش
بست زمیں را بجو اہر طراز	بزم بیارہست شیر بزم ساز
تازہ شد از مجلس شاہ عجم	جشن فریدون طرب گاہ جم
خواستہ می داد و ہی برد رنج	از دل خواہندہ بتاراج گنج
بزم نہ گشتش تی از رود و جام	از شب و تار و ز سحر تا بام
رود زلش زہرہ و ساقیش ماہ	باد مدہش بطرب دستگاہ
ایں غزل از آب و ان تر برد	مطرب را بنولے سرود

غزل

عمر گشتہ مرا باز کہ جاں باز آمد وز پس عمر من آن جاں جہاں باز آمد

گشت خدورت که کنوش بقصد
 تا چو دیں بگری سے ہونمند
 بیزش میں حرف کن از فکر تیز
 در زہل بازگشت فی شمار
 خواہش از خامہ زبان گزین
 زانکہ خراشیدہ مردم بود
 ایت مبارک خلف نامہ را
 خامہ من گرچہ تراش افکنست
 ز باغ زبانی کہ بغیر ہماے
 ہم زبانی شک بناقم دہد
 ہر سخنے کز قمش یافت داغ
 زیں ہمہ سودا کہ فردی ختم
 چند گم بود بدل کیں خیال
 بود در اندیشہ من چند گاہ
 چند صفت گویم و آبش دہم
 باز نامہ صفت ہر چہ بہت
 بستم و دادم با میان نقد
 بیش و کمش باز شناسی کہ چند
 خواں تو قرآن نامہ سعید نیز
 نصد و پانچ و پچاس و سہ ہزار
 آنکہ نہ گرد و درختی کم ازیں
 آہ کے کش خلف کم بود
 و وہ ازیں یہ بود خامہ را
 زوچہ گمراہ کہ تراش منست
 کبک و اس را بزدن پے
 ہم ز سودا آب جیہا تم دہد
 طعمہ طوطی ست بختار ز باغ
 چیت ز معنی کہ نہ بیک ختم
 تازہ کنم ہر صفت را جمال
 کز دل دانند حکمت پناہ
 جمع اوصاف خطا بش دہم
 شرح دہم معرفت ہر چہ بہت

درف نشین معنی خورشید تاب	رهت چو اندر دل شب تاب تاب
شش پیر را مهر منور دهم	مور به را ملک سیلماں بکام
گنج گهر در شبند داشته	شب ز کواکب علم فراخته
هر جستی پیکرے رومی جان	روم سخن را ز حقیقت اذغال
هر خط تو چند بریں لوح را ز	همچو دالے ست بیابانک نما
هر رقم لغت رموزش بحیب	چوں شب معراج پر از غیب
نقطه بر حرف بزیب ترین	مردمک چشم معانی یقین
ذوق خیالات زمستی پُر	دارے جراح دھوم بخیه بر
هر غزل و شنه عشاق کش	پیش که بکشد ز درون پرورش
افق معانی نه بقدر طبع	بک گزشت ز سموات سبع
دید چو این مثنوی پیش را	تیر قلم کرد سر خویش را
هر یک ازین بیت که خست و است	شد خوشی دل که چو جنت خوش
چوں سر خامه بر سرش خم کند	حیف بود زو که سیکه کم کند
من چو نکر دم حدش از خست	کم شد و سر مایه نمازش در است

لے یعنی ذوق خیالات من از مستی بسیار مانند دار و سه بیوشی جزئی است که بوقت و وقت نغمه برین

ده و افسوس تر است که بوقت بریدن جیب و من

لے یعنی هر غزل من از شنه عشاق کش است و بر دے نکس که پر و اذغال بر دار یعنی هر شمار و صافش
باشد ۱۲۱۲

تپے بس شد قلم سحر سنج کر پے ایس مار شینم بر گنج
 منک نہاد م ز سخن گنج پاک گنج ز راند رانظر م عیت خاک
 گرد ہم تا جو سر بلند دوتوں باز بد ریافت گند
 ورنہ بد زبان خودم را گھل رنجہ نکر دم چوتھی ماگھل
 یک جوازیں فن چو دیاں نہم وہ کنیم آں را و بصدق دہم
 شیرم دینج از پے یاراں ہم نے چو سب خانہ کہ تنہا خورم
 ہر چہ کہ پناہاں کنی از مخرماں سنگ ہماں باشد و گوہر ہماں
 مار کہ بخش بود اندر خاک حاصل و حیت از اں گنج خاک
 زیں ہمہ شربت نہ دیاں کرد ہم کتاب نہ دیے کرم خورہ ام
 ہر ہمہ دانند کہ چندیں گھر کس نہ نشاند بدوسہ بدرہ زر
 ورنہ ہم گنج فریدون و جم ہر یک حرفت بود بلکہ کم
 کام ازیں نامہ عنوان کشاں نام بلندست کہ ماند بجائے
 کا پنجہ درین بت چو میند کے یاد کند از من میکس بے
 ہر صفتہ را کہ بر این ختم شعبہ تازہ در وختیم
 مور شد م ہر شکر خویش و بس ورنہ دم دست بجلوے کس
 گر چہ در چیدہ بے دیدہ ام نہرہ نہیں کز گہرے چیدہ ام

ملے یعنی میں کار و شاعری نہ ہرے ملے نہ کردہم کہ قلم مار گنج نشینم

بگویم از جیب گدا به پیش
 طایر سخن را روی خود هم
 نوکنم اندازم به رسم کهن
 و ز گرم تاجه ذرافشانده ام
 آنکه به بنیم به هنر بیشتر
 آنچه بهتر است بگویم نگو
 کحل بصر نوکنم از هر سواد
 اول از آنجا که برانگیزمش
 سکه خود زین من اندیشه ز راه
 آنچه ز سر جوش دل فکشند
 موسی بمویش به هنر ختم
 وصف زبان کونه شد از دل بر
 زین پس اگر عمر بود چندگاه
 رنگبخت یادست ندیم خامه را
 کانیچه همی شد بدلم خار قار
 گرچه شد از بس چینی نامه
 کرد نگوئی که نگوئی گسند

تاج خود سازم دامان خویش
 سکه این ملک تجر و دهم
 پس روی پیش روان سخن
 تاجچه ترتیب سخن رانده ام
 کوشش آن راه کنم بیشتر
 و آنچه جز این است بگیرم از
 نو بصر نوکنم از هر سواد
 بر کشم آنجا که فرو ریزمش
 تان نشانم نه نشینم ز پاس
 معنی نو بود خیال بلند
 پخته و سنجیده در درختم
 کان گرسه را بدل آید که چو
 کم بوس آید به سینه و سیاه
 ساده ترین نقش کنم نامه را
 یافت دین گلشن رنگین محار
 دادم اگر می جنگامه
 بر چه معنی آنچه تو گوئی گسند

کے شود ایں مہ از آن کے
 در غور بہرب بنو ایں زلال
 جلوه گر من کہ رخ آہستہ ست
 در نگر از مشتہ تا دامنش
 زیور نو کردہ جکار چنیں
 یک بہ نظر کہ زلف خال
 پیش نگوینک گو بد ز پس
 و رچہ ترا گفتن بد فن بود
 آنکہ بہ نقصان خیال من اند
 بر ہنر آید ہمہ را گفت و بس
 در سخن افتد ہمہ اپنچ پچ
 چوں عمل لازم صورت بود
 آنکہ درادر سخن آوازہ پیش
 بر محل و خارے کہ رمذیں خرا
 ہرچہ تالش کندم مرد ہوش
 ز آنکہ چو زیں فن بگذرد او فتم
 چرب زبانی نہ بود سود مند
 گنج نہ بگفت بد ہان کے
 کیست کہ اینجہ ہر ساند خیال
 جلوه کناں پیش تو بر خاست
 ہستے نیت بہ پیرا منش
 نظر بو، دیدن یا بر چنیں
 ہدیہ او شرط بود در حال
 ہدیہ ایں مے بہن ست و بس
 آں بہ تو نیکوئی من بود
 جملہ گواہان کماں من اند
 بے مہراں را نہ کند یاد کس
 چوں سخن نیت چہ گویند ہیج
 نیک بہ خلق ضرورت بود
 زخم زماں برف از اند زوش
 نے خوش از اں گرم نے رنجہ را
 گرچہ بود رہست نیارم گبوش
 ترسم ازیں مرتبہ دورا فتم
 طفل بود کش بفرہی بقند

نیست ز کس لولوی لاله من زلف بریں در تیرہ دیک من
 نکتہ من گو ہر کان من ست زان کے نیست از آن من ست
 دزد نہ ام خانہ بُرد دیکے خانہ کشادہ ز در دیکے
 مایہ ہر دزد کہ در عالم ست گرچہ فزون ست بعیت کم ست
 ہر چہ کہ از دل در یکنوں کشم زہرہ آن نیست کہ بیروں کشم
 زانکہ گدھی کنسم از ہر کراں ایچیم نیست ز غارتگر اں
 قلب نے چند ہر گوشہ بست کز زہر من پارہ دہندم بدست
 لقب دوا صحیح نہاں مرا مرغ شدہ ریزہ خوان مرا
 دزد متاع من دبا من بچوش شاں بزباں آدمی دمن خموش
 خانہ قدم ہمہ روزن کند جستن جنت ہم از من کند
 نقد مرایش من آرند رات من کنم جنت کز آن شات
 شرم نہارند و بخواند گرم با من دمن بیچ نکویم ز شرم
 طرفہ کہ شاں دزد من از شرم پاک صاحب کال من دمن شرم پاک
 باز کشند خیالے کہ بست در چہ کشند مذاخذ بست
 پر فن شاں گرچہ روا می وہ سستی ہر بیت گوا می وہ
 آنکہ دیں کنج نہاں جو سری باز شاں کہ گدز این کیست
 دیکہ نقد زافر شاہ جہاں سفہ اگر یافت نہ نہاں

من بد کس ناورم اندر زبا	و آنچه بود راست ندانم نهاس
چونکہ جہاں پر خیس است دش	روے نمی تا بدم از بھیکس
گرمی من نیست چو حاصل مرا	سرد شد از آب سخن دل مرا
تلمکے ازیں شیوہ چنگی شوم	بے غرض آماجِ خدنگی شوم
نام گدائے کم اسکندرے	خلعتِ عیسیٰ فکنم بر خرے
مختناند وریں روزگار	مس بزر اندودہ ناقص عیار
کور دل از دولت کو تہ نظر	دولت شاں از دل شاں کو تر
گوش کرانی ہمہ ناموں ہے	سفلہ دشنوں صفت جنگوں ہے
لازم شاں گشت ز نقصان ہوش	کو تشی چشم و درازی گوش
حاکم و رستم شدہ در جلے لاف	چوں زینِ کاف کہ بود و صاف
بے کرت نام فردشی کفند	بے گھرے مرتبہ کوشی کفند
خوردہ بد رویں نیارند پیش	پیش رسانند بد آنجا کہ پیش
شاخ گلے تحفہ مرا ورا کفند	کز پے بغیش قاضا کفند
گر گئے باشند و شاخاں نشیں	سرکہ دہند و طلبند انکبیں

منہ یعنی ہرچہ کے گویے شہنشاہ از کو تاہ چہی خود امتیاز حق و باطل دارند »

منہ یعنی صرف حق بحدہ از منی رسانند و بغیر مستحقاں سے دہند »

منہ یعنی شاخ گل چش کے تحفہ رند و بوجہ آسا باغ خواہند »

گر ہند نقریں کندم در خورست	آنکہ شناسندہ ایس گوہرست
نشوم از خود کندم آفریں	و آنکہ بتقلید نشست اندرین
نیک شنو گفت بد از دست	مردم و ناکہ بود نیک خواست
نیک نگویہ کہ نیاید ازد	و آنکہ بہ بد گفت گرفت دست خو
یابد و یانیک بردن ازد نیست	بد نتوان گفت نکور اچو نیست
نیک نکویند چو بد گویندش	ہست اگر سکہ نیکو نیش
خود تواند کہ پوشد بدش	ورز بدی خال بود بر خدش
چند توان داشت نہاں چشم کو	گیر کہ پوشی ہمہ عیش بہ زور
زخمہ دریں رو نہ کیکہ دہ زند	باز کہے را کہ حد رہ زند
ہیچ نکاہے نکند جز بہ عیب	گر قبل صد ہنر آرم ز عیب
آنکہ کم ست او ہمہ را کم زند	از ہنر خود ہمہ کس دم زند
کم زن او از زن حائف کم ست	جو ہر ہر مرد کہ در عالم ست
بد ہمہ جا بد بود و نیک نیک	کم نہ زند مرد کہے را و لیک
یک تم کہ کند نگشت ہیچ	صد سخن راست نہ گیر د ہیچ
عیب بود عیب کس گفتش	گر بہ ازین نیست کہ گفتش
طفل بہ ہاست نہ طفلان عیب	و کم ازین نایہ رسیدش ز عیب

میش تا ندود بند اند کے تماذ ہی دود بندت کے
 گر برساند مثل برگداس کتے سے وہ طلبند از خدا کے
 صفت خاتمہ و قطع تعلق کردن
 از پے آخرہ صحبت ارباب جہاں

بروز سرمایہ خود مانے بدرہ دینار بجا بندے
 گفت کہ بپذیر و عطاے کن تا شودم میش و عاے کن
 پیر بگفتن کہ چو پیش ہوشت آنچه کہ کم میکنی از خود خلاست
 گفت بدو منعم سود آزماے کاچہ دہم سود بجوم بجاسے
 مرد پذیرندہ بخواب خورد ق بدرہ بدو داد کہ لے نیک مرد
 باز پذیرایں ز چو من فطے ترا کہ تو فطس تری از من بے
 چو ہمہ میل تو بہ پیشی درست ایں کم تو ہم تو ادلی درست
 آنکہ نادر و صفت مرد می نیست بر آدمیاں آدمی
 خاصہ کسانیکہ بہت کم اند نطن بہم کر نسب آدمند
 ایں سخن چند کہ بخوہست است شاعری نیست ہمہ رست است
 گرچہ چنین راست بناید نعت رست بے بہت کہ توتش گفت
 یک بخوہش چو مر نیست را ق جز بخدایا بدر بادشاہ
 ہرچہ بگفتم ز کم باک نیست زہر نخوردم غم تر باک نیست
 نیت آں دارم ازین نیت را کز در شہ نیز شوم بے نیاز

چون نگری حاصل چندین گزند بیدار باشد و تا سودمند
 این قدر نماند خاطر ز دل اگر شودت صرف بیاد خدای
 گریه نه در عام رازت برد بارے ازین بیدار بازت خرد
 جان و دل غائب تو از حضور دور نباشد که نباشند دور
 کیست که آنجا شد و کجاست کیست که آن در دور بارے نیافت
 صدق درین مصلحت یار قویست مگر ازین کار که کار قویست
 هست چو در سکه پیرانت رو ترک بوسه های جوانان بگو
 شعر چو بادوست نه یاد بهار بدو خزانے که بر آرد غبار
 کم کن ازاں باد که گرد آورد و آخر کارت دم سرو آورد
 پیشه خموشی کن و دمساز شو میل باغ آمد و باز شو
 در هوس مشغولیت در دلست حل کنم ایں بر تو که برین شکلست
 در روشنی که تو نیاید مرو گفت بدم مشنود نیکو شنود
 نظم نظامی به طافت چو در وز دور او سر بسر آفاق پیر
 پس چو تو کم مایه بسیار لاف و شمری همه خویش از کراف
 چیست در آن کم که بخویش باز تا چه ز گفت است که گویش باز
 پخته زوش چو معانی تمام خام بود بختن سودای خام

سربری باز تروی دریغ	راہ بجائے نہ پڑی دریغ
ز انچه بگفتی بخت و صواب	چونت پر نہ چہ کوئی جواب
از پئے نمک کہ مبادش امید	نامہ سیه کردی و دیدہ سینه
گر چه شد آوازہ بحسب رخ کبود	چون تلخ شدی نیام بلندت چه سود
صویر قیامت کہ بر آید بلند	نام بلندت نہ بود سودمند
ایں رقم مرور کہ سوداے تست	سلسلہ گردن فرداے تست
چند پونی ور پئے ایں ترہات	چند بغلت گزرائی حیات
گیر کہ نظمت سخن از دُر کند	پس بد روئے چه تفاخر کند
یک نمر اندر دلت آرد فروغ	رہت بگویم کہ لکوی دروغ
جہل تزدیر کم و کاستیت	رستن مرد از سبب سیئت
رتبی آور کہ دروغت بے است	ہر کہ چنین ست چکوئی کسے ست
تا بود اندر فن شہرت ہوس	خزیدہ روغت نہرو نام کس
پائے ازین دائرہ یک سوسے نہ	پشت بدو کن بخدا رسے نہ
پیچ خبر داری از اندیشہ	کاوردت باز بہر پیشہ
پیچ لکوی بکس از ہماں	پیچ لکجہ بدلت جز ہماں
از ہمہ جا دل بکراں داشتہ	ہمت دل جملہ بر آں داشتہ
بس کہ دلت گردد از اندیشہ بول	تا سنخے راز دل آری ہر بول

در بہت می نگزار و غمناں ق
 کوشش آں کن کہ دیر را دہنگ
 از پے بخشش بجز آرزوے
 رنج نہ بردل گو یلے خویش
 سوز سخن را نہ بخامی طلب
 سوز تکلف خس و خاکست
 یک اگر پذیرد آری بکوش
 چل شد و در نجات اندشت
 نوبت تو بہت گزانی مکن
 در غمت یاد جوانی دہد ق
 تن زن ازاں ہم کہ کساں گفتہ اند
 نوبت سہی کہ مبادا مکن
 ترک ہوس گیر و بے پیش گیر
 آں کن و آں ساز کرین کو چاہ
 تا کہ بغزلت نہ نشانہ دینز
 چہ کنی خواب دیر رہز
 می گذشت دل بہ خیال نیاں
 ز اں کل تریبے بہنت بیک
 یک غایت ز بزرگان بچے
 ایک دہوئی ز کوئے خویش
 بچگیست ہم ز نظامی طلب
 چاشنی سونچکاں و گیرست
 مصلحت آنست کہ فی خویش
 پیش میں پیش کہ فتنی بشت
 روے یہ پیری ست جوانی مکن
 وز خوشی طبع نشانی دہد ق
 ہر چہ تو گوئی بہ ازاں گفتہ اند
 شرم نداری کہ بگوئی سخن
 رہ بسوے مصلحت خویش گیر
 چوں بروی توشہ بخوئی براہ
 پیشتر از مرگ بغزلت گیر
 خواہ گشت بہت بجائے مگر

زین و خیالی کہ ترا کثر ترست
 بگز رازیں خانہ کہ تلے تو نیست
 کہ بدے داری و جان اندرست
 تا بود این سکہ بعام دست
 بہ کہ دیں جفت طبع آرماسے
 گفتہ اور بشنود گوش باش
 سحر و رمانے کہ درودیدہ اند
 ثنوی اور بہت شنائے کہوے
 ایں جہ زلفان بگز ترست
 گر نہ بدی ایں غلط جاں نوز
 یک چہ سر آمدہ زان بو خوشست
 تا بود آوازہ قمری بساغ
 آنکہ چشمتے خوشگوار
 بستن آں یہ خیال گزست
 دیں یہ باریک پہ نیست
 ہر چہ تو دانی باز اں اندرست
 برتن تو کے بود ایں شہ دست
 سر نہی اول نگاہ پلاسے
 گفت مرا بشنود خاموش باش
 خاموشی خویش پسندیدہ اند
 بشنوش از دور و دھانے کہوے
 کہ تو نہ بینی دگرے کو نیست
 ہو کہ دلم را بتو بودی نیاز
 خود تو آں جا علف تنست
 کس نہ بد گوش باد از زاغ
 دُر و کند در دِ سَرِ راک دھار

۱۱۔ کثر ترست کج معنی بہودہ ۱۲

۱۳۔ ایں سکہ لے ثنوی نظامی ۱۴

۱۵۔ حضرت امیر خسرو دیں شاعر و قافی لے کنند کہ درمت بہ ثنوی نظامی ثنوی تو چہ چیزست ۱۶

ہرچہ رسد پیش خور دم کم بخور
 واپچہ بہ قسمت بازل زانست
 واپچہ قضیت بدای فتن
 ورنہ بگردی عہد بالادست
 ہرچہ بجونی دنیابی مرغ
 چند چو موران سرسیمہ گرد
 عاقبت آن مور بہر خانہ
 گرچہ کہ زر جانت مجویش بے
 جو ہر چہ پسینہ کہ زیند و تر
 جاں کہ عہد درپے این خاک رفت
 طفل شود قلندہ بریں خاک زرد
 ایں گل رنگین کہ فریب دلست
 عقل کسے رہست کہ گردش گشت
 تامل سے میر مدت زین خراس
 قرص جواں کس کہ بد نماں کند
 آنکہ شکیبش بقباعت درست
 کان بخند الذبت کاشش بہ
 ورنہ سد ہم ہر سد غم بخور
 رنجہ مکن دل کہ بدایانست
 گرچہ بجونی فتواں یا فتن
 روزی از ان پیش نیانی کہ بست
 زانکہ بخوبش فتواں یافت گنج
 کم خوری و پیش منی بہر خورد
 جاں و دہ اندر طلب دانہ
 ورنہ عمر ست مخواہ از کسے
 نیست نہ ز بسیج فریند و تر
 پاکی آن کس کہ ازیں پاک رفت
 مردی آن کس کہ غرورش خورد
 ہر کہ فریشش خورد عاقبت
 آخرازاں گوئہ کہ آمد گزشت
 دل منکن از پے گندم در آس
 مرد شاں گزپے زر جاں کند
 قرص جواز قرص زرش بہرست
 دیں طبع خست ہمیش و بد

یک نفسے زیر زمین اربہوش
 جگر پوشیدہ بر خود مہوش
 مہمتے نیست جہاں را چناں
 کاہدہ راتافت زرقن غناں
 ناگہ ازیں غائے سفر کردنیست
 شربتے از جامہ اجل خوردنیست
 گرچہ کسے زندہ نما مذہبے
 زندہ جاوید ہما مذہبے کسے
 خاک بے خوردن پاک را
 سیر نکردہست کسے خاک را
 جاں بشت بے دل اسیر ہوس
 غفلت ازیں میش نکردہست کس
 عمر چنیں آدمی بے بخر
 باد بسہ کردہ کہ خاکش بسہ
 ایں عہد بیداری ما خفتن مست
 رفتنیانیم ازیں راہ دور
 گنبد گردنہ وفا کے کند
 زین گزردہ راہ و داں برگز
 چوں گردنہ است پیاں برگز
 ایں طبق گل کہ وفاز و کم است
 کائے خواہش ز سر مردم است
 بے نمک است ایں فلک کاہوش
 از نمک اچہ کنی کام خوش
 نان بہت لیک بخون جگر
 تو ہم ازو تر کن دانکہ بخور
 گر بودت خوش خوردہ خوباش
 در نبود بختہ مشو کہ مہاش
 تنگ مہاش از بے عیش فراخ
 تو ہم ازو تر کن دانکہ بخور
 کاس ہری از باغ کہ فیروز شاخ

گوشه نشین تابخیاست بوند
 ہر مہمہ محتاج جماعت بوند
 راہ طلب در روش بیگیں
 تار ہی از کن کمن مرد ماں
 بوم بویرانہ از ان شد زباغ
 تانہ کشد رنج لکہ کوپ زباغ
 ذر کہ نہاں در صدف آبی ست
 بیش بہا ز پے کم یا بی ست
 گل کہ بقدرش مہمہ عالم بہا ست
 در مہمہ جاردید از ان کم بہا ست
 چند چو بیچارہ تو بر ہر کے
 زود کنی روے زہر خنے
 باز سیدی بہوا کن نکا
 زباغ نہ حیفہ بگر گس گزار
 چوں بریدی طمع از ناگساں
 صرف کمن گوہر خود باخاں
 مرد می نیست چو در چشم کس
 چشم نگہدار آسب خس
 گل بچسبہ نگاہ ستوراں ہر
 آئینہ در مجلس کوراں ہر
 لیک از ان جا کہ طمع خست
 ملک قباوت نہ باز دست
 از تن گار توں شست داغ
 پتر خواصل نشود پتر زباغ
 بیدہ با تو جدے می کنم
 در نہ کشانی تو دے می زخم
 بر چہ دیدم تو دودے شست
 پند بے دادم و سودے شست
 چوں تو چنین غافلے از کار خویش
 من بروم بر سر گفتار خویش
 ایں سخن چند کہ از ہر سمع ق
 طبع پر اگندہ من کرد جمع
 فکر بے داد جسک کاہم
 عمر بے رفت بہ گمراہم

مردوده از خود خورشید چو
 گرز زرش از ره بنرد بر دست
 مور که بر سقف او دیتیاس
 پاش بغزد چو در آفت بطلکس
 مال چپ جوئی شته نیستش
 بهره فزدن از شکستش
 ترک طمع گیر ز خود شرم دار
 تان نشوی چو نخلان شرمسار
 دست مکن کینچه که روزی پست
 روزی از خواه که روزی دهست
 گرسنه زانی که دین تنگناست
 نان ملک میبلی نه از خداست
 گر بودت صدق که روزی دهست
 منت دشمن نه کشتی پیش دست
 غره به نزدیکی سلطان مشو
 بلبل باغی مگس خوا مشو
 هست و از خرمن مستی نه
 اما تو چه باشی که کمی زوبست
 کر چه پرد بلبل بستان بلند
 بازی طعنان شود از بهر قند
 چند کشتی پیش ملک دست پیش
 تات زکواته و دزدانک خیش
 گریه کنی هر چه بضاعت کنی
 ملکه داری چو قناعت کنی
 تشنه بمیر آب زد و نمان خواه
 خوں خور و از ناپنجستان نا خواه
 دل بقناعت نه دخور مند باش
 خور کن و آشام بخونای خیش
 دل ز وفا جوئی و دماں بکش
 از پئے نمانه چه بری آب خیش
 اهل مجو گرد جهان زانکه نیست
 خور ز غلت گاه حروان بکش
 ترک جبار گیر و جهان را کنیت

چون توشد این همه با حیرت خیز
 عجب تناسل کسین من اند
 ہم تو کنی در دل خلق غریز
 بے ہنراں جملہ یہ کین من اند
 تو بکرم عیب من عیب کوثر
 در نظر عیب تناسل پیش
 سرمہ انصاف بر چشم سائے
 بکر من آغوا برایشان نائے
 داغ قبولی کیش اندر سرش
 تا کند با دست زان ابرش
 بو کہ بر آرد چنین ناملم
 بر دیش خدمت من و اسلام
 در نظر شاہ مباد اکھسن
 ایں غزلم ختم میں شد سخن

عزل

نامہ ہم گشت بجاناں کہ می بُر
 ایں خط پر ز مہر لب کمر می بُر
 پیغام کالبد بسوی جان کہ می بُر
 دین و دوسر ہر ہر ہر جان کہ می بُر
 ایں نامہ نیست پیر کا عزیز
 پر خون دست ہجر بجان کہ می بُر
 ماییم و شراب بند گیش باہر از شوق
 ایں بندگی بھضت ایشان کہ می بُر
 زین تن مید چون دل جان کہ می بُر
 کشتہ شدیم تھہ سلطان کہ می بُر
 گفتم یا بگفت کہ دیوانہ گشتہ
 اندوہ مویشیں سلیمان کہ می بُر
 جان بے اہ ہجر تو ہر گشتہ
 غم می بُر دوسے غم ہجران کہ می بُر

بود که بهر گریه بنگامه
 یاد کندم ز چینی نامه
 سر کبے هست شکر نیستش
 جز صفت چیز دیگر نیستش
 چون سخن از لطف نشانم شد
 کالبدش صورت جانم شد
 وصف براں گونه فروزانده ام
 که غرض قصه فرومانده ام
 خال تکلف زدمش بر جمال
 نظر نباید مگر اندر خیال
 دیو بود یافته ره در بهشت
 ببتن پیرایه بخاتون بهشت
 عیب چنان نیست که نهفته ام
 کاخچه بگویند همه گفته ام
 چون منم اندر قلب کان خویش
 معترف عجز به نقصان خویش
 هست آمیدم که سخن پرواں
 چون نکرند از ره نیش درواں
 عیب یکے نیست که جویند باز
 چوں همه عیب است چه گویند باز
 خروده نه گیرند بزرگی کنند
 دنبه چنان نیست که گرگی کنند
 بار خدا با من غافل به از
 ق این ورق ساده که بستم طراز
 گر چه که امروز جمال من است
 عاقبت الامر وبال من است
 هر چه درو شد رقم از خوب و بد
 این همه تقدیر تو بر من نوشت
 عفو کن آں را که رضای تو نیست
 توبه ده از هر چه برآی تو نیست
 چون کرم است بهت ز جرم چه پاک
 تیره نه شد بحر بیک مشت خاک
 گیر که ستمم در بنام ستمی
 یا ستمی بود که نام گفتمی

گفتی نجات داور بفرمان خویش دل دارم وے بگوئے کہ فزونی می
 وردا که دل ز تسر و بجا می و آگاهان ز برون لاک می

شد سخن ختم قبولی که خدایش اده است

تا ابد باقی باد او مبادش پایاں

— — — — —



س (397)



N. ✓

5